جسکے جسم معطر کی خوشبو موجودآدم اوسی کے سبب ملاءاعلیٰ مسجود اوسی کے
چمن اسلام کی بہار بیخزان تا بہ قیام ہے اوسی کے روضہ منورہ اور مرقد
مقدس پر گل آفتاب و ماہتاب نثار مدام ہے ایک جہان بلبل وار اسیر گلدام
عشق پاک سے ہے دل عشاق سینہ چاک اوس صاحب براق کا صید بستۂ فتراک
ہے حبیب خدا اشرف انبیا باعث ایجاد کونین محبوب رب المشرقین والمغربین
موجب ایجاد عالم عیسیٰ دم موسیٰ قدم دریتیم دریاے پیغمبری سرو بوستان سروری
شافع محشر مالک کوثر مہر جلال ربانی بدر جمال یزدانی فخر نبی آدم مظہر اتم حضرت
محمد مصطفےٰ علیہ الف الصلوٰۃ والسلام وعلیٰ آلہ الطاہرین واصحابہ المکرمین و
ازواجہ واہلبیتہ اجمعین الیٰ یوم الدین -

مجمل حال مصنف کا مع سبب تصنیف

یہ خاکسار فقیر ہیچمدان عاصی پر معاصی امیدوار مغفرت ایزد منان محمد اکبر جہان
متخلص بہ شگفتہ ولد مولوی رمضان علی عرف مولوی ضیاء الحق ابن نصر الدولہ
شیخ محمد کبیر خان بہادر ہژبر جنگ ناظرین کی خدمت مین گزارش کرتا ہے کہ اجداد
خاکسار متوطن شہر فرخندہ بہر قسطنطنیہ دار السلطنت روم کے تھے عاصی کے جد
بزرگوار سے برادران عم زاد نے منصب مفوضہ پر فساد کیا حتی کہ نوبت بکشت و
خون پہونچی چونکہ جد امجد کی اوسوقت پندرہ سولہ سال سے عمر زیادہ نہ تھی اور
اقربا اون کی مخالفت کی وہ صورت دیکھی جانب ہندوستان مع چند نفر ملازمین
و دو تنخواہ روانہ ہوے رفتہ رفتہ دریاے شور سے بسواری جہاز عبور کیا ہنوز ساحل
دور تھا کہ باد مخالف سے جہاز غرق ہوگیا چونکہ حیات مستعار باقی تھی یہ ایک
تختہ کے سہارے سے بہتے صدمہ تلاطم امواج سہتے رہے حسن اتفاق سے ایک

جہاز جس مین اکثر سکان لکھنؤ مشرف بہ زیارات حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً
اور کربلای معلا ہو کر واپس آتے تھے نظر آیا ناخدا خدا ترس نے دیکھا کہ ایک بندۂ
خدا بہتا چلا آتا ہے فوراً کشتی کو دوڑا کر آپ کو جہاز پر بٹہا لیا آخر باتفاق ساکنین
لکھنؤ جانب لکھنؤ روانہ ہوئے وہ زمانہ نواب شجاع الدولہ کا تہا نواب موصوف
کو خبر ہوئی بعزت طلب کیا اور یہان بہی عہدہ مقرر کر دیا بعد ایک عرصہ کے جب
چوبیسوین ذیقعدہ سنہ ۱۱۸۸ ہجری مین نواب شجاع الدولہ نے وفات پائی اور
نواب آصف الدولہ مسند نشین صوبہ اودہ ہوا بسبب کجہ بیز نواب مذکور کے
ترک تعلق کر کے دہلی مین وارد ہوئے اُسوقت علی گوہر شاہ عالم بادشاہ سریر آرا
تھے الغرض شاہ ممدوح نے عہدۂ عمدہ پر ممتاز کر کے مخاطب بخطاب نصرت الدولہ
شیخ محمد کبیر خان بہادر ہزبر جنگ فرمایا جبکہ سلطنت مین بسبب روہیلہ گردی کے
بربادی اور فتور واقع ہوا آپ حسب الطلب مہاراجہ پرتاب سنگہ والی جیپور
وارد دار السرور جیپور ہوئے چندے بخوبی تمام وہان بسر کی پہر مہاراجہ صورت سنگہ
رئیس بیکانیر نے آپکو بلوا لیا اوسی مقام پر ایک عرصے کے بعد آپنے داعی اجل
کو لبیک کہی بعد انتقال جد مغفور کے والد مرحوم نے کارخانہ دنیوی ہیچ در پوچ
جانکر دہلی مین اکتساب علوم دینی کر کے مولانا و مرشدنا شیخ رحیم بخش علیہ الرحمۃ
دہلوی خلیفہ حضرت مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ سے خرقۂ خلافت پاکر سرفرازی
دارین حاصل کی سن بارہ سو چہہ مین ہجری مین یہ ذرۂ بمقدار پیدا ہوا عہد طفلی مین
والد مرحوم کے فیض صحبت سے کچھہ پڑہ کر حرف آشنا ہو گیا تہا چنانچہ دس
سال کی عمر مین کتب درسیہ مثل گلستان سکندرنامہ دیوان حافظ اور دو تین
انشا پڑہ چکا تہا بلکہ بعمر دہ سالہ ایک انشا کی اُجرت نقل مین نے پائی تہی مگر عمر
دغاباز گار دے نے وفا نہ کی جہانِ فانی سے والدین نے موہنہ موڑا سن صغیر مین

مجھکو تنہا چھوڑا اسوجہ سے نہ علم عربی حاصل ہوا نہ فارسی مین کامل ہوا فی الحال
لہ سن بارہ سو بچپاسی مین بہ تحریک ایک صاحب عنایت فرما کے مولف کو شوق
تالیف پیدا ہوا چند روز دلکو یہ اولجھن رہی کہ کس قسم کی کتاب ترتیب دیجاوے
ایک روز یہ عاصی درگاہ خاک بارگاہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین
حسن چشتی علیہ الرحمۃ اجمیری کے جانب پا انداز حالت شوق مین کہ وہ دن بھی
پنجشنبہ کا تہا بیٹہا ہوا تہا یکایک یہ القا ہوا کہ اس شہر کی تاریخ کسی نے آجتک
نہین لکھی اگر تو اس کا خیر کے لئے کمر ہمت چست باندہے تو موجب ثواب دارین
ہے کیونکہ اکثر شایقان حال تعمیرات درگاہ شریف و نیز طالبان و مشتاقان ذکر خیر
سر حلقہ اولیای ہند حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کو حال ٹہیک ٹہیک کہ جو مبالغہ سے
معرا ہو صحیح معلوم نہین ہوتا جو کہ بندہ درگاہ کو اولیاء اللہ کی جناب سے محبت
قلبی اور ارادت دلی ہے عزم مصمم ہوا اور سوچا کہ نکتہ عاقلانہ الہام غیبی نے تعلیم
کیا چنانچہ اس خاکسار نے باستعجال اکثر کتب معتبرہ اجمیر شریف مین جمع کرین مگر
بعض کتب کہ بغیر اونکے مطلب اصلی فوت ہوتا تہا اور اجمیر شریف مین اونکا پتہ نہ ملا
ناچار مسافرت اختیار کی اور بعون عنایت الٰہی خاطر خواہ مواد تاریخ نویسی کا جمع
ہو گیا۔ چنانچہ تواریخ فرشتہ و مونس الارواح و سیر المتاخرین و مداین المعین
و اکبر نامہ و تزک جہانگیری و شاہجہان نامہ و اخبار الاخیار و تاریخ عالم و کشاف
عالم و مفتاح التواریخ و تجبر الواصلین و جام جہان نما و تواریخ آگرہ و سباج نامہ
و پرتھی راج راسا و کہان راسا و تہارنٹن گزٹ ایروکاٹ راجستان و آرایش محفل
و ملفوظ ضیائی اور چند ملفوظات خاندان چشت جمع کرکے ہر ایک کو از ابتدا تا انتہا
نہایت غور تامل سے دیکھکر جس جگہہ کچہہ حال خطہ برکت افزا اجمیر شریف کا دیکھا
خلاصہ اوس کا لکھہ لیا گیا مگر بعض تعمیرات جن کا حال نہ تو کسی تواریخ مین دیکھا اور

نہ کسی کی زبانی قرین قیاس سنا اوسکے تحقیق کرنے مین اسقدر کاوشین سہین کہ اگر
عشر عشیر حال اوس کا لکہون تو محمل بہ لاف زنی ہو مگر جوئندہ یابندہ ہے تائید غیبی
شامل حال ہوئی کہ اونہین تعمیرات کے دیکھنے سے جنکا تحقیق اور مفصل حال
ابتک کسیکو معلوم نہ تہا بلکہ اکثر صاحبان والاشان انگریز سیاح ونیز مورخ درپے
تفتیش رہے - الا مطلب براری اون سے بہی نہوئی خاکسار نے اوس عقدہ
سربستہ کو بعون ایزدی کہولدیا حتی کہ تعمیر کے بانی اور مہتمم اور معمار تک کا نام معلوم ہوا
امید کہ ناظرین کتاب ہذا عبارت بے ربط پر خیال نفرما کر چشم ہنر بین سے ملاحظہ
کرین اور جو کہین صریح نقص ہو اوسکو اپنی عنایت سے درست فرماوین آخر انسان
خطا اور نسیان سے مرکب ہے ع کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود ؛ اس نسخہ دلکشا کا
گلدستۂ خیر تاریخ خواجۂ اجمیر معروف بہ احسن السیر نام رکہا ایک مقدمہ
اور چار باب پر مرتب کیا مقدمہ بذکر کارفرمائی راجگان چوہان و فتوحات شاہان
اسلام باب پہلا بذکر صوبہ دار الخیر اجمیر اس باب مین چار فصلین ہین فصل
پہلی جغرافیہ اجمیر شریف کے بیان مین فصل دوسری کیفیت صوبۂ اجمیر
و تفصیل اضلاع جو عہد شاہان چغتہ مین سرکارین مقرر تہین فصل تیسری
تعمیرات درگاہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی توصیف مین فصل
چوتھی تعمیرات شاہی و دولتخانہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ و مقابر شہدا و عمارات
عمدہ و شہر پناہ اجمیر شریف کے بیان مین باب دوسرا بذکر تعمیرات بیرون
شہر اسمین چھ فصلین ہین فصل پہلی نورچشمہ نور الدین محمد جہانگیر شاہ و تعمیرات
متصلہ کے بیان مین فصل دوسری بذکر تعمیرات شہر قدیم معروف بہ اندر کوٹ
فصل تیسری تالاب آناساگر و تعمیرات دولتخانہ شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ
کے بیان مین فصل چوتہی تالاب بیسلہ و تعمیرات شرقی شہر اجمیر شریف کے بیان مین

فصل پانچوین بذکر تعمیرات جنوبی شہر اجمیر شریف فصل چھٹی کیفیت بنائے تالاب پہکر و تقرر میلہ اہل ہنود باب تیسرا قلعہ تاراگڈہ کے حالمین اس مین تین فصلین ہین فصل پہلی بذکر بنا و قلعہ تاراگڈہ فصل دوسری حضرت امیر سید حسین خنگ سوار کے تشریف لانے اور مرتبہ شہادت پانیکے بیانین فصل تیسری حال تعمیرات درگاہ حضرت سید حسین خنگ سوار کے بیانمین باب چوتہا حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے ذکر خیر مین اس مین چار فصلین ہین فصل پہلی بذکر ولادت باسعادت حضرت خواجہ بزرگ رحمتہ اللہ علیہ مع حالات جذبہ عشق حقیقی و تحصیل تکمیل و ظہور کرامات وغیرہ فصل دوسری مین ذکر معرکہ و مذاکرہ حضرت خواجہ بزرگ و اجے پال جوگی تحریر ہے فصل تیسری بعض حالات کرامات و تصانیف اقوال و ارشادات و سانحہ وفات شریف حضرت خواجہ ممدوح الاوصاف و جلوس دوامی عرس شریف کے بیانمین فصل چوتہی ذکر مشائخین عظام و عملہ خاص درگاہ شریف و دیگر خانقاہ و مزارات و تاریخ ابتدار آبادی مگرہ میرواڑہ و فتوحات سرکار انگلشیہ۔ مقدمہ بذکر کارفرماے راجگان چوہان و فتوحات شاہان اسلام مین۔ تواریخ پرتہی راج چوہان مین جسکو چاند ا باوفروش کبیشر پرتہی راج نے بڑی دہوم دہام سے لکہی ہے درج ہے کہ خاندان چوہان مین سب سے اول راجہ انہر دیو چوہان سمت دوسو دو ہرم راج جو دہشٹر کے جسکو آجتک کچھہ کم پانچ ہزار برس گزرے راجہ ہوا اسکو چتر بہوجا بہی کہتے ہین یعنی چار ہاتہہ والا یہ لفظ بڑے بہادر کیواسطے ہندی مین استعمال کیا جاتا ہی انہل پور جسکو زمانہ سابق مین نہر والہ کہتے ستے اور اب بنام پٹن گجرات موسوم ہے آباد کیا ہوا راجہ انہر دیو کا ہے اختر شناسون نے راجہ کو یہ خبر دی تہی گو کہ بعد گزرنے تین ہزار پانسو سال ۷ ماہ نور وزکے یہ شہر ویران ہوجاویگا چنانچہ

سلطان علاء الدین نے سن چھہ سو ستانوے ہجری مین سلطنت نہروالہ کو تباہ اور برباد کر دیا تمام بتخانے بڑی بڑی لاگت کے کہدواڈالے اونکی جگہہ خانقا مین بنائی گیئن مذہب بودہ کے بت پامال کیے گیے اور پہینک دئی گیئے فصیل شہر نہروالہ ڈہا کر مسمار کی گئی اور اوسکی بنیاد کو کہود کر بتون کو گاڑ دیا گیا ٹاڈ صاحب اپنی تواریخ مین لکہتے ہین کہ مین نے کنڈر مکانات کے بیرون شہر قدیم دیکھے ہین اونمین اب بہی نام انہل پور لکہا ہے بعد فوت انہر دیو کے سوا چپا چوہان فرمان روائی کرتا رہا آخر دنیا سے گذر گیا - پہر ملان چوہان سلطنت کامیاب رہا آخر سب کچھہ چہوڑ گیا - بعد اس کے گلن سور نے راج کیا - پہر اجیپال چاوا راجہ ہوا اس نے کوہ اجگند معروف بہ اروٰلی کے دامن مین شہر آباد کیا وجہ تسمیہ اجگند پہاڑ کی کتب ہنود مین یون لکہی ہے کہ اس پہاڑ مین اکثر اوقات بکریون کی بو آنے لگتی ہے اسواسطے یہ پہاڑ اجگند پربت یعنی بکریون کی بو کا پہاڑ کہلاتا ہے الغرض یہ راجہ بانی مبانی اجمیر معصر خسرو بن سیاوش بن کیکاوس کا تہا اس کے چوبیس ۲۴ بیٹے تہے اونکی اولاد نے اس ملک کو آباد کیا اسی راجہ کے وقت مین رستم بن زال نے جو سیستان کا حاکم تہا ایک فوج جرار سے اپنے بیٹے فرامرز کو بنابر تسخیر ہندوستان بہیجا تہا مگر وہ ناکام کسی وجہ سے واپس چلا گیا بعد عرصہ دراز کے خاندان چوہان مین دولہا رای سمت سات سو چالیس مین راجہ ہوا اوسوقت شاہان اسلام سے سلطنت بنی امیہ کے خاندان مین تہی ولید بن عبد الملک بادشاہ عرب نے روشن علی نامی ایک مصاحب خاص کو برسم سفارت دولہارای کے پاس بہیجا اوس کے ہاتہ لگانے سے منحرف جغرات کہجو راجہ کے کہانے کے واسطے ایک عورت قوم گوجر سے روزمرہ لاتی تہی اونکی انگشت شہادت تہا کائی گئی شیفتہ مذکور نے تمام حال کی خبر ولید بن عبد الملک کو پہونچائی اس سبب سے

برج اسلام آراستہ ہوئی اور بلباس سوداگرون کے گہوڑے روانہ ہوئے اور
اونہون نے اجمیر پہونچکر حالت بے خبری مین دو لہا راے اور اسکے فرزند پر
حملہ کیا اور اونکو قتل کرکے قبضہ اوپر قلعہ گڑھ بٹیلی کے کرلیا مانک راے برادر
دو لہا راے بروقت قتل ہوجانے اپنے بہائی کے اجمیر سے سانبہر کیطرف بہاگ
گیا اس سال کا ثبوت ہندی دوہرہ مین کیشر چاندلے نے اپنی کتاب مین لکہا ہے
بخوبی ہوتا ہے دوہرہ سمت سات سو اکتالیس نالت پاتے ہیں۔ سانبہر آیا
تاتی سرس مانک راے سرپیس۔ وجہ تسمیہ سانبہر بقول کیشر یہ ہے کہ جسوقت مانکدراے
اپنے مخالف کے تعاقب سے پناہ ڈہونڈہتا پہرتا تہا ساکمبہری دیوی اوسوقت
اوسکے پاس آئی اور بیان کیا کہ جہان مین تجہکو ملی ہون اسی مقام پر قیام کر
اور جسقدر تو اپنے گہوڑے سے زمین طے کرسکے گا اوسیقدر تجہکو ملے گی اور یہ
بہی حکم دیا کہ جب تک تو واپس اس مقام پر نہ آوے جہان سے کہ تو جاتا ہے
اوسوقت تک پیچہے نہ دیکہنا اوسنے گہوڑا اپنا دوڑایا اور وہان تک احاطہ
یعنی چکر گہوڑے کو دیا جہانتک اوسکو معلوم تہا کہ میرا گہوڑا طے کریگا مگر حکم اخیر
فراموش کرکے اوسنے جو پیچہے دیکہا تو کل زمین ایسی معلوم ہوئی جیسے چادر
سفید اوپر مبسوط ہوتی ہے وہ چشمہ نمکسار ہوگیا اوسنے اوسکا نام اپنی دیبی کے
نام پر رکہا یعنی ساکمبہری اور اوس کی مورت بہی بنواکر قطعہ زمین پر بیچ چشمہ مذکور
کے نصب کرائی اور اپنی اولاد کا خطاب سانبہری راؤ رکہا چنانچہ پرتہی راج
جب راجہ تمام شمالی ہندوستان کا ہوگیا تہا تاہم اوس نے اپنا خطاب سانبہری
راؤ رکہا تہا مگر یہ کہانی غلط معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ وہ قدرتی جہیل ہزار دن
برس سے ہے۔ مگر ہان یہ راجہ ضرور دہان مسکن گزین اور اوسپر متصرف ہوا۔
اور یہ بشارت دیبی بہی کہ جہانتک گہوڑا جاوے اوسیقدر زمین تجہکو ملیگی غلط ہے

اس لیے کہ گھوڑا صرف احاطہ جہین تک جانا بیان ہوا ہے وہ تو جہین ہے اور حکو
س کی دور تک علاقو نمین ہوئی ہوگی - یہ غلط مضمون خانہ ساز کبیشر کا شاعرانہ
عقلی کا ہے الغرض سن بیجانوے ہجری مین نشان اہل اسلام کا جھنڈ
ہارا گڈہ پر اوڑنے لگا جہان صداے ناقوس تہی وہان نعرہ اللہ اکبر کا بلند
آوازہ ہوا بعد چند سال کے پہر اجمیر چوہانون نے لے لیا اور دجیہ ہرس راج
نے ناصر الدین سے مقابلہ کرکے اوسکو شکست دی لہذا خطاب اوسکا سلطان
پیر ہوا بعد ہرس راج کے پیر بیلن دیو قلعہ کشائی اور ملک آرائی مین مصروف
رہا مگر ہنگام حفاظت اجمیر بمقابلہ سلطان محمود غزنوی قتل ہوا - پہر بیسلدیو
ایکہزار چہیاسٹھ مین راجہ ہوا اکثر راجگان ہند اوس کو اپنا پیشوا اور سر تاج
جانتے تھے ایک لشکر عظیم سے جسمین اکثر ہندوستان کے راؤ راجہ نامی نامی
اور چیدہ چیدہ بہادر موجود تھے سلطان محمود غزنوی کے مقابل ہوا سات
تک معرکہ جدال و قتال گرم رہا بیسلدیو کی فوج آٹھوین روز رو بفرار لائی فوج شاہ
قلعہ تاراگڈہ پر چڑہ گئی بیسلدیو گرفتار ہوا سلطان نے اس کے قتل کا حکم دیا
راجہ بیسلدیو نے اوسوقت مذہب اسلام قبول کرنے سے جان بخشی پائی
... نے بوجہ قبول کرنے دین اسلام کے ملک مفتوحہ بھی اوس
اس نے منظور نہ کیا اور سلطان سے کہا کہ سواے ایزد پرستی کے اب اور
کچھ آرزو نہین ہے آفرین راجہ بیسلدیو کی ہمت پر جس نے دنیا ی دون سے
ہاتھ اوٹھا حق سے لو لگائی اور بہ نیت گوشہ نشینی مقام بلند یعنی ڈہونڈہ پر
جس نے بود و باش اور عزلت اختیار کی بعد فوت ہونے کے اوسی مقام پر
دفن ہوا قبل اسکے اسیطرح ایک اور نامی راجہ ہند بھی مسلمان ہوا اور پہر
... - دست بردار ہو گیا تہا یعنی باپا راول مورث رانا اودیپور والی چتوڑ جسکا

انسان چلا جاتا ہندی تاریخون مین ثابت ہی۔ وجہ تسمیہ ڈھونڈ

کی بنام ایک مشہور پہاڑ قربان گاہ اہل ہنود یعنی بل کرنے کا اوپر سرحد

متصل ملک سندہ جو شہر کیچیور سے قریب بیس میل کے فاصلہ پر

محمود غزنوی نے شہر اجمیر فتح کر کے سالار ساہو کو بطور

ورکیا چنانچہ سن چارسوچار ہجری مین سالار ساہو

غازی کے پیدا ہونے سے بہت خوشی کی اور قریب اجمیر ایک شہر بنام

مسعود آباد آباد کیا بیس برس تک اس ملک پر مسلمانون کا تسلط رہا مگر بیرد

نون نے بعد شہید کرنے سالار مسعود غازی کے اپنا قبضہ کر لیا اور سارنگ

دیو کو تخت سلطنت پر بٹھایا مگر اس نے کچھ لطف سلطنت کا نہ اوٹھایا سن صغیر

ملک عدم کا رستہ لیا بعد اسکے آنا دیو بن راجہ بیسلدیو نے حکومت کی اور آنا ساگر

تالاب اجمیر مین بنایا جسکا بیان باب دوم کی تیسری فصل مین ہے بعد اس کے عدم

ن راملی پھر جیپال راجہ ہوا آخر ملک فنا کا راستہ لیا بعد اس کے انندیو جس نے

تالاب پہکر کا باندہ باندھا راجہ ہوا پھر غرق بحر نیستی ہوا۔ بعد اسکے سمیس د

آخر ملک بقا کو کوچ کیا اسکی شادی ساتھہ رو کابائی دختر اننگ پال تنور

دہلی سے ہوئی تھی چونکہ اننگ پال راجہ قنوج کے حملون سے محض بامداد

سومیس دیو محفوظ رہا اور اپنے راج پر قایم۔ بجلدوے اس احسان کے راجہ تنو

اپنی لڑکی کی شادی اوس سے کردی اور اوس سے پرتھی راج پیدا

غالبًا اٹھہ یا چودہ برس کی عمر کا تھا جو تخت دہلی پر جانشین ہوا۔ جے

ج کا راجہ اور پرتھی راج دونون اننگ پال کے نواسے تھی جیے پال وا

راجہ جے چند اور سومیس دیو دونون داماد راجہ اننگ پال تنور فرمانروا دہلی کے

تھے اس سبب سے چوہان اور راٹھور مین رقابت پیدا ہوئی اور ان ان دونو نکو

بربادی سلطنت ہنود کا باعث ہوئی جب پرتھی راج تخت دہلی پر بیٹھا جے چند
سے صرف اوسکی بزرگی کا ہی انکار نہ کیا بلکہ خود دعوی تخت دہلی کا پیش کیا۔
تاریخ آرایش محفل مین لکھا ہے کہ جب بادشاہ حقیقی کا ارادہ یہ ہوا کہ راے
پتھورا بیراٹھہ کا والی جو ہمیشہ جیون سنگہ راجہ سے امیدوار رہتا تھا مالک
اتنی بڑی سلطنت کا ہوجاے اور ایک مملکت وسیع اس کے قبضہ مین آئے
راجہ جیون سنگہ نے بسبب درپیش ہونے کسی مہم کے تمام سردارون کو فوج
سمیت کوہستان سوالک کی طرف کہ اس کے جد و آبا کا وہی مسکن تھا بھیج دیا اور
آپ کتنے مصاحبون سے دارالسلطنت مین رہا راے پتھورا او سے تنہا اور
غافل جانکر ایک لشکر عظیم سے یکایک آن پہونچا راجہ جیون سنگہ نے جو دیکھا کہ
سامان جنگ کا مطلقاً نہین اس جماعت قلیل سمیت کوہستان دشوار گذار کیطرف
بھاگا آخر وہین پیمانہ عمر اوسکا لبریز ہوا اور راے پتھورا شادیانے فتح کے بجواکر
تخت سلطنت پر بیٹھا جب پندرہ برس اوسکی سلطنت پر گزرے سن پانسو
ستاسی ہجری مین شہاب الدین غوری مقام غزنین سے بقصد تسخیر ہندوستان
روانہ ہوا اول قلعہ بھٹنڈا کو جو تختگاہ ایک راجہ کا تھا فتح کرکے ملک ضیاء الدین
تولکی کو بائیس ہزار سوار سے قلعہ کی حفاظت کو چھوڑا اور ارادہ غزنین کا کیا۔
اتنے مین جاسوس نے خبر دی کہ راے پتھورا اجمیر کا والی اور کھانڈے راے
حکمران دہلی متفق ہوکر ایک لشکر عظیم ساتھ لیے ہوئے چلے آتے ہین یہ خبر سنکر سلطان
شہاب الدین غوری نے اگرچہ قلیل فوج اسوقت اس کے ہمراہ تھی مگر فوج کو ساز
سامان سے آراستہ کیا الغرض طرفین کی فوج کا مقابلہ ہوا عین کارزار مین بادشاہ
نے دیکھا کہ امراے خلیج جو افسر لشکر کے تھے پسپا ہوگئے بادشاہ نے باتفاق
لشکر باقیماندہ کے حملہ کیا اور ایک زلزلہ غنیم کی فوج مین ڈالا سپہ سالار دہلی یعنی

کھانڈے راے نے ہاتھی کو آگے بڑھایا بادشاہ نے بھی گھوڑے کو اوڑا کر
نیزہ کھانڈے راے کے موںھہ پر مار کر زخمی کیا مگر کھانڈے راے نے بھی سلطان کے
بازو پر برچھا مارا قریب تھا کہ بادشاہ خانہ زین سے فرش زمین پر گرجاوے اوسوقت
ایک جوان خلجی جست کر کے بادشاہ کے پیچھے گھوڑے پر جا بیٹھا اور لڑائی مین سے
لے نکلا مگر طراز کلام زین الماثر سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ جب شہاب الدین زخمی
ہوا اور صدمۂ زخم سے غشی اوسپر طاری ہوئی گھوڑے سے گرا مگر بسبب نہ پہچاننے
کے کوئی شخص متوجہ اوسکا نہ ہوا اس عرصہ مین رات ہو گئی قریب پہر رات گزرے
ایک جماعت غلامان ترک کی بہ تلاش سلطان نکلی میدان جنگ مین درمیان
مقتولون کے ڈھونڈہنے لگی سلطان نے اپنے غلامون کی آواز پہچانی اور اونکو
اپنے حال سے مطلع کیا غلامانِ شاہی نے اوپر سلامتی جان بادشاہ کے خدا کا
شکر ادا کیا اور نوبت بہ نوبت کندہے پر بٹھا کے تمام رات راہ طے کی علی الصباح
بیس کوس کے فاصلہ پر لشکر مغرور ملا القصہ راے پتھورا نے آکر قلعہ بٹہنڈا کا محاصرہ
کیا ملک ضیاء الدین تولکی ایک سال اور تیرہ ماہ تک محصور رہا آخر صلح کر کے قلعہ
راے مذکور کے حوالہ کیا سلطان شہاب الدین غوری نے امراے لشکر کو جن کے
سبب سے شکست ہوئی تھی طرح طرح کی تکلیفین دین اور اس شکست کے رنج سے
راحت و آرام بادشاہ کو حرام ہو گیا درپے انتقام لینے کا ہوا آخر سن پانسو اٹھاسی
ہجری مین ایک لاکھہ اور سات ہزار ترک تاجیک اور افغان کی جمعیت سے جانب ہندوستان
روانہ ہوا جب پشاور مین پہونچا ایک شخص نے پیران غور سے عرض کی کہ فدویان
جانثار کو عجیب طرح کا خلجان ہو رہا ہے یعنی مافی الضمیر حضور سے آگاہی نہین ہوئی
کہ آیا کیا قصد آپکا ہے اوسوقت بادشاہ نے حقیقت جنگ سابقہ بیان کی اور
کہا کہ جس روز سے بسبب کم ہمتی امراے خلجیہ فوج شاہی نے شکست اوٹھائی ہے جب سے

تبک مین سے نے صورت اوسکی نہین دیکھی جب تک مخالف سے انتقام نہ لون
حرام جانتا ہون پیر غوری سے نے عرض کیا کہ عزم شاہ کا عین مصلحت ہے لیکن
امید وار ہون کہ اول امراے معتوب کا قصور معاف فرمایا جاوے اور اجازت
حضوری کی دیجاے کے بادشاہ کو یہ صلاح پسند آئی امیرون نے بار یابی کی اجازت
پائی ہر ایک کو خلعت دیا اور قوام الملک رکن الدین حمزہ کو بطور رسالت
راے کے پاس بھیجا اور نامہ مین یہ پیام لکھا کہ اسلام اور اطاعت قبول کر سفیر
بعد طے مراحل راے پتورا کے پاس پہونچا اور نامہ شاہی حوالہ کیا راے پتورا
مضمون نامہ کا سنکر آگ ہو گیا باتفاق کھانڈے راو اور ڈیڑھ سو
ٹھاکر و سردار و راجہ و راجپوت کے تین لاکھ سوار جرار سے مع تین ہزار جنگی ہاتھیوں
کوچ کرتا ہوا تھانیسر کے پاس تلاوڑی کے میدان مین فوج لیکر پہونچا چھپن مورچال
ہوے اور تین ہزار سات سو شجاع اونکی حفاظت کے لیے مامور ہوے
سلطان نے بھی اپنی فوج کے سردارون کو حکم درستی میمنہ و میسرہ و قلب و جناح و ساقہ
و کمینگاہ کا دیا وقت سحر دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا کبھی تو ترکان تہور شعار جرارت
ہندوستانیون پر غالب آتے تھے اور کبھی فوج راجہ پتورا کے نامور دلاوری
و دلیری کرکے ترکون پر زور دیتے تھے الغرض سحر سے تا بہ نماز عصر معرکہ جنگ
گرم رہا اور ان فوج راے پتورا خوب ٹوٹ ٹوٹ کر لڑے آخر الامر بادشاہ نے
نصر من اللہ فتح قریب کی زرہ پہن خود توکلت علی اللہ سر پر رکھا اور بارہ ہزار
سوار منتخب سے فوج حریف پر جا پڑا ایک طرف سے خرمیل سپہ سالار نے فوج
پتورا پر حملہ کیا فوج ہندوستانی تاب حملون ترک کی نہ لا سکی عار فرار کو اپنے اوپر
گوارا کرکے بھاگ نکلی کھانڈے راے مع راجگان ہمراہی کشتہ ہوا راجہ پتورا
بھاگا مگر چونکہ قضا اسکی دامنگیر تھی وہ بھی پکڑا گیا اور بجزاے اعمال ہی تمام ۔

مل ہندوستان کے راجاؤن مین غالب تہا قتل ہوا لیکن اکبرنامے
بعض اور ہندی نسخون سے کچھ یون تحریر ہے کہ راجہ بکرماجیت
سن مین راجہ انگپال تنور نے بادشاہ ہوکر اندرپرست کو
دلاوسے بیس شخصون نے چارسو انیس برس ایک مہینے
نقارہ سلطنت کا بجایا آخرالامر اوسکے سبب سے پرتہی راج نام بیوین
سے نشین ہوسکے لڑا اور کام آیا غرض بکرماجیت کے آٹہہ سوارتالیسہ
سلطنت تنور کی قوم سے نکلکر چوہانون کے قبضہ مین گئی راجہ بلدیو چوہان
سے سات شخصون نے تین سو چہیاسی برس سات مہینے بادش
الی جب بلدیو کے ساتوین پوتے کو جسکا نام پتہورا تہا نوبت حکومت کی پہونچی
ن شہاب الدین غوری نے ساتہہ مرتبہ ہندوستان پر یورش کی اور لڑا لیکن
ہر مرتبہ شکست کہاکر پہر گیا باوجود اس کے ممالک ہند کے لینے کی تدبیر مین اکثر اوقات
رہتا تہا پر کچہہ بن نہ پڑتی تہی اسی اثنا مین راؤ جے چند راٹہور قنوج کا راجہ اکثر راجاؤن
پر غالب ہوا بنا بر اسکے جگ راجسو کے بجالانیکا اس نے قصد کیا غرض راجہ مذکور
نے انکے ارشاد کے موافق سامانکو سرانجام دیا ساتہہ اس کے یہہ بہی ارادہ کیا کہ اس مجلس
مین اپنی بیٹی کو کسی بڑے راجہ کے ساتہہ بیاہے اسلیے راؤ جے چند نے ہر ملک کے
راجہ بلوائے پتہورا نے بہی بموجب اوسکی طلب کے ارادہ قنوج جانیکا کیا ناگہان اوسکے
متوسلون مین سے کسیکے منہ سے یہ بات نکلی کہ مہاراج کے ہوتے ہوئے اس جگ
کا قصد راؤ جے چند کرے تعجب ہے اور آپکا شریک ہونا اوس جگ مین زیادہ تر عجب ہے
سنکر راجہ آگ ہوگیا اور بارادۂ جنگ چڑہ دوڑا راجہ جے چند بہی اس خبر کو سنتے ہی
پیچ وتاب کہانے لگا الا جو ساعت معینہ جگ کے قریب تہی وقفہ کیا اور ایک مورت
سونیکی بشکل پتہورا بنواکر دربانون کی طرح دروازہ پر بٹہا دی راے پتہورا جب اس مضمون

۔اقف ہو از یادہ تر شعلہ غضب کا اوس کے دل مین بھڑکا اور عرصہ قلیل مین دہان
پہنچکر اپنی تصویر اوٹھا لایا مڑتا اپنے ملک کی طرف بہرا جب راجہ جے
۔ فراغت پائی رائے پہتورا سے لڑنے کی لڑائی ہندی تواریخون مین
بہ کثرت فوج کے سبب قنوج کے راجہ خطاب دل پنگل تہا سورج پرکاش مین تفصیل اہر فو
سقدر درج ہے یعنی اسی ہزار سوار زرہ پوش تمیس ہزار سوار پاکہر والے
من لاکہہ پیدل اور تیر انداز سفر مینا وغیرہ دو لاکہہ سوار اس کے ایک ابر سیاہ ہاتہیو
پہلوان زرہ پوش گرز بدوش سوار ہو کر روانہ ہوتے تہے۔ اور تاریخ گلدستہ
قنوج وغیرہ مین دس لاکہہ فوج لکہی ہے القصہ جے چند کی بیٹی نے جسقدر کہ راجہ گ
۔ن موجود تہے اونمین سے کسی کو پسند نہ کیا مگر پہتورا کی غائبانہ عاشق زار ہوئی
اسطے راجہ جے چند نے اپنی لڑکی کو محل سے نکلوا دیا الگ مکانمین رہنے لگی رائے
پہتورا نے جب یہ حال سنا کمال خوشحال ہوا اور چاند بار دفروش کو کمال مہربانی سے ر
۔ چندکے پاس بہیجا اور آپ چیدہ چیدہ دلاور ساتھ لیکر نوکرونکے مانند اوسکے ہمر
جب قنوج پہونچے یہ مشورہ قرار پایا کہ چاند تو راجہ جے چند کے پاس جاوے اور پہتورا
مع دلاوران ہمراہی ساتھ ساتھ اوس حویلی تک کہ جسمین دختر راجہ بانی سنجوگتا
پہونچا دے الغرض یہ حیلہ کر رائے پہتورا نے راجہ کی لڑکی کو فریب سے لیا اور دہلی
۔رف کوچ کیا اور اون سو سامنت کو واسطے مقابلہ اور مقاتلہ فوج جے چند
سے کسیقدر ایک کو پیچہے ایک کے کہڑا کیا سبکے اول رائے گہلوت تنہا مقابل
فوج جے چند کی ہوا بہت سے آدمی اوس نے مارے آخر خود بہی دریائے نیستی مین غرق ہوا
بعد اسکے نرسنگدیو و چاندہ۔ وسونکہی وبند پر وہ و سارو دول و پالہن دیو کہوا ہہ مع دہ بہایو
کے باری باری سے جو انمردیان کرکے نقد زندگی کو مردانگی کے سپرد کرتے رہے اس
جنگ مین سات ہزار آدمی طرفین کے مارے گئے پر رائے مذکور نے اوس نازنین کو تہو م

لہ نام کتاب

اور رانی سے مو ہنہ شہور راجب رائے پتھورا اوس پری پیکر کو لیے ہوئے گہاٹی کے پاس جو اجمیر سے قریب دو میل کے فاصلہ پر سمت شرق ہے پہونچا پازیب نازنین سے گہونگرو ٹوٹ کر گر پڑے رائے پتھورا گہونگرو اوٹہانے کو گہوڑے سے اوترا ہرچند مہارانی منع کرنے لگی نہ مانا اور جواب دیا کہ شجاعت سے بعید ہے جو بخیال پیچہے آنے غنیم کے گہونگرو چہوڑ کر چلا جاؤن یہ حرکت مردون کیلئے عیب ہے ہنوز گہونگرو لیکر گہوڑے پر سوار نہ ہوا تہا کہ راو جے چند کی سپاہ جو پیچہا کیے چلی آتی تہی بہت قریب پہنچ گئی جے چند نے دیکہا کہ غنیم پیادہ ہے اور لشکر کے آدمی محاصرہ کی فکر مین ہین اور سنجوگتا رانی قریب پتھورا کے کہڑی ہوئی ہے بخوف آبرو کہ مبادا لڑکی کو نامحرم دیکہین یا آسیب پہونچاوین گہیر لینے سے مانع ہوا اور آپ تیر و کمان لیکر پتہورا کے مقابل آیا ادہر یہ بہی مستعد جنگ تو کہڑا ہی تہا چاہا کہ دوڑ کر تلوار کا وار جے چند پر کرے مہارانی چونکہ ذی شعور تہی سوچی کہ طرفین سے ایک دوسرے کا ضایع ہونا جان شیرین کو تلخ کر دیگا دوڑ کر باپ کے قدمون پہ گری اور ہاتھہ باندہکر عرض کی کہ جو کچہہ قصور ہے اس ننگ خاندان کا اسکے مارے جانے سے بہی اب رفع ندامت غیر ممکن ہے علاوہ اس کے یہ بہی صاحب ملک و مال اور حسب و نسب مین بہی ہم سے کمتر نہین کسی نہ کسی سے تو آپ میرا بیاہ تقریب جگ مین کرتے ہی اب امیدوار ہون کہ ہم دونون کا قصور معاف فرمایا جاوے اسی طرح باتین ملایم کین آخر باپ تو تہا ہی محبت پدری نے جوش مارا دونون کا عفو قصور کیا اور وہین اون کا عقد کر کے آپ لشکر سمیت قنوج کو لوٹ گیا جب سے یہ گہاٹی بنام گہونگرا گہاٹی مشہور ہوئی - اور کتب ہندی مین لکہا ہے کہ پتہورا دہلی واپس گیا اور راہ مین محصور ہو گیا مگر راو جے چند نے اوسکو بچا کر عقد کر دیا اور آپ قنوج کو واپس آیا - یہی روایت صحیح ہے اسلیئے کہ اوسوقت وہ راجہ دہلی کا تہا اور اجمیر دور تہا اور اجمیر مین اوس کا بہائی راجہ تہا

اور قریب مرہٹہ اون کا مقابلہ اور بیاہ کالی ندی پر ہوا اسلیئے گوگر گماٹی کی کے نام
سے وجہ تسمیہ غلط ہے قصہ مختصر راے پتھورا ستے اوس نازنین کو دولتسرا مین جا او تا
دام محبت مین ایسا گرفتار رہوا کہ ملکی مالی کاروبار سے دست بردار رہوا جب ایک برس
گذرا سلطان شہاب الدین غوری کو بہی یہ خبر پہونچی پہلے تو اوس نے راو جے چند
کے ساتھہ دوستی کی بنا ڈالی اور بیربکرماجیت کے بارہ سو تینتیس سن مین ہجری
بہی اوسوقت پانسو اٹھاسی اور سن عیسوی گیارہ سو چہتر تہے سلطان مذکور اٹھو
مرتبہ ایک لشکر عظیم جمع کر ملک گیری کے ارادہ سے دہلی کی طرف متوجہ ہوا بلکہ بہت
سے محال لے لیے اوسوقت کسی کو اتنی جرارت ہوئی کہ راجہ سے اس امر کی اطلاع
کرے آخر ارکان دولت نے مشورت کرکے چاند بہاٹ کو حرم سرا مین بہیجا کہ اوس پری
پیکر سے یہ حقیقت کہے تا وہ راجہ تک پہونچا دے چنانچہ راجہ مطلع ہوا لیکن کئی مرتبہ
سلطان پر فتحیاب ہو چکا تہا اوسکو کچہہ چیز نہ سمجہا اور بسبب غرور و نخوت و عیش و عشرت
کے خاطر مین نہ لایا مگر وہ نازنین اس عیش و عشرت کو چہوڑ کر جوگن ہو گئی اور
اپنے خاوند کو قسم دلا کر کہنے لگی کہ نیکنامی اور شہرت حاصل کرنے کے لئے جان دو
اور اس باب مین ذرا پہلو تہی نکرنا مین بہی تمہارے ساتھہ بہشت مین جاونگی اگرچہ
اوس عورت مردانہ سیرت کی بہادرانہ گفتگو کا حال کہ بہت طویل ہے جیسا کہ
معرض بیان مین نہین آسکتا ہے لیکن اوسکے کیشر کا بیان جو نظم مین لکھا ہو
یہ ہے وہ خبر حملہ کو بطور خواب بیان کرتا ہے یعنی پرتہی راج اوسکو اسطرح سنجوگتا
سے کہنے لگا آجکی رات جب مین سویا ہوا تہا ایک عورت نے کہ شل پری
تہی میرا بازو پکڑ لیا تب اوس نے تم پر حملہ کیا جب تم اوس سے لڑائی مین مصروف
تہے ایک بڑا قوی ہیکل ہاتہی جوش غضب مین بہرا ہوا مجہپر گرا اسمین آنکہہ میری
کہل گئی اور نیند اوچٹ گئی دل میرا دہڑکنے لگا اور ہونٹ کانپنے لگے اور یہ شعر

الفاظ ہمیری زبان سے نکلے اور سوچنے لگا کہ خدا جانے کیا ہونیوالا ہے
سنجوکتا نے جواب دیا کہ خدا تمہین فتح نصیب کرے اور نیکنامی حاصل ہو۔
اوآفتاب قوم چوہان کس نے تمہاری برابر شان وشوکت حاصل کی ہے موت سے
تو انسان ہی نہین بلکہ دیوتا بھی نہین بچتے ہین موت تو اونکو بھی غصہ در آتی
ہے سب پرانی پوشاک کو بدلا چاہتے ہین۔ نیک نامی سے مرنا حیات جاودانی
حاصل کرنا ہی اپنا کچھہ خیال نکرو بلکہ دلکو بطرف حیات ابدی مایل کرو۔ راجہ نے کیشر
کو طلب کیا اور اوس نے آنکر اوس خواب کی تعبیر بیان کی۔ گرو نے ایک منتر لکھکر
راے پتھورا کی پگڑی مین رکھا ایک ہزار پیتل کے برتن دودھ سے لبالب چاند
سورج دیوتا کے نام پر چڑہاے گئے اور بہت سی خیرات ہوئی۔ دس سانڈ
زمین دیوتا کے نام پر قربان کیے گئے جب یہ ہوچکا پرتھی راج نے غسل کیا اور تلسی کی
ڈالی اپنے خود مین رکھی اور سالگ رام گلے مین لٹکایا اور زرہ بکتر پہن کر زرد
پوشاک پہنی اور مور سر پر باندہا مہارانی نے نگاہ حسرت آمیز سے راجہ کو دیکھا اور
اپنے ہاتھہ سے زرہ کے بند باندہے اور اپنے بالون کے چھلے راجہ کے ہاتھون مین
پہنا کے اور کہا کہ دنیا مین یہ آخری ملاقات ہے اب ہم تم بہشت آفتاب مین ملاقات
کرینگے الغرض راجہ پتھورا فوج لیکر نکلا اور راجہ جے چند نے بھی اوس کا ساتھہ ندیا
بلکہ سلطان کا شریک ہوا بلکہ لکھا ہے کہ سلطان کو اشتعالک اور وعدہ کمک دیکر
اسی نے بلایا تھا یہ بد انجام آپس کی پھوٹ اور نفاق کا ہے القصہ شعلہ جدال و
قتال بھڑکا راجہ پتھورا کا دل بجھہ گیا۔ آخر سلطان کے رفیقون نے اوسکو پکڑ لیا
اور سلطان اسکو قید کرکے غزنین لے گیا جب چاند بادفروش نے حقیقت حال
سے اطلاع پائی غزنین کی راہ لی آخر وہ سلطان کی ملازمت حاصل کرکے مورد
الطاف کا ہوا بعد اسکے پتھورا کی بھی خدمت مین پہونچا اور زندان مین اوس کی

دمسازی کرنے لگا ایک دن بمشورت پہتورا کے تیر لگانے کی تعریف بادشاہ کی روبرو یہانتک کی کہ بغایت مشتاق ہوا اور اوسکو بلوا بہیجا بلکہ اوسیوقت اجازت تیر اندازی کی بہی دی راے مذکور نے تیر وکمان اوٹہا لیا اور ایک تیر اوس نشانہ ناوک تقدیر سے کے ایسا مارا کہ کام اوس کا تمام ہوا اوسی وقت بادشاہی نوکرون سے بہی راجہ کو چاندا بہاٹ سمیت مار لیا مگر یہہ بہی معمولی غلط بیانی ہے اور محض بے اصل ہے اسلیے کہ فارسی تواریخون مین پہتورا کا مارا جانا جیسا کہ پہلے بیان ہوا تلاوڑی کے میدان جنگ مین لکہا ہے اور سلطان شہاب الدین کا قتل ہونا بعد مدت چودہ سال کے فدائی نام کہکہر قوم کے ہاتہہ سے دریائے اٹک پر چنانچہ لب التواریخ سے منقول ہے کہ سلطان شہاب الدین ابو المظفر بن سام بن حسین بعد فوت ہونے اپنے بہائی کے بادشاہ ہوا مدت چار سال تک اس نے شمع عدالت سے جہان منور کیا آخر اثنائی راہ مین ہندوستان سے لوٹتے وقت تاریخ تیسری شعبان کو بروز شنبہ کو سن ہجری چہہ سو دو ستے درمیان نماز کے فدائی ککہر کے ہاتہہ چراغ حیات اوسکا باد صرصر اجل سے بجہہ گیا تاریخ وفات سلطان کی یہ ہے

شہادت ملک بحر وبر شہاب الدین	کز ابتداے جہان مثل او نیامد یک
سیوم زغرہ شعبان سال ششصد ودو	فتادہ دررہ غزنین بمنزل دمیک

اور مفتاح التواریخ مین بہی کہ اوسکا مولف ایک صاحب انگریز ہے مرقوم ہے کہ منزل دمیک مین جو ایک گاؤن توابع غزنین سے کنارہ نیلاب دریا مشہور اٹک پر قریب پشاور کے واقع ہے فدائیان ککہر کے ہاتہہ سے قتل ہوا تاریخ شہادت الفاظ صاحب السریر سے نکلتی ہے حاصل یہ کہ روایت چاندا محض بے اصل ہے چنانچہ قول راقم واسطے تردید کلام ابو الفضل مولف اکبرنامہ ودیگر نسخہ جات ہندی اور تائید مضمون تواریخ اول الذکر لب التواریخ سے ایک عمدہ سند

سلطان شہاب الدین غوری سے بعد شکست دینے راے
بتخانہ راجہ اندرسین واقع اجمیر کو جسکا ذکر باب دوم کی دوسری فصل مین
مرقوم ہے مسمار کرکے خانۂ خدا بنایا اور مدت ایک سال تک بتولیت
من احمد کار تعمیر جاری رہا اور دس ہزار ہندون کو اوسی سن مین بمقام
اجمیر کہ اولاد انکی ابتک بلقب ولیوالی اجمیر مین مشہور ہے مسلمان کیا اور ماہ و
سال اوس مسجد کی محراب پر کندہ کرایا جو ابتک موجود ہے تعجب ہے کہ ابوالفضل سا
علامہ باوصف ہمہ دانی کے ایسی روایت غلط کو اپنی تصنیف مین بلا تحقیق نقل
کرے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان الغرض راجہ جدہشٹر سے لیکر راے پتھورا
تک ایک سو بیس راجاؤن نے چار ہزار چار سو آٹھ برس سلطنت کی پھر ایکنے
منزل عدم کی راہ لی ایام سلطنت راجہ پتھورا کے اونچاس برس ہوتے ہین الغرض
راجہ پتھورا کے مارے جانے کے بعد ہندوستان کی حکومت ہنود سے گئی اور سلاطین
کے ہاتھہ جا پڑی بعد از فتح ہند سلطان شہاب الدین غوری نے قطب الدین
اپنے ترک غلام کو نائب سلطنتِ ہند کیا اور آپ براہ سوالک اکثر محال
کو غارت کرتا ہوا غزنین پہونچا ادہر ملک قطب الدین سر انجام ملکگیری مین
سرگرم ہوا تھوڑے دنون مین قلعجات کول میرٹھہ و گوالیار و بدایون اور دوسرے
قلعہ فتح کرتا ہوا جانب گجرات گیا اوس ملک کو تاخت و تاراج کرکے فتح و نصرت سے
دہلی مین آیا جب خبر مقتول ہونے سلطان شہاب الدین کی سنی تاریخ گیارھوین
ربیع الاول سن چھہ سو تین ہجری کو شاہ غزنین سے فرمانروائی ہند کی اجازت پاکر سکہ
و خطبہ سے رواج دیکر سریر آرا سلطنت کا ہوا مسلمان بادشاہون مین سب سے پہلے
یہی بادشاہ دہلی مین تخت نشین ہوا حضرت سید السادات سید حسن مشہدی المشہور بہ
خنگ سوار کہ سلک اولیا اللہ سے انتظام رکھتے تھے اور عم بزرگوار حضرت

امیر سید حسین کے ہوتے ہین اسی بادشاہ کی طرف سے قلعہ دار اجمیر شریف تھے
چنانچہ مفصل آپکا ذکر خیر و برکت باب سوم کی دوسری فصل مین بیان ہوگا۔

فصل اوّل جغرافیہ اجمیر شریف کے بیان مین - واضح ہو کہ اجمیر کو اقلیم دوم
- گنتے ہین طول اس صوبہ کا آنبیر معروف بہ جیپور سے بیکانیر و جیسلمیر تک
ایک سو اٹھسٹھ کوس عرض نہایت سرکار اجمیر سے بانسواڑہ تک ڈیڑہ سو کوس
پورب طرف اس سے اکبر آباد پچھم طرف دیپال پور تابع ملتان اوتر طرف قصبات
دہلی دکھن طرف گجرات اور سرکارین اسکی اجمیر چیتوڑ رنتھمبور جودہپور ناگور
سروہی بیکانیر سات متعلق اون سے ایک سو تیئیس ۱۲۳ محال آمدنی پچپن کرور
تین لاکہ ساٹھہ ہزار دام اور یہ اصطلاح مین متصدیون کے پچیسوان حصہ پیسہ کا
ہے تواریخ کشاف عالم سے مستنبط ہے کہ عہد شاہی مین آمدنی صوبہ اجمیر کی ڈیڑہ
کرور تہی مگر اب سرکار دولتمدار انگریزی کے عہد مین اسّی میل طول اور پچاس ۳
عرض اور دو ہزار استادون میل مربع علاقہ صرف ضلع اجمیر شریف کا ہی بندوبست
حال مین جو اس ضلع کی پیمایش باہتمام جناب مسٹر جے ڈی لاٹوس
مہتمم بندوبست دام اقبالہ کی ہوئی اومین طول ضلع اجمیر کا ابتدا کیکڑہ جاتا
متعلقہ دویم تحصیل ٹاڈگڈہ سے شمال تک تا موضع بیاپچہ تحصیل اجمیر ایک
میل اور فاصلہ عرض کا بڑے سے بڑا ابتدا ندی بناس سے جو علاقہ ساورہ
سے ہے تا علاقہ کہ وہ ملحقہ بہیانگن جہتہ میل انگریزی قرار پایا سرحد شرقی قصبہ کشن
اور ریاست دار السرور جیپور - جنوبی سرحد میواڑ - غربی و شمالی میرواڑہ و علاقہ
دہپور مارواڑ حصہ پورب اور گوشہ شمال و مغرب مین بہت مقام
یہ مذکور کی ریتیلی ہے پانی دور تک جو کہدے تو نکلے یونے چہتنے کا
بارش پر ہے اسی سبب زراعت ربیعی کم ہوتی ہے اور فصل خریف مین

موسطہ ... ین آٹھوان کسی جا چھٹا اور ساتوان اور بعض جلبہ پانچوان
دار کو دیتے ہین مالگذاری کا رواج کم ہے **فصل دوسری**
ہانہ شاہانِ اسلام مین یہ شہر دار الحکومت اس صوبہ کا تھا آب وہوا شہر
... رکی گرم وخشک جاڑے مین جاڑا قریب اعتدال اور گرمی ہین گرمی بکمال
ستا مین جنوب کی طرف کوہسار اور بیشتر زمین دشوار گذار ہین یادر
وسوقت اوسکا دار الحکومت چیتوڑ تھا اجمیر مین چوہان ستھے اور جب شاہ نے
ش کی تو چیتوڑ فتح کر لیا جسکی بابت پدماوت کا قصہ مشہور ہے پہر شاہانِ جغتیہ
نے اونکو مطیع کیا ہے۔ لشکر شاہی ایکبار وہان جا نہین سکتا تہا علاوہ اسکے
نسون پانی نہین ملتا لیکن اب تو اونہین مقامات پر سرکار فیض آثار انگریزی
توجہ سے اکثر بند تالاب کے بن گئے ہین اسلئے بہ نسبت سابق زراعت بہی کثر
لگی ہے اور باشندے بہی وہان کے جو محض بعالم سیرت وحشی تہے بوجہ
پلٹن اور نیز جابجا جاری ہونے مدرسونکے اصلاح پانے لگے چنانچہ اس
علاقہ مین راقم چند عرصہ تک سرکار ابد قرار انگریزی کیطرف سے عہدہ نائب
اری پر ممتاز رہا ہے اگرچہ اس صوبہ مین گرمی بشدت ہوتی ہے لیکن قریب شہر
کے جو تالاب اور باغات کی کثرت سے گرمی مین بہی ایک لطف پایا جاتا ہی اگرچہ سحر
س کی مشہور ہے مگر یہان کے سحر بہی سحر بنارس سے بمرتبہ بہتر ہے بیشتر پانی
کے کوؤن کا شور ہے مگر جو چشمے اور باولیان اندر باہر شہر کے ہین سب کے
ین لیکن پانی جیسا چاہیے اوتنا ہاضم نہین تاہم بعض بعض کنوئین ا
لیون کا غنیمت ہے آب وہوا بہی عموماً اچھی ہے مگر بہ نسبت شہر کے قلعہ تا
وہوا بہتر ہے اسیوجہ سے صاحبانِ عالی شان نے قلعہ مذکور پر بنگلے
سکونت کے تعمیر کرائے ہین اور بنتے جاتے ہین جنکے باعث رونق

زیادہ ہوگئی شہر کے باشندے تخمیناً چالیس ہزار ہین - الحقصہ یہ شہر کثرت باغات
وشادابی آبادی سے علاوہ شہر جیپور کے ملک مارواڑ مین سب شہرون پر
ترجیح رکہتا سبت بمبئی سے براہ مئو ونیمچ چہہ سو ستر میل اور دہلی سے دو سو اٹہاون
میل اور اکبر آباد سے دو سو اٹہائیس میل کا فاصلہ رکہتا ہے اگرچہ
ہر ایک رُت مین طرح طرح کے پہول خوشرنگ وضع وضع کے میوے ہوتے
ہین مگر ہر قسم کے پہولون مین چنبیلی اور گلاب اور موتیا یہان کا عمدہ مشہور ہے
موسم بہار مین ہر روز نواح شہر کے باغات وقطعات مین افراط سے پہول خوشرنگ
اور پاکیزہ اوترنے کے باعث اکثر اوقات شہر خوشبوے گلاب سے مہکا کرتا ہے
شباب موسم پر چار پانچ روپیہ من فروخت ہوتے ہین راجپوتانہ کے گندہی یہان
آکر مہینے ڈیڑہ مہینے رہتے ہین اور عرق وعطر گلاب نکالتے ہین پہلیں بہی
یہان کا دور دور لوگ بطریق تجارت وتحفہ لیجاتے ہین اور منافع خاطر خواہ
اوٹہاتے ہین سنہ ۹۶۶ ہجری سے یہ ضلع زیر حکومت دہلی کے مسلمان بادشاہون
کے رہا بعہد محمد شاہ بادشاہ فردوس آرامگاہ راجہ سوائی جے سنگہ یہان
صوبہ رہا - بعد ازان بارہ برس تک ابہے سنگہ ودیگر راجگان جودہپور کے
صوبہ یا قبضہ مین رہا سن سترہ سو چون عیسوی مین جنکوجی سیندہیہ نے راجہ
جودہپور سے خون بہا آپا جی مرہٹہ مین جو ہنگام جنگ بمقام ناگور دغا سے
مارا گیا تہا ضلع اجمیر لے لیا - تینتیس سال تک مرہٹون کے قبضہ مین رہا پہر
سن سترہ سو تاسی عیسوی مین مہاراجہ بیجے سنگہ والی جودہپور نے مہاراجہ
جیپور سے متفق ہوکر عمل مرہٹون کا اوٹہا دیا اور اوس کا عمل تین سال تک
رہا سن سترہ سو نوے عیسوی مین مہاراجہ مادہوجی سیندہیہ نے فوج کشی کرکے
راجہ جودہپور کو شکست دی اور اجمیر پر قبضہ کر لیا اوس برس سے تا بہ آخر ۱۸۱۷ع

مرہٹون کی عملداری رہی سن اٹھارہ سو اٹھارہ کے آغاز مین مرہٹون نے
یہ ضلع حوالہ سرکار دولتمدار انگریزی کردیا - ابتدای عملداری انگریزی مین ایک
تحصیل اجمیر کی مقرر ہوئی اور کل دیہات خالصہ وجاگیر واستمرار متعلق ایک
تحصیل کے رہے جب باہتمام کرنیل ڈکسن صاحب بہادر مرحوم تعمیر تالابون کی
شروع ہوئی اور ایک تحصیلدار سے انصرام کل کام کا غیر ممکن تصور ہوا رام سر
اور راجگڈہ دو تحصیل اور مقرر ہوئین اسوقت سے تین پرگنہ اجمیر رام سر راجگڈہ
مقرر ہوئے - اس ضلع مین دیہات خالصہ کی دو قسم ہین - اول وہ دیہات
خالصہ جن کا حاصل سرکاری قابل کمی بیشی کے ہے دوم علاقہ استمرار جسکا حاصل
بطور دوام مقرر ہے اور کم وبیش ہو نیکے لایق نہین ہے علاقہ استمرار سابق
سے پرگنات ذیل پر منقسم ہے پرگنہ بہنایہ پرگنہ مسعود آباد پرگنہ پیسانگن پرگنہ
ساور پرگنہ کیکڑی کہروہ یہ پرگنہ بندی عہد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ مین
ہوئی تہی - دیہات جاگیر کا کوئی جدا پرگنہ نہین ہے کل دیہات جاگیر ابتدار
عملداری انگریزی سے متعلق تحصیل اجمیر رہے ہین - پرگنہ اجمیر کے تحت دو جنوبی
پرگنہ پشکر اور گنگوانہ اور پرگنہ رام سر کے ماتحت پرگنہ سرنیگر مشہور ہے وجہ
تسمیہ اِن کی یہ ہے کہ ان مقامات پر تہانجات پولس مقرر تہے لہذا جو دیہات
متعلق اِن تہانون کے تہے وہ حلقہ تہانہ کا بنام نہاد پرگنہ معروف ہوا -
مردم شماری جو ۱۸۷۲ء مین ہوئی اوسکے نتیجہ سے واضح ہوتا ہے کہ کل ضلع
اجمیر مین جسکے اندر مگرہ میرواڑہ بہی شامل ہے تین لاکہہ تیس ہزار بتیس نفر شمار
مین آئے - قصبہ ہذا مین پیداوار گلاب ونیشکر وترکاریات ہر قسم وجو وگندم
وموٹھہ وموُنگ کی زیادہ ہوتی ہے میوہ جات مین انار انگور سفید انگور سیاہ
امرود انبہ انجیر آلوچا آڑو چکیا اور گول بہی بجورہ بیر پیوندی

تربوز خربوزہ جامن چکوترہ سیب شہتوت شریفہ فالسہ کمرکی کیلہ
کرنا کھجور گنا سفید اور سیاہ گوندی ناشپاتی کمرکہ نارنگی ترکاریون مین
آلو اروی کدو بھنڈی بتھوا بن کریلہ گوبھی پیاز پالک توری
چقندر چوکا چونلائی لوبیا چچینڈا رتالو سانگری سیم سویا سلاد
شکرقند شلغم کرم کلا کولا کریلہ ککوڑا کچنار ککڑی کیرہ گاجر گانٹھ
گوبی گوار کی پھلی مولی میتھی ہاتھی چک پھولون مین گلاب کیوڑا موتیا
رائے بیل مدہ مالتی جوہی لالہ نافرمان سورج مکھی گیندا گل عباس
داودی گل مہندی مدن بان مولسری چنبیلی کیتلی شبو ریحان
بیلا موگرا گل دوپہریا چاندنی عشق پیچا سنبل نرگس سیوتی اور
اقسام کے نئے نئے خوشرنگ پھول ولایتی اور پہاڑی ہوتے ہین اودیات
جو یہان کے پہاڑ اور سواد مین اکثر ہوتی ہے چنانچہ افتیمون ہتون پسلی
بیرم ڈنڈی بسکھپرا تمان گوکھرو بابونہ شیطرج راج ہنس شاہترہ
ہرن سنکھی ترہ تیزک کاکڑا سنگھی نیلوفر بیدانجیر گل خیرو غرفہ کاسنی
گورکھہ منڈی سرسون سرپھوکہ مقل تخم ریحان فرید بوٹی سنگھاڑا اولی
دودی چوپاکنی تخم کتان موصلی سفید موسلی سیل بجرودنتی رتن جوت
سانڈکا اولی پودینہ صحرائی لجونتی اونٹ ہاپھولی بجاری قند گھونگچی
املتاس کی پھلی کندش سماق سپستان بادیان گلو سعد کوفی
خبازی زیرہ سفید اجوائن سلاجیت نرگندی کالی نگد وغیرہ
اجمیر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ زمانہ گذشتہ مین اجیپال نامی ایک راجہ
ہوا ہے اوس نے پہاڑ پر شہر پناہ بنوا کر پہاڑون مین شہر آباد کیا جو کہ زبان ہندی
سنسکرت مین پہاڑ کو میر کہتے ہین اور بانی کا نام اجیپال تھا اسلیے

اس کا نام اجمیر رکھا گیا اور یہ شہر سمت دو سو دو راجہ جیدشٹر مین آباد ہوا زمانہ سابق مین اس کو جمیر اور جید رگ اور آدمیر اور اجیانگر اور جلوپور بھی کہتے تھے اجیپال کی وجہ تسمیہ ہندی کتابون مین یہ لکھی ہے کہ یہ بکری چرانیوالا تھا بسبب اسکے کہ وہ ایک مرتاض کو جو پشکر کے پہاڑون پر رہتا تھا ہر روز دودھ لیجا کر پلایا کرتا تھا اوس کی دعا سے یہ اس ضلع کا راجہ ہوگیا اور اجگند پہاڑ پر شہر پناہ بنوائی یہ نام پدم پوران مین تحریر ہے اور اوس پہاڑ پر بکریون کے کھرون کے نشان ہین اور وہان کے مہادیو کا نام اجگند ہے اور اوس کے قریب ہی ایک مورت جو پتھر کی ترشی ہوئی ہے اوسکو اجیپال کہتے ہین پہلے یہ شہر اجیپال کی نال مین آباد ہوا پھر نور چشمہ مین بعد اسکے سن پانسو اکسٹھ ہجری یعنی روز تشریف آوری خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ العزیز سے اسکی آبادی جانب شرق بڑہتی گئی اور گوشہ جنوب و غرب کی کم ہوتی گئی مگر زمانہ جلال الدین اکبر سے تو یوماً فیوماً آبادی افزون ہوتی گئی اور وجہ اوسکی یہ تھی کہ اکبر بادشاہ حسن عقیدت سے بسبب پیدا ہونے جہانگیر کے فتحپور سے سن نوسو ستتر ہجری مین تاریخ دہم شعبان روز یکشنبہ کو پیادہ روانہ ہوا چنانچہ باب دوم کی پہلی فصل مین بہ تشریح ذکر اوس کا تحریر ہوگا۔ کوس کوس کے فاصلہ پر اکبر آباد سے اجمیر شریف تک ایک ایک کنوان اور مینار ایسے ہی چاہ اور مینار آگرہ سے لاہور تک بنائے گیے جن مین سے اکثر اب بھی باقی ہین بنوائے ابتک بعض بعض جگہہ موجود قایم ہین پہلے اس شہر کے گرد فصیل نہ تھی جب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی شاہزادہ مراد پیدا ہوا اسلطان مذکور نے شہر پناہ جمیع کے بنوانے کا حکم دیا چنانچہ تین سال کے عرصہ مین عمارات قلعہ و دولتخانہ شاہی اور مسجد اکبری واقع

درگاہ شریف محوطہ کی اندر لطیف و نفیس چونہ اور گچ کی با ہتمام اسمٰعیل قلی خان بنکر
طیار ہوئے دور اس کا چار ہزار پینتالیس گز جب بادشاہ نے دولتخانہ اور قصر
عالیشان کنارہ تال آناساگر کہ وہان اب شاہجہانی محل موجود ہے بنوایا پہر تو
ہر ایک امیر صاحب منزلت نے سوائے انکے اور بہی بعضے بعضے بادشاہی
ارکان نے موافق اپنے قدر و حوصلہ کے عمارتین ستہری دلچسپ اور باغ سرائین
بنائین اس سبب سے شہر دلچسپ اور خوب آباد ہوگیا اور اب تو سرکار دولتمدار
انگریزی کے عہد مین آبادی اسقدر ہے کہ اگر بلندی سے اس شہر کو دیکہا جاوے
تو سوائے حویلیون کے چپہ بہر زمین خالی اور سائبان کاہی نظر نہ آوے لطف
یہ کہ دیکہنے والے کو یہ ثابت ہو کہ اس شہر کی کل تعمیرات سوائے دولتخانہ اکبر شاہ
کے آج بنکر طیار ہوئی ہین علی ہذالقیاس بیرون شہر بہی گنج اور بازار و دیگر تعمیرات
کہ جنکا بیان باب دویم مین مرقوم ہوگا روز افزون بارونق اور آباد ہوتے
جاتے ہین چنانچہ ایک معمورہ نہایت معقول نظر آتا ہے اور ریل اور مدرسہ
میو کالج کے سبب سے اور بہی رونق کی امید ہے چیتوڑ مشہور قلعہ ہی اسی صوبہ
کے متعلقات سے اور کوکندہ کہ تابع اوسکا ہے وہان جست کی کہان ہی اور جین پور
مین تانبے کی لیکن یہ مقام علاقہ مانڈل سے تعلق رکہتا ہے سابق رانا کے
تصرف مین تہا اکبر بادشاہ نے ایک مدت لڑکر سن نوسو چہتر ہجری مین اسے
لیا قصہ اوس کا مشہور و معروف ہے زمانہ سابق مین یہان کے رئیسون کو راول
کہتے تہے اب ایک مدت سے رانا کہتے ہین جب سے کہ اوس نے رانا منڈور
پر فتح پائی یہ خطاب پہلے منڈور کے راجہ کا تہا قوم انکی گہلوت ہے اسوجہ سے
کہ انکے دادا نے اپنی بود و باش موضع سیسودیہ مین کی تہی اور سیسودیہ کہلاتے
ہین سوائے اس کے ایک برہمن جو انکا غمخوار تہا اس جہت سے اپنے تئین برہمن

بہی ملیا تے ہین اور ان کے خاندان کا یہ دستور ہے کہ رانا جب مسند حکومت پر بیٹہے تشقہ آدمی کے لہو سے اپنے ماتہے پر کہینچے اور یہ بات جو مشہور ہے کہ اودیپور کے رانا اپنی بیٹی کسی بادشاہ کو خاندان تیموریہ سے نہین دی غلط ہے کیونکہ عالمگیر بادشاہ کے اودیپوری محل ہونے سے ثابت ہوتا ہے کہ رانا کی بیٹی شاہجہان یا عالمگیر نے ضرور لی ہے اور تواریخ ٹاڈ راجستان مین بہی یہ عبارت تحریر ہے کہ دراصل وہ عورت خاندان سیسودیہ یعنی رانا اودیپور سے تہی اور اغلب ہے کہ وہ رئیس شاہپورہ کی جو ایک شاخ خاندان میواڑ سے ہے دختر تہی جس وجہ سے بادشاہ نے بسبب قرابت خویشگی کے ایک شہر آباد کر کے شہرپناہ پختہ بنوائی اور اوس کا نام شاہپورہ رکہا۔

آیندہ العلم عند اللہ اور نیز وقت غالب آنے شاہ دہلی کے جب رانا جنگلو مین روپوش ہوا اوسوقت پیام خاص اپنی دختر کا بادشاہ سے دیا تہا دیکہو ٹاڈ راجستان و تزک جہانگیری یا شاہجہان نامہ قصبہ سانبہر اجمیر سے ستائیس فرسخ سمت شرق یہ قصبہ ہے نمک وہان کا نہایت مشہور ہے اور بیشتر کہانے مین بہی وہی آتا ہے شہر کے نزدیک چار کوس لمبا کوس بہر چوڑا ایک چشمہ ہے پانی اوسکا نہایت کہاری لیکن تاثیر اوسکی یہ ہے جہان زمین کو کہود کر پانی سے اوسے بہر دیا اور زمین نے جذب کیا تمام قطعہ اوسکا نمک آلود ہو جاتا ہے جہان کہود کر اوسکو کنارے پر ڈالدیا اور پانی چہڑکا نمک صاف اوسمین سے نکل آتا ہے ہر سال کئی لاکہہ روپیہ کا نمک پیدا ہوتا ہے حضرت خواجہ حسام الدین سوختہ بن خواجہ فخر الدین بن خواجہ معین الدین حسن سنجری رضی اللہ عنہم اوسی جگہہ آسودہ ہین آپکا مزار شریف سر راہ اجمیر شریف واقع ہے اخبار الاخیار اور مونس الارواح اور مداین المعین مین درج

ہے کہ خواجہ فخر الدین نے انکا نام ہمنام اپنے بزرگ خسرو کے جو صحبت ابدالون مین ملکر غائب ہو گئے تھے رکہا تھا قصبہ ناگور یہ ضلع اب تحت ماروا‍ڑ کے ہے وجہ اسکی بنیاد کی یہ ہے کہ راجہ پتھورا کو اس بات کی خواہش ہوئی کہ چراگاہ جہان کی آب وہوا نہایت خوب اور خوب موافق مزاج مویشی کے ہو تجویز کیجاوے چنانچہ اطراف وجوانب کو آدمی عاقل اور ہوشیار واسطے انصرام اس کام کے روانہ کیئے ایک شخص کا گزر اوس جنگل مین جہان اب شہر مذکور آباد ہے کیا دیکہتا ہے کہ مادہ گاو سے تومند بچہ جنا ہے اور شیر نر سے مقابلہ کر رہی ہے ہرچند کہ شیر متواتر حملہ کرتا ہے مگر مادہ گاو قوی الجثہ اپنی چستی اور چالاکی سے اوس کا قابو چلنے نہین دیتی شخص مذکور یہ تماشای عجیب وغریب دور کہڑا دیکہہ رہا تھا بمعیت مردان ہمراہی کے شیر کو للکارا آخرکار شیر نے رم کی اس نے ورم اوہا تہہ آنیکے باعث اجمیر کی راہ لی وہان پہونچکر تمام کیفیت گاے اور شیر کے مقابلہ کی اپنی آنکھون سے جو دیکھی تھی مفصل کہہ سنائی القصہ راے پتھورا نے اوس سرزمین کو پسند کر کے کہ محض ایک جنگل تھا شہر کی بنیاد ڈالی اور ایک قلعہ نہایت مستحکم بنا کر نام اوس کا ناگور رکھا رفتہ رفتہ کثرت استعمال سے معروف بہ ناگور ہو گیا بیل یہان کا اور جگہہ کے بیلون سے بمرتبہ بہتر صورت شکل اس کی نہایت خوب ڈیل ڈول بغایت خوش اسلوب قد وقامت مین بھی بلند قوی جثہ اور تنومند ہوتا ہے الغرض قصبہ مذکور ابتدا مین چندان آباد نہ تھا مگر عہد سلطنت مغلیہ مین حسین قلی خان کو اکبر بادشاہ نے جاگیر مین عنایت کیا اوس نے ایک مکان حاکم نشین اور تالاب لطیف اور مسجد عالیشان وہان بنا کر رونق اوسکی دوچند کر دی پھر دن بدون آبادی بڑہتی گئی ابوالفضل اور فیضی یہان کے ہی رہنے والے تے حسین قلی خان کی مسجد بنا کردہ کی ناصیہ منبر پر

یہ کتبہ کندہ ہے

در زمان ولی و والی عہد	شاہ اکبر شہ بحق موصول
خان مقبول حق حسین قلی	کہ بنا شد چو او بحسن قبول
مسجدے ہمچو کعبہ کرد بنا	کہ بود قبلہ فروع و اصول
منزل جملہ پاک دینان است	ہمہ پاکان درو کنند نزول
جست تاریخ او وصالی گفت	بیت کل تقی حدیث رسول

سنہ ۹۷۲ ہجری مین یہ مسجد تعمیر ہوئی - بعد اسکے طاہر خان نے ایک مسجد رفیع الشان وسط شہر مین قریب قلعہ سن ایک ہزار چھپن مین بنا کر دارین مین نیکنامی لی اور نیز اس سے آبادی کو ادر ترقی دی یہ کتبہ طاہر خان کی مسجد کو ادر کندہ ہے

بعہد حضرت شاہجہان باد	شہ صاحب قرآن با دین و باداد
بطاہر خان دران وقتیکہ ناگور	ز الطاف و نوازش در وطن داد
بتوفیق حق آن خان جوان بخت	برین تعمیر مسجد یافت ارشاد
بدل گفتم پے سال بنائش	بگو بنیاد طاہر خان قوی باد

پھر سن ایک ہزار چھتر مین اورنگ زیب کیطرف سے راجا رائے سنگھ ولد راؤ امر سنگھ کی جاگیر مین مقرر ہوا چنانچہ اس نے کتنے مکانات پر فضا بنائی اور ایک دروازہ عقب مسجد حسین قلی خان کنارہ حوض گدہانی پر ۱۰۸۶ ہجری مین باہتمام ڈونگرسی کوتوال کے بنا کیا چنانچہ یہ کتبہ دروازہ پر کندہ ہے وہو ہذا۔

بنا شد این دروازہ اسلام در عہد ابوالمظفر محی الدین محمد شاہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی در عمل اقبال و اجلال پناہ شہامت و تہور دستگاہ راجہ رائے سنگہ ولد راؤ امر سنگہ در اہتمام حکومت پناہ ڈونگرسی کوتوال راجپوت گہلوت تاریخ ۲۹ شہر محرم المکرم ۱۰۸۶ ہجری درگاہ خلاصہ عارفین

شیخ حمید الدین صوفی ناگوری قدس سرہ کی بستی کے اندر سمت شمال ہے اگرچہ
اس مختصر مین آپ کے کمالات ظاہری و باطنی نہین سما سکتے مگر تبرکاً ذکر خیر
آپکا واسطے آگاہی کے بیان کیا جاتا ہے واضح ہو کہ لقب آپکا حضرت
سلطان التارکین ہے اور کنیت ابو احمد خلفا سے خواجہ بزرگ معین الحق والدین
مین صاحبِ فضل وکمالات ہین سلسلہ آپکا حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ
تک کہ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے ہین پہونچتا ہے سن شریف آپ کا
کچھ کم سو برس کا تھا نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی حالت
ذوق شوق مین زبان درفشان سے مخاطب بہ اصحاب ہو کر فرمانے لگے کہ
جس چیز کی جسکو خواہش ہو طلب کرے دراجابت وا ہے ایک نے دنیا چاہی
دوسرے نے عقبیٰ آپ نے طرف شیخ موصوف کے دیکھکر فرمایا کہ اے حمید الدین
تم چاہتے ہو کہ دنیا اور عقبیٰ مین معزز و مکرم رہو آپ نے جواب دیا کہ بندہ
کا چاہنا وہی بہتر ہو رضاے مولیٰ ہو حضرت خواجہ بزرگ نے اوسوقت یہ
ارشاد کیا۔ التارک الدنیا والفارغ عن العقبیٰ سلطان التارکین حمید الدین
صوفی۔ اوس دن سے لقب آپکا سلطان التارکین ہوا انتیسوین ربیع الآخر
سن چھہ سو تہتر ہجری مین وفات پائی اوس روز بڑا میلہ ہوتا ہے زن و مرد
بکثرت دور دور سے آتے ہین اور نذرین چڑہاتے ہین آپکی اولاد سے
اکثر لوگ وہان آباد ہین محوطہ درگاہ شریف کا غیاث الدین تغلق نے بنوایا
بعد اسکے خواجہ حسین ناگوری نے دروازہ عالیشان زرد پتھر کا جس کی صنعت
کاری دیکھہ انسان عالمِ حیرت مین آئے بلکہ نقش دیوار بنجائے بنا کیا یہ کتبہ
جانبِ چپ سمت داخل دروازہ خانقاہ کے کندہ ہے عن سلیمان علیہ السلام
اعظم المصائب فوت الوقت بلا فائدۃ حررہ العبد میر بزرگ بن

محمد معصوم النامی تخلصاً والبکری مسکناً وترمذی اصلاً والحسینی نسباً
کان ذالک فی ستہ ثمانیہ والف اور دوسرے پتھر پر یہ کندہ ہے

نظم

بکشا چشم بصیرت دریاب	ابنائے زمانہ ہمچو نقشیست بر آب
گویم حقیقت دنیا چیست	بیداری یکزمان و باقی ہمہ خواب

نیز راست داخل دروازہ پر یہ اشعار کندہ ہین ۵

در نظر دیدہ وران مختصر است	ہر کہ بربست از و چشم طمع دیدہ ور است
بہ عہدہ مہر و وفا بر بستی	نامی دلشدہ را دیدہ بہ دیوار و در است

از فتح ولن اعلی حضرت بندہ را بجانب عراق رخصت فرمودند العبد محمد معصوم
سنہ درحین مراجعت از ایران در ملازمت نواب میر محمد معصوم نامی درینجا
سیدہ و این چند بیت از خمسہ ایشان کہ در بیولا باتمام رسانیدہ بودند تحریر
در ۱۰۱۳ از (معدن الافکار) بجز گرداب تست کاسہ گرد تا نمی از جود
ماید مگر ؛ از (حسن ناز) قریب لعل آن سرچشمہ نوش ؛ شدہ سرگرم چون در
ش ؛ از (اکبر نامہ) بگلچینی آن گلستان شدم ؛ سراپا صبا وار دامان شدم
از (راز صورت) احسن است درم خریدہ او ؛ خوبی گل آفریدہ او ؛ از (خمسہ مخیرہ)
ہست بر نامت ابتداے ہمہ ؛ بتو آغاز و انتہاے ہمہ ؛ اگرچہ اندر شہر
کے اور باہر اوسکے اطراف مین بہت سے مردان خدا آسودہ ہین انھین مین سے
پیر ظہیر اور حمید الدین کا سلیس ہین شمالی دروازہ کے باہر قریب محلہ آہنگرون
ملتانی کی لوگ اکثر انھین بزرگوارون کے مزار بتلاتے ہین اور بعض اونکو مزارات
سہروردیہ العلم عند اللہ چنانچہ اون مزارات کے ستونونپر یہ کتبہ کندہ ہے

گویند بود فاتحہ را فاتحہ	زان فاتحہ بخشش نکہت رائحہ

روح گزشتگان فہرست اخلاق؟ عالمگیر بجو۱۱ سنجے
رہ میر بزرگ شاہ اور دوسرے ستون پر بالین مزارات موصوفہ کے
یہ ابیات نامی کندہ ہین ؎

تو حضرت براہ و کاروان تیز	من چو بر باد بر خیز
نا چہ نشستہ درین راہ	ے نہ قدمے دراز و کوتاہ

نصیر آباد و اجمیر ۱۵ میل کے

نصیر آباد کنکریلی زمین پر آباد ہے وجہ تسمیہ اسکی یہ ہے کہ جنرل ہوا
شاہ دہلی سے خطاب نصیر الدولہ کا دیا تہا جنرل نے بیس نومبر ۱۸۱۸ء
بنیاد ڈالی اسلیے نام اوسکا نصیر آباد رکہا فی الواقع ایسے اسلوب کے ساتہہ
ہے کہ دید کے لایق ہے بارگون کی تعمیر کا طور ہی نیا نقشہ ہر ایک مکان کا
الینین برابر برابر سڑکین ستہری ہموار سراسر آب و ہوا ہاکی تہا۔ ہر
عوب درختان سایہ دار دو رویہ سڑکون پر لگے ہوئے۔ سڑکون کے قریب
ن کے محلون مین نا قسم قسم کے پہول گلشنون مین کہلے ہوئے دیکہکر
ت یاد آتی ہے خصوصًا برسات کے موسم مین تو عجب لطف کا ن پر نظر
یعنی جہانتک یک نظر جاوے تختۂ زمردین نظر آوے۔ سبزۂ نوخیز کا عا
ان علحدہ کوٹہیون بنگلون اور لب سڑک پر ہرے ہرے گنجان درختون کا طو
جداء عرصہ چار سال تک راقم آثم بتقریب روزگار سرکار دولتمدار رہا
ن کیفیت اور بہار کو خوب دیکہا ہے۔ فصل تیسری اخبار
ل ہے کہ خواجہ حسین ناگوری جو شیخ حمید الدین کی اولاد ہین بوسیدن
ہون نے حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین چشتی کے مقبرہ
قت تک خام تہا جادر ستا کی اور عبادت سوالی مین

خراب ہوگیا تھا اور اوسکے گرد ... مین شیر بستے تھے حضرت
غریب نواز کی قبر شریف پر عمارت نہ تھی تب خواجہ حسین ناگوری نے اول
عمارت روضہ شریف کی رکھی اور اوسکی صورت اسطرح لکھی ہے کہ سلطان
ین خلجی بادشاہ منڈو خواجہ حسین ناگوری کو بہت اشتیاق
بلوایا کرتا تھا اور خواجہ موصوف قبول نہین کرتے تھے تب سلطان سے
ہون نے کہا کہ اگر یہ خبر خواجہ حسین ناگوری کو پہونچی کہ موئی مبارک حضرت
ور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سلطان کے پاس ہین تو بے اختیار چلے آوینگے
ن نے یہ خبر خواجہ حسین کو پہونچوائی اور وہ سنتے ہی بے توقف روانہ
کر بادشاہ کے پاس پہونچے چونکہ جاذبہ شوق درست تھا فوراً موے
اجہ حسین کے ہاتھ پر آگیا القصہ سلطان نے بعد اپنی عرض مدعا کے
ہاے عالی پیش کیے خواجہ ممدوح نے قبول نہ کیے لیکن اونکے
ند کے ولمین اوس ہدیہ کے لینے کی خواہش ہوئی تب خواجہ موصوف نے
رت دی کہ جو اس مال کو لیا چاہتے ہو تو چاہیئے کہ روضہ خواجہ بزرگ
ی اور روضہ اپنے جد شیخ حمید الدین ناگوری کا اس مال سے تعمیر کرو
اوس مال کی یہ عمارت جو قبر شریف حضرت خواجہ بزرگوار پر موجود ہے
۸۱۰ گئی اور اس گنبد رشک ارم کی غربی دیوار مین سنگ مرمر کی جالی پر
ر بخط نستعلیق تحریر ہے ؎

نہ پے تاریخ نقش ہند خواجہ معین	گفت ہاتف تو معظم قبہ عرش برین

اس تاریخ سے سن نوسو انتالیس ہجری نکلتے ہین۔ لیکن غالبا یہ تاریخ نقاشی
منبد کی ہے کیونکہ سلطان غیاث الدین خلجی سن آٹھہ سو اٹھہ ہجری مین
فوت ہوا اور یہ بھی پایا جاتا ہے کہ سلطان محمود بن سلطان ناصر الدین بن

ایت الدین کے عہد مین یہ نقاشی گنبد شریف کے اندر ہوئی ہوا و ر
دروازہ روضہ حضرت خواجہ غریب نواز کا ایک اور بادشاہ مندو نے عمارت
روضہ کے پیچھے بنوایا اور اسی روپیہ مین سے بنا ہے وہ بلند دروازہ روضہ
شیخ حمید الدین ناگوری کا جو ناگور مین ہے جس کا بیان ناگور کے حال مین
لکھا گیا الغرض نوسو انتالیس ہجری مین یہ گنبد مع مزار مبارک سنگین کے
بالای قبر خام بنایا گیا باہر سے دیکھو تو گنبد پر سونے کا کلس کلان اور اس کے
کنگورون پر سنہری کلسیان چمکتی ہوئین نظر پڑتی ہین اندر روضہ کے سنہری
اور لاجوردی کام کیا ہوا ہے اور سقف منقش مین کاشانی مخمل کی زیرتانہ
گیری کے نیچے قمقمے سونے کے زنجیر طلائی مین آویزان ہین اور چارون گوشہ
چار قمقمے طلائی سونے کی زنجیرون مین لٹکے ہوئے ہین کہتے ہین کہ زمانہ شاہ
مین ان قمقمون کا تخمینہ ہوا تھا ہر ایک قمقمہ پانچ پانچ ہزار روپیہ کا ہے علاوہ
ان کے چاندی کے قمقمے چارون طرف متصل متصل آویزان ہین اور سنہری
چوکھٹون مین آئینے دیوار کے اندر نصب ہین اور یہ اشعار آب زر سے روضہ
کے اندر لکھے ہوئے ہین ؎

خواجۂ خواجگان معین الدین	اشرف اولیای روی زمین
در جمال و کمال آن چہ سخن	این مبین بود بحسن حصین
مطلعی در صفات او گفتم	در عبارت بود چو در ثمین
ای درت قبلہ گاہ اہل یقین	بر درت مہر و ماہ سودہ جبین
خادمان درت ہمہ رضوان	در صفا روضہ ات چو خلد برین
ذرۂ خاک او عبیر سرشت	قطرۂ آب او چو ماء معین
جانشین معین خواجہ حسین	بہر نقاشی بگفت چنین

شعر ایسے فرسودہ ہو گئے ہین کہ پڑھے نہین جاتے مگر یہ ثابت
تا ہے کہ روضہ شریف کے اندر نقاشی از سر نو حضرت خواجہ حسین اجمیری نے
کرائی جسکو تخمیناً ڈہائی سو برس گزرے مزار شریف پر سیپ کے کام کا چھپر کھٹ
بنا ہوا ہے بنانے والے نے عجیب باریک سیپ کا کام کیا ہے کہ نقش
رنگ رنگ کو مات کر دیا ہے اوسکی صفائی پر محبوبانِ صندلی رنگ کی رنگت قربان
اور اوسکی ہر ایک بیل ملس پر سنبل تر نثار بدل و جان چھپر کھٹ کی چہت مین
سبز مخمل رومی کی چہت گیری اور کبھی زرد کی جسپر مغرق کام زرین کیا ہوا
لگی رہتی ہے اور اوس کے کنارون پر چارون طرف سونے کے قمقمے جگمگاتے
ہین چھپر کھٹ کے اندر سنگ مرمر نفیس کا مزار نہایت آبدار اوسپر سنگ طلائی و ابری
فیروزہ و یشب و اعجوبہ و لسنیہ وغیرہ کی پچیکاری ہے جسمین بیل بوٹے پہول پتے
منبت کے ایسے نادر اور تحفہ بنے ہوئے ہین کہ بیان سے باہر تعویذ مزار پر انوار
پر سنگ مرمر مین یاقوت رمانی جسکو عوام الناس لعل بدخشانی کہتے ہین جڑا ہوا
ہے آپ کا مزار پر انوار ہمیشہ زربفت کمخاب پُر زرتمامی اور مشجر کے
قبر پوشون سے ڈہکا رہتا ہے اوپر اونکے پہولون کی چادر ہمیشہ آراستہ کیجاتی
ہے چھپر کھٹ کے بیچ مین چاندی کا کٹہرا لگا ہوا ہے مشہور ہے کہ اسکی ساخت
مین ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے شاید اسمین کچھ مبالغہ ہو کیونکہ قول عوام کا ایسے
مقام پر اکثر ساتھ مبالغہ کے ہوتا ہے مگر پیشتر اس کٹہرہ کی جگہ سونے کا کٹہرا لگا
ہوا تھا چنانچہ تزک جہانگیری سے منقول ہے یعنی جہانگیر بادشاہ لکہتا ہے
کہ سن ایکہزار پچیس ہجری مین بسبب بر آنے بعضے مطالب کے مینے نذر کی تہی
کہ محجر طلائی جالیدار اوپر مرقد منورہ حضرت خواجہ بزرگوار کی ترتیب دون۔

ستائیسوین رجب المرجب کو طیار . دیا کہ لیجا کر نصب کر دیا گیا
بس ہزار روپیہ اوس کی لاگت مین صرف ہوئے اُس
یک دوسرا چاندی کا کٹہرا ہے جسکی ترمیم راجہ جے سنگہ سوائی والی و بانی جیپور
کے حکم سے شیخ محمد حیات اور حاجی منظور علیخان متولی آستانہ کے اہتمام سے
ہوئی وزن اوس کا بیالیس ہزار نواکسٹہہ تولہ تین ماشہ ہے یہ دونون
کٹہرے نواب علیۃ العالیہ جہان آرا بیگم بنت شاہجہان نے کہ اونکو خواجگان
چشت اہل بہشت سے بہت اعتقاد تہا بنوائے ہین بلکہ انہون نے تمام شاگرد
پیشہ اپنا آستانہ شریف کی خدمتگزاری کے لیے نذر کردیا کہ اون لوگو
ابتک بدستور اپنے کار خدمت پر مقرر ہے الغرض ان کٹہرونکی بنا کو کچہہ اوپر
سوا دو سو برس آجتک ہوئے گنبد شریف کے اندر سنگمرمر کا فرش تہا
مصفا ہر ایک بہتر مربع ترشا ہوا گرد اون کے سنگ موسی پٹریان جڑی ہولین
خوشنما معلوم ہوتی ہین گنبد کے شرقی دروازہ سے ملحق مین دیوار و حجرے
بنے ہوئے ہین جانب جنوب جو حجرہ ہے اوسکے دروازہ کا تیغا کیا ہوا ہے لوگونکا
قول ہے کہ اسکے اندر سونے کی شلاخین اور برتن سونے چاندی کے رکھے
ہوئے ہین غالباً وہ شلاخین طلائی اوسی محجر کی معلوم ہوتی ہین جس کو جہانگیر
بادشاہ نے سن ایک ہزار چبیس ہجری مین مرقد مقدسہ پر نصب کرایا تہا

الغیب عند اللہ

مزار شریف حضرت فخر الدین

کہتے ہین کہ ان دونون حجرون مین حضرت فخر الدین مرید حضرت خواجہ عثمان
ہارونی رحمۃ اللہ علیہ اور اونکی بیوی کے مزار ہین جسوقت بیگمی دالان نوا

یم بنت شاہجہان نے بنا کیا تو اونکے تعویذ مزار زمین دوز کردئے
ں دالان کے گوشہ شمال و مشرق مین گنبد حضرت خواجہ
یکا مزار ہے اور گوشہ جنوب و مشرق مین شرقی روضہ منورہ
پکی زوجہ مرحومہ کی قبر ہے ہر سال چھیوین رجب کو بڑے دہوم سے آپکا
ہوتا ہے حضرت فخر الدین کے دو بیٹے صلبی تھے بڑے حضرت مسعود چہو
تیسرے تھے حضرت اسمعیل ان حضرات کے مزارات بیگمی دالان کے
دیرو ہین - جہان اب فرش ہموار کرکے صرف سنگ ابری کے تعویذ بنادئے
یہ انہین کی اولاد مین یہانکے خدام ہین جنکی تعداد کسی وقت مین گیارہ
تک بتاتے ہین مگر اب بہی چہ سات سو کے قریب موجود ہین یہی صاحب
زیارت کراتے ہین ہر ایک شخص ادنی و اعلی موافق اپنی حیثیت و مقدور کے
تیا ہے عہد سلاطین سلمین خصوصًا اکبر بادشاہ و نور الدین جہانگیر و فرخ سیر
ان لوگون کو دیہات جاگیر مین بطور مدد معاش دئے ہین اب بہی وہ دیہات
جن کی آمدنی سالانہ تخمیناً چھہ ہزار کے قریب ہے جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
لت مہد مین قایم و برقرار ہے - دروازہ کے سمت شمال جو حجرہ ہے
سکے اندر قبر پوش قرآن مجید نقرہ عود سوز وغیرہ سامان طلائی و نقرئی رکہا رہتا ہے
شرقی دروازہ نہایت خوش قطع بنا ہوا ہے اور فرش بہی اوسکا نہایت پر تکلف
ں دروازہ کے سمت داخل روضہ جو کیواڑونکی جوڑی ہے کہتے ہین کہ بعد
فتح چتوڑ کے اکبر بادشاہ نے قلعہ چتوڑ سے لاکر چڑہائی ہے چنانچہ یہ شعر اوسپر کندہ ہے

ہمیشہ تیری تیغ زکفر تباہ		بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ

ں دروازہ کے آگے جو دوسرا دروازہ ہے اوسکی دیوار کے دونون طرف
یہ دو بیت بخط نستعلیق لکہی ہوئی ہین - وہو ہذا

بیا کعبۂ اہل دست خواجہ معین | بطوف ... شاہ و گدا
براہ صدق در آور مقام خواجہ معین | کہ ہست روضۂ پاکش چو جنت ا

اب خارج دروازہ روضہ کے سنہ بارہ سو چالیس ہجری مین نواب فیض
ان بنگش سابق رئیس فرخ آباد نے اژدہات کے کیواڑ لگانی وار چڑہوا
اور اوپر یہ تاریخ کندہ کرادی مصرعہ

خان فیض اللہ بنگش کز نگاہش | ساخت دروازۂ درگاہ معین جا
چونکہ درگاہ معین است چو خورشید بلند | سال تاریخ شدہ باب طلوع خورشید

اسی دروازہ کے پہلو مین سمت شمال عقیق یمنی زرد رنگ دیوار مین
اتنا بڑا اور خوشرنگ عقیق کم دیکھنے مین آیا روضہ شریف کی غربی اور جنوبی محرا
مین سنگ مرمر کی جالیون پر زرین پردے پڑے ہوئے کہ جنکی دید
عقل حیرت کو اپنے ساتھ لاتی ہے - موسم گرما مین زرین پردون کی جگہ خس
کے پردے لگائے جاتے ہین اگر اس روضہ کو روضۂ رضوان کہیے تو زیبا
اور نور کا بقعہ سمجھئے تو روا ہے سبحان اللہ کیا لطافت اور نفاست اس مقام
فیض انجام مین پائی جاتی ہے - کیسا ہی دل گرفتہ کیون نہو ادہر روضہ شریف
مین آیا اور ہر غنچہ خاطر افسردہ کو شگفتہ پایا دنکو ضیا و نور شب کو روشنی شمع
نور کا وفور اگرچہ ہر دم کیفیت اور بہار کا عالم رہتا ہے مگر دم سحر بیان
سے باہر لطف نظر آتا ہے ادہر تو مرغان نواسنج کا درختون پر گرد و پیش روضہ
کے بذکر حق شور - اودہر نقارخانہ پر نوبت کی ٹکور - نسیم سحر کا نازو انداز سے
خرامان چلنا شمعون کا جھلملا جھلملا کر جلنا قوالون کا بھیروین کا گانا - صوفیان
دل کو وجد و حال آنا - ذاکران شب زندہ دار کا حجرون مین نعرۂ اللہ ہو لگانا
جانب خانۂ خدا مین واسطے ادائے دوگانہ اوس یگانہ کے نمازیون ...

کا چلنا - پھولون کا کھلنا - غرض جو لطف او سوقت حاصل

ہا کا لکھنا عشر عشیر بھی محال ہے اس کیفیت کو جس نے ۔۔ رتیت -

اوس سے لطف اوٹھایا ہے -

مسجد حضرت بی بی حافظ جمال

روضہ شریف کی دیوار سے ملحق سمت جنوب بہت تحفہ بنا ہوا ہے اسکی

تعریف کی جاوے بجا ہے اور جتنی توصیف کیجیے روا ہے کیونکہ اسمین

غریب نواز کی صاحبزادی آسودہ ہین آپکے اوصاف حمیدہ حیطہ تحریر مین

کب آسکتے اور اس مختصر مین کہان سما سکتے ہین مگر کچھ مجمل حال آپکی پیدائش

کا باب دوم کی فصل اول مین تبرکاً معرض تحریر مین آیا ہے اگرچہ اس کی بنا کا

حال کسی تواریخ مین نظر نہ آیا اور نہ کوئی کتبہ مسجد پر کندہ ہے جس کے ذریعے

حال معلوم ہوتا مگر قیاساً یون معلوم ہوتا ہے کہ روضہ شریف حضرت خواجہ بزرگ

کے ساتھ یہ مسجد تعمیر ہوا ہے جسکی بنا کو ساڑھے تین سو سال کے قریب عرصہ

گزرا آپکے مزار شریف پر سنگ مرمر کے تعویذ مین سنگ ابری و طلائی و سنگ

لسنیہ فیروزہ وغیرہ پچیکاری مین جڑا ہوا ہے کمخاب تمامی مشجر کے قبر پوش کے اور

پھولونکی چادر پڑی رہتی ہے یہ مسجد چونہ اور سنگ سے بنایا گیا ہے سر سے

پیر تک وہ نفاست اور صفائی ہے کہ صحن علی دیوارون مین وہ تحفہ چمکنے کا

صندل ہے کہ آئینہ کی طرح منہ دکھلائی دیتا ہے مسجد کا دروازہ کمانیدار نہایت

شاندار ہے اس کے سامنے جو چھوٹی قبرین ہین وہ آپکے صاحبزادونکی ہین جو

صغر سنی مین فوت ہو گئے تھے شوہر آپکے حضرت شیخ رضی الدین تھے جنکا مزار ناگور

سے قریب ایک کوس کے کنارہ حوض منڈھولا کے ہے -

ر النسا بیگم بنت شاہجہان

روضہ شر ... زنا یہ مجحور النسا بیگم بنت شاہجہان
خادم چمپنی بیگم کے نام سے مشہور کرتے ہین - تزک جہانگیری اور شاہجہا
مین لکھا ہوا ہے کہ بروز چہارشنبہ انتیسوین ماہ جمادی الاول سن
ایک ہزار پچیس مین حور النسا بیگم بنت شاہجہان نے وفات پائی ؛
حضرت خواجہ بزرگوار مین روضہ شریف کی دیوار سے ملحق دفن
جہانگیر بادشاہ اس لڑکی کو بہت عزیز رکہتا تہا بہرحال ایک مختصر سا مقبرہ
مرمر کا بنا ہوا ہے کواڑ اسکے سنگ مرمر کے تہے کہتے ہین کہ تعویذ قبر پر عقیق
تہی بہت عمدہ بیش قیمت لگی ہوئی ہے عوام پیسے اور کوڑیان اندر او
پہینکتے تہے بجنال ٹوٹ جانے لوح کے دروازہ مقبرہ کا تیغا کردیا ہے جا
بند کرادی ہین اسلیئے اوسکی اصلی لطافت مین تفاوت ہوگیا ہے -

احاطۂ نور

روضہ عالی کے غربی جنوبی سے قدرے حصہ شمالی تک یہ محوطہ
نہایت نادر بشکل بارہ دری ہے جس کے ہر در مین صفائی اور نزاکت خو
خوبی بہری ہے ساخت اس کی مثل عالم طلسمات جس کے رو برو زنگا
... سنگ مرمر کی جالی وضع کی نرالی دروازون پر کلس سو
ہ ... سے محرابون پر گلہائے بجنزان کہلے ہوئے شب ما
... اور ... انکی نورو کہائی دیتی ہے اور دنکو دہوپ مین
ب ... نظر آتی ہے فرش سنگ مرمر کا احاطہ کے اندر ا

اوسکی صفائی پر پہسلا جاتا ہے احاطہ مذکور
مین ایک جنوب بارو اور دوسرا غروب رو دروازہ جنوبی بنام
دروازہ اور غروب رو بنام ملکی ولی دروازہ کے مشہور ہے اور عام مین بہشتی

دالان

شرقی دروازہ سے ملحق یہ دالان رفیع الشان جہان آرا بیگم
ن بادشاہ نے سن ایکہزار ترپن ہجری مین تعمیر کرایا چہت ستون کٹہرے
نگور سے سنگ مرمر کے اور فرش دالان سنگ افشان ابری اور طلائی
اسقدر پر تکلف اور شفاف ہے کہ بیان سے باہر ہر ایک در دالان کا اندر سے
ہر سے منور ستون نور کے سانچے مین ڈہلے ہوئے دیوارون مین نقش
نگار سے گلہائے بیخزان کہلے ہوئے ہر در مثل دلہائے اہل عرفان کشادہ
صر قیصر اور محل فغفور سے خوبی مین زیادہ دن کا مجاور جاروب کش آفتاب
رخشان شب کا پاسبان ماہ تابان بچشم انجم نگران چہت مین تمامی کی چہت گیری
لی ہوئی جس کے چارون طرف قریب قریب قمقمے چاندی کے لٹکے ہوئے عمدہ
ہ خوشنما کتبے جواہر رقم اور مرصع رقم کے ہاتہون کے لکہے ہوئے وسط کی محرابپ
سنگ مرمر مین جواہر گران بہا کی پچیکاری ہے یا قلم صنعت کی گلکاری ہے
وام الناس اوسکو نورجہان بیگم کے گلے کی وہ جگہ کہہ سکتے ہین اس کے اندر
ہیرے اور یاقوت جڑے ہوئے تہے اگرچہ اتنی بڑی وہ جگہ شاہزادی موصوف
کے گلے کی ہونا قیاس مین نہین آتی مگر بہر حال ابتک موجود ہے ہوا بہی اس مقام
و گلشائی عنبر بیز مشک خیز ہے کیونکہ روضہ شریف کے پہلون مین بسی ہوئی نسیم
و صبا اس جگہ آتی ہے گلشن فردوس کا لطف یاد دلاتی ہے چوطرفہ کلان

نجان اُسکی نہایت مناسب کنگورونپر خوبصورت خو .
کلسیان آگے سرخ سائبان والان کے روبرو دور تک سنگ مرمر کا فرش
ہوا گرد اوس کے اوسی وضع کا سنگین کٹہرا لگا ہوا صبح شام قوالان خوش الحا
اس جگہ گاتے ہین عارفون کو وجد وحال آتے ہین ہر پنجشنبہ اور
کی چھٹی تاریخ اس صحن رشک چمن مین محفل سماع ہوا کرتی ہے مشا
پر تمکین آتے ہین قوال گاتے ہین علاوہ انکے اکثر شہر کی خلقت حاضر ہو
ن کیفیت دیکھتی ہے چھہ گھڑی رات تک یہ جلسہ قایم رہتا ہے
حفل کے قوال ملکر کڑا کا جو عبارت راگ سے ہے اور اوسمین تشریف آوری
ر خواجہ بندہ نواز و استیصال کفر کا مضمون ہے گاتے ہین گویا زمانہ ماضی
کو حال کر دکہاتے ہین بعد اختتام راگ مذکور کے روضہ شریف کے
معمور ہو جاتے ہین - بانی تعمیر ہذا نواب علیتہ العالیہ جہان آرا بیگم کو حضرت خواجہ
بزرگوار سے نہایت اعتقاد تہا اور بڑی قابل تہین کتاب مونس الارواح کہ
جسمین بیشتر ذکر خیر و برکت حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کا مندرج ہے انہیں
تصنیف سے ہے چنانچہ کتاب موصوف کے آخر جو عبارت خاص مصنفہ
ممدوحہ نے اپنے ہاتہہ سے لکہی ہے یہ ہے بعد از حمد خدا سے احد صمد جل جلالہ و نعت
درود رسول او محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میگوید فقیرہ حقیرہ جہان آرا
کہ چون از یاوری بخت و فیروزی طالع از دار الخلافہ اکبر آباد در خدمت والد
بزرگوار خود متوجہ خطہ پاک حضرت اجمیر منیطہ شدم از تاریخ ہشتم ماہ
شعبان المعظم سن یکہزار و پنجاہ و سہ ہجری تا تاریخ ہفتم ماہ رمضان المبارک
کہ داخل عمارت کنار تال آنا ساگر گشتم - موفق شدم برین معنی کہ ہر روز و
ہر منزل دو رکعت نماز نافلہ ادا میکردم و یکبار سورہ یسین با فاتحہ

مستدمی خوانده ثواب آنرا بروح پرفتوح معطر منور حضرت
دستگیر خواجہ معین الحق والدین رضی اللہ عنہ نیاز مینمودم چند روز کہ در
توقف واقع شد از نہایت ادب شبہا بر پلنگ نخوابیدم
بطرف روضہ متبرکہ حضرت پیر دستگیر پا دراز نساختم بلکہ پشت بہ آنجانب
و روزہا در زیر درختان میگزرانیدم و بہ برکت آنحضرت و اثر فیض این
زمین جنت آئین جمعیت و ذوق و قرار و سے میداد و یک شب سولہ چراغ
کردم در زینت و خدمت روضہ انچہ از دست آمدہ و خواہد آمد تقصیر
نکردہ ام و نخواہم کرد الحمد للہ و المنۃ و صد ہزاران ہزار شکر کہ روز پنجشنبہ
چہاردہم رمضان المبارک سعادت زیارت مرقد منور معطر حضرت پیر دستگیر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاصل شد یک پہر روز ماندہ بر روضہ مقدسہ رفتم و داخل گنبد
شریف شدہ ہفت مرتبہ گرد قبر پُر نور پیر خود گشتم و بمژگان خود جاروب
کردم و خاک خوشبوئے آنجا را توتیاے چشم خود ساختم در آن وقت عجب
حالتے و ذوقے باین فانیہ رو داد کہ بتحریر راست نمی آید از نہایت شوق
سراسیمہ شدہ بودم نمیدانستم کہ چہ گویم و چکنم القصہ عطر چودہ اول بر قبر
معطر منبر آنحضرت بدست خود مالیدم و چادر گل کہ بر سر خود برداشتہ آوردہ
بودم بر... لای قبر مبارک انداختم و در مسجد سنگ مرمر کہ بصرف دو لاکھ و چہل
ہزار روپیہ پدر بزرگوار حق شناس این فقیرہ راست کردہ اندر فتہ نماز ادا
کردہ باز در گنبد مبارک نشستہ سورہ یٰسین و فاتحہ بروح پُر فتوح خواندم و
تا وقت نماز مغرب در آنجا بودم و شمعے بہ ارواح آنحضرت روشن کردہ روزہ
را بآب جاہالرہ افطار کردم عجب شامے دیدم آنجا کہ بہتر از صبح بود اگرچہ اخلاص
و محبت دہست فانیہ تقاضاے این نمیکرد باین قسم جاے متبرک پُر فیض گوشہ

عافیت رفتہ باز بخانہ بیاید اما چہ چارہ رشتہ در گردنم افگندہ دوست میبرد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست - اگر اختیار میداشتم ہمیشہ "
عجب گوشہ عافیت است و من عاشق گوشہ عافیت ہستم بسر میبر
طواف نیز مشرف میشدم ناچار بچشم گریان و دل بریان بصد ہزار افسوس از
درگاہ رخصت شدہ بخانہ آمدم و تمام شب طرفہ بیقراری در من بود و صباح
آن روز جمعہ والد بزرگوارم کوچ کردہ متوجہ اکبر آباد شدند-

سنگ مرمر کا دالان

یہ دالان سنگ مرمر کا روضہ شریف کی سمت جنوب نواب والا
رئیس کرناٹک نے جس کا خطاب شاہ عالم بادشاہ دہلی کا دیا ہوا امیر الہند تھا
سن بارہ سو سات ہجری مین قادریا خان اور جعفر خان اور علی محمد
کی معرفت سے تعمیر کرایا ساخت اسکی نہایت خوشنما اور خوب خوش وضع
اوسکی مبصرونکو مرغوب سنگ مرمر کی صفائی کے آگے گوہر عرق شرم
غرق آب عمارت تحفہ ولاجواب اکثر اوقات صبح شام اس دالان مین بیٹھکر مطرب
خوش نوا و پیرزادان مہ سیما حضور مین مجرا کیا کرتے ہین گل مراد سے دامن
بھرتے ہین اس دالان کی بنا کو اٹھتر برس گزرے یہ کتبہ اوس کی
محراب پر کندہ ہے ؎

در حضور خواجۂ ہر دو جہان	آن معین الدین شہ شاہنشہان
چون امیر الہند کان عدل و داد	بحر جود و آسمانِ
یعنی آن نواب والا مرتبت	نام والاجاہ عالی نسب
کامرانِ ملک کرناٹک بود	بندۂ خاص خدا

حسن نیت وصدق ... | بر بنا دہ کرسی جائے لطیف
... ساید مردم اندرین | موجب برکات باشد بالیقین
چون تعمیر والا جاہی | ہم بنایش موقف اللہی است
تعمیرش زدل کردم طلب | وجد درخود کرد دل واکرد لب
... تاریخش بجو در این دعا | باد دایم قایم این فرخ بنا
... شاہ پنج وسی طلب | شد مرتب درمہ پاک رجب

آن فدویان والا جاہی محمد جعفر خان و قادر یار خان و علی محمد خان
... سعادت نمودم - قریب اس دالان کے سمت شرق جو پانی کی سبیل
... اسکو بھی نواب مذکور کی تعمیرات سے مشہور کرتے ہین اسی دالان
... پایان روضہ شریف دروازہ جنوبی کے پہلو سے ملحق دو مجوطے سنگ مرمر
ہین اوس کے اندر کہتے ہین کہ حضرت معین الدین خرد اور شیخ بایزید
... قیام الدین بابریال اور شیخ بدہ مخاطب بہ سید الملک نبیرہ گان
... خواجہ بزرگ آسودہ ہین -

... شاہ قلی خان

یہ مقبرہ محمد تقی بخشی سے جسکا خطاب شاہ قلی خان اور منصب تین ہزار پانصدی
سے عہد اکبر مین ممتاز تھا اپنی حیات مین تعمیر کرایا تھا مگر اسمین اوسکو دفن ہونا
ہوا منتخب التواریخ مین مندرج ہے کہ سن ہجری ایک ہزار آٹھہ مین شاہ قلی خان
اگرہ مین وفات پائی عہد اکبر بادشاہ مین یہ شخص اجمیر کا صوبہ دار تھا
... یک کوس کے فاصلہ پر سمت شرق لب سڑک ایک باغ ابتک شاہ
... ن کا یادگار ہے جسکو یہان کے لوگ میر شاہ علی کہتے ہین الغرض اس مقبرہ

اونچے ہوئے کچھہ کم تین سو سال گزرے فرش ستون اور دیوار
مسجد لداؤ کا ہے قبرون کے تعویذ سنگ ابری وطلائی
صحن مین بہی دور تک سنگ موسی کا فرش اور اسی قسم کے پتہر کا کٹہرا لگا

صندل خانہ

اصل مین یہ مسجد سن ہجری آٹھہ سو اونسٹھہ مین سلطان محمود خلجی نے بنا کی اگرچہ یہان کے لوگ اسکو نور الدین جہانگیر بادشاہ کی مسجد کہتے ہین مگر کسی نے ثابت نہین اور سلطان محمود خلجی کا بنوانا کتب تواریخ سے ثابت ہے چنانچہ تاریخ فرشتہ مین مندرج ہے کہ سن آٹھہ سو اونسٹھہ ہجری مین اتفاقاً کی عرضداشت جو کہ طرف ہاڑوتی کے متعین تہے اس مضمون سے آئی کہ آفتاب اسلام کا ممالک ہندوستان مین اُفق اجمیر سے طلوع ہوا اور خواجہ بزرگوار بہی اوسی بقعہ شریف مین آسودہ ہین لیکن چونکہ تصرف ہے اسلام اور مسلمانی کا نشان باقی نہین رہا یہ عرض سنتے ہی اوسی سلطان محمود خلجی سے اجمیر کو کوچ کیا اور متواتر کوچ کرتا ہوا اجمیر مین پہونچا اور روح پر فتوح حضرت خواجہ بزرگوار سے مدد چاہی مورچال قایم ہوئے اور گجادہر سردار اس قلعہ نے جو رانا کمبہا کی طرف سے قلعدار تہا مع فوج راجپوتون کے قلعہ نشین ہو کر جنگ کی پانچوین روز گجادہر قلعدار سردار قوم راجپوت نامی نامی دلاور اور راجپوت کی فوج لیکر قلعہ سے باہر نکلکر مقابل فوج شاہی ہوا مگر بہادران لشکر اسلام جو کارنامہ رستم و اسفندیار کو بے قدر جانتے تہے اونکے حملہ ہائے متواتر سے ہر کوچہ و بازار مین فوج راجپوت کے کشتون کے پشتے نظر آتے تہے آخر گجادہر لڑائی مین مارا گیا اور جماعت لشکر

مغلوب اور مضرور کا کرتی ہوئی مظفر و منصور قلعہ پر چڑھ
پر قبضہ کر لیا تب سلطان شکر الٰہی اس فتح کا بجا لایا اور طواف مزار
ت خواجہ بزرگوار کا کر کے خادمان و مستحقین درگاہ شریف کو مالامال
ل کر دیا اور یہ مسجد بنائی خواجہ نعمت اللہ کو سیف خان کا خطاب دیکر
کیا اور تواریخ شرسن صاحب سے ایسا دریافت ہوتا ہے کہ ۱۴۵۵ع
سلطان محمود نے اپنے بیٹے کو حاکم اجمیر کا مقرر کیا تھا الغرض یہ مسجد عالی رو
شمالی دیوار سے ملحق ہے دیوارین اس کی خشتی اور سقف سنگین فرش
رکا اندر باہر مسجد کے ہے اب اس مقام فیض انجام مین صندل گھسا جاتا
ہے اسی وجہ سے بنام صندل خانہ کے مشہور ہے سبحان اللہ اس جا ے
پاک کی ہوا کیسی خوشبودار ہوتی ہے کہ اگر ایک لحظہ انسان وہان ٹھیرے
غ معطر ہو جاوے اور یہ وہ مقام متبرک ہے جہان حضور خواجہ غریب نواز عبادت
مین مشغول رہتے ہین بلکہ اب تک نشان حجرہ شریف پہلوے مسجد مین عیان ہین

ت شیخ فریدالدین رض

حسب مسجد سلطان . . . خلجی کے یہ مقام زبدۃ الکاملین حضرت شیخ فریدالدین
کے چلہ کشی کا ہے جنکی درگاہ شہر پٹن مین ہے مشہور ہے کہ آپکی نگاہ کی تاثیر سے
خاک کے تودے کے تودے شکر ہو گیے تھے اس سبب سے لقب آپکا شکر گنج
س کا یہ بھی قول ہے کہ ایک سوداگر واسطے تجارت کے شکر بھر کر لیے جاتا تھا
ت شیخ نے تھوڑی سی شکر اوس سے طلب کی اوس نے جواب دیا کہ یا حضرت
بوروں مین نمک ہے شکر نہین ہے حضرت شیخ نے فرمایا کہ نمک ہوگا سوداگر نے
پر پہونچکر شکر کے بورے کھولے تو سب مین نمک پایا اپنے اوپر

کہنے پر بہت پشیمان ہوا اور شیخ کے حضور مین پہر حاضر ہوا آپ نے ارشا
کہ غم نکر اگر شکر تہی تو پہر شکر ہو جاویگی یہ سنکر جب واپس آیا تو کل بورون مین
شکر پائی چنانچہ خانخانان محمد بیرم خان نے اس قصہ کو نظم کیا ہی جسکا

کان نمک جہان شکر شیخ بحر و بر	آن کز شکر نمک کند وا

الغرض دور تک چلے مین بطور تہ خانہ کے درجے بنے ہوئے ہین بعض
واقفکارون کا یہ بیان ہے کہ حضرت خواجہ کا مزار خام جو زیر گنبد ہے اوسکا
یہی راستہ تہا مگر اب مدت دراز سے راستہ بند کردیا گیا ہے اس چلہ کا دروازہ
ہمیشہ مقفل رہتا ہے سال مین ایک بار پانچوین تاریخ ماہ محرم کو کہو
مگر جو کوئی وارد وصادر سے دیکھنے کا شائق ہوتا ہے اپنے فائدہ کے لیئے خادم
لوگ قفل کہولکر دکہلا بہی دیتے ہین چلہ کے متصل یعنی سلطان محمود خلجی کی شمالی
دیوار سے ملحق حضرت شیخ بایزید خرد جن کا اسم مبارک رفیع الدین اور بایزید خرد
بہ نسبت اپنے جد حقیقی تاج الدین بایزید بزرگ کے کہتے تہے آسودہ ہین قریب
آپکی قبر کے آپکی والدہ اور آپکی بی بی کے مزار ہین اونپر چنبیلی کے درخت چہائے
ہوئے ہین سبز سبز پتون مین سفید سفید پہول کثرت سے کہلے ہوئے طرفہ
ہین گویا جنتی قبر پوش رضوان نے لاکر چڑہایا ہے یا صانع عالم نے اپنی صنعت
سے ایک پہولون کا گنبد بنادیا ہے ظہور رحمت حق عیان ہے کہ بزرگوں کے
مزارون پر پہولون کا سائبان ہے بعض ان مزارون کو حضرت خواجہ معین الدین
کے ازواج مطہرات کے بیان کرتے ہین -

شاہجہانی

مسجد اعلی روضہ شریف کے غربی بنی ہوئی ہے وجہ بنوانے مسجد کی یہ تہی کہ
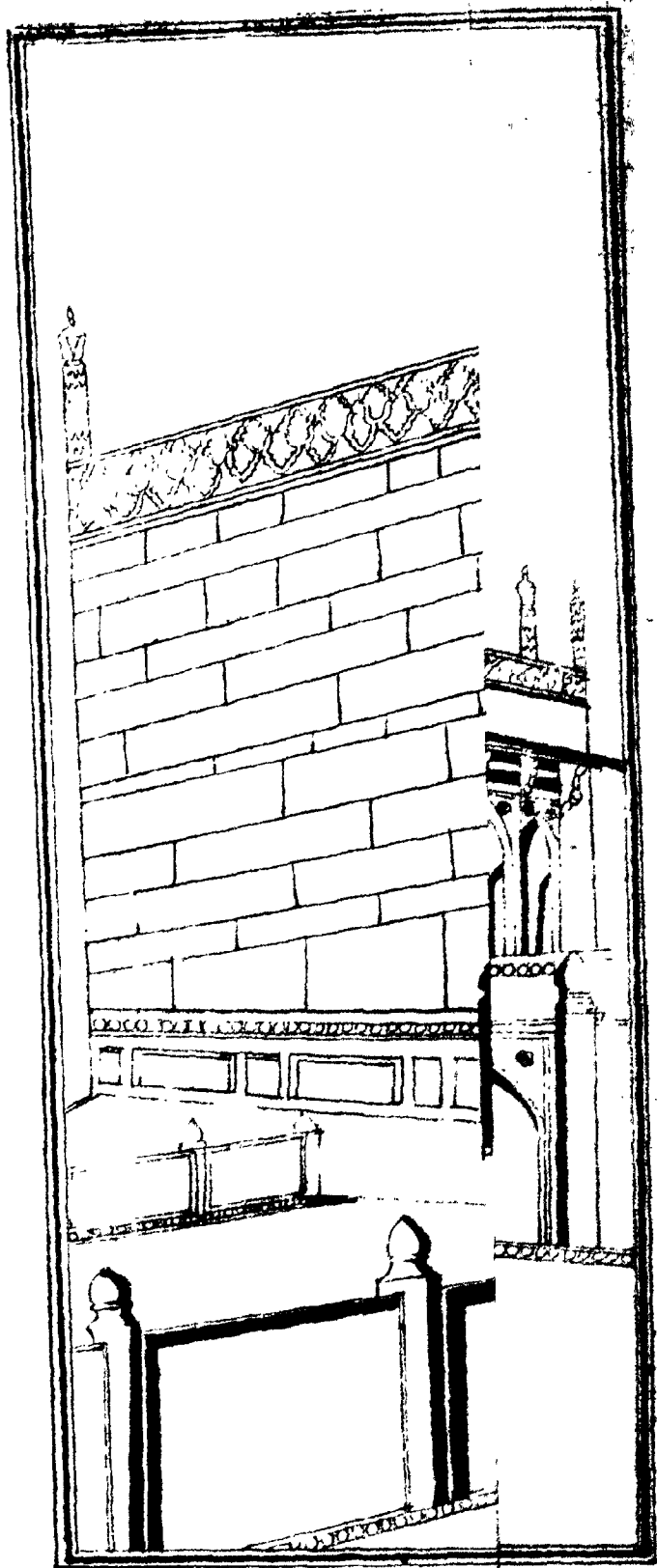
س بعد فتح مد... تا ... ن کو اتفاق اجمیر مین آنے کا ہوا
بزرگ سے مستفید ہوکر دلمین عہد کیا کہ ایک مسجد وسیع و رفیع
پر تعمیر کیجیے الغرض جسوقت کہ سلطان مذکور بلدۂ لاہور مین سریر
اس مسجد کی تعمیر کا حکم دیا صاحب مرآت الاسرار عبد الرحمان چشتی لکھتے
مدت چودہ برس مین یہ مسجد تعمیر کی گئی ہے ۔ شاید کسی باعث سے
شروع ہونیکے بعد کار تعمیر ملتوی رہا ہو تو کیا عجب ہے ورنہ چودہ سال
ہوتے ہین الغرض سال دہم جلوس مین دو لاکھ چالیس ہزار روپیے
صرف کرکے شاہجہان نے اس مسجد کو بنوایا طول اسکا ستانوے گز شرعی
عرض مسجد ۲ گز اور صحن مسجد ستانوے گز شرعی ہے ۔ اور گز شرعی آدم
وی الخلقت کے چوبیس انگشت ہوتا ہے مسجد موصوف کے صحن مین
دروازے ہین ایک جنوب رو اور دوسرا دروازہ شمال رو باقی تین دروازے
ق رو کسی شاعر نے یہ تاریخ تعمیر مسجد کی کہی ہے ؏ قبلۂ اہل زمان شد مسجد شاہجہان
میدل خان طالب کلیم نے تاریخ اتمام تعمیر مسجد مین ایک قصیدہ بڑی دہوم
م کا لکھا ہے یہ چند اشعار اوس کے لکھے جاتے ہین ۔ وہو ہذا

ویمین حرمت اجمیر را فیض قدم	سر نوشت ساکنانش نیست جز خط امان
ین محل فیض ہر حاجت کہ میخواہی بخواہ	میتوان صد دستہ گل بست از یک گلستان
ی کان کعبۂ ثانیست تاریخش بود	کعبۂ حاجات دنیا مسجد شاہجہان

اگرچہ ہو بہو مسجد کی تعریف لکھنی مجھہ جیسے ناچیز کی لاعلمی پر دال اور قوت ناطقہ
سے ادا ہونا اک امر محال ہے مگر تبرکاً و تیمناً اپنی سعادت جانکر نوک قلم سے کار
مانی و بہزاد لیتا ہون اور تیشۂ فرہاد فکر سے شیرین بنیاد فرخندہ بنہاد کا نقشہ
تراشتا ہون واضح ہو کہ یہ مسجد اعلیٰ افضل المساجد ہندوستان سے ہے اگرچہ

اور مسجدون کی تعمیر مین زر خطیر خرچ ہوا ہے مگر یہ بھی لطافت نفاست ملاحت
صباحت مین ایک ہے عجب پُر فضا اور دلکشا تعمیر وسعت رفعت مین بے نظیر فرش
ومحراب ودر ودیوار چہت سنڈیر مینار سنگ مرمر کے اسقدر مصفا کہ تا بشیر ظہور صبح کا نور
نور سحر اونکی تیزی صفا کے آگے ٹھنڈا اونکی آب وتاب چمک دمک اگر سیماب
دیکہے پارہ پارہ ہو جاوے ہیرا دیکہے تو زہر کہا کر مرجاوے سقف پر گنبد زرنگار
نثار محرابون پر عجیب وغریب بہار جن کے دم خم کے روبرو خم ابروے معشوقان
رنگین اداسے آبرو قوس فلک آسمان پر اسی سبب سے پوشیدہ ہے کہ اُنکے
روبرو ایک زال کہن سال پشت خمیدہ ہے۔ستون ایسے کہ شمع کا نور اونکے
مقابلہ مین بے نور اور سرو چمن اونکی سہی قدی کا شہرہ سنکر چکنا چور فرش ایسا
وہ آب وتاب کہ گوہر دریا ہے خجالت مین غرق آب فرش سے تا بہ عرش لاجواب
کرسی پر کرسی فدا زینون کا قرینہ بھی بنا ہر ایک زینہ لطافت بحر ہے یا دریاے
صباحت کی لہر پر لہر ہے سنگ تراشان آزری پیشہ نے تیشۂ جادو تراش
سے عجیب وغریب سنگ مرمر کو تراشا ہے گویا روضۂ رضوان کا نمونہ زمین پر
بنا دیا ہے جدہر نظر جاوے چسپیدگی سے وہین رہجاوے نور کا عالم نظر مین
سماوے انتہاے فرش کٹہرے کے قریب مولسریون کے درخت سبز بخت
آپسمین ملے ہوے کثرت سے پہول اونمین کہلے ہوے جنکی بیٹہ دماغ جانکو مہکاتی
ہے مست خوشبو ایسی کہ مشک اذفر کے دہوئین اوڑاتی ہے سنگ مرمر کی پٹریون پر سنگ
موسی کی پچیکاری مین حرفون کی وہ شان کہ آنکہون کی سیاہی سفیدی
اونپر قربان وسطی محراب مین کلمہ طیبہ بقلم جلی آب زر سے لکہا ہوا ہے ۔
اسی کلمہ اور محراب سے ماہ رجب سن بارہ سو اکیانوے ہجری مین وقت
زیارت تبرکات نبوی صلعم آمد دہلی کے منجانب اللہ آب خنک روز روشن مین دیکہ

خلقت نے اوسکو تبرکاً لیا - باہر کی محرابون پر نو د ہ نام

یہ کتبہ کندہ ہے ۵

ز خاصان فرخند ...   که پیش جلوس ابد اتصال

ین پرور و دین پناه   فلک قدر شاهجهان بادشاه

م صاحب تخت و تاج   که دارد شریعت بعهدش رواج

رفیع رانا بصد عز و جاه   بدولت در اجمیر زد بارگاه

ضمیر حقائق شعار   معین جهان خواجه روزگار

کن پناه و معارف مآب   که دادش فلک قطب عالم ...

روضه پاک مسجد نبود   دلش را تمنای مسجد فزود

ندرا با خدا شد قرار   که ماند از و مسجدی یادگار

لبی بر بنا در زد در فلک   که آن قبله گاه ملوک و ملک

نشسته بر تخت شاهنشهی   ز لطف الهی بفرمان دهی

بست چست و قدم برکشاد   نه از راه و رسم از ره اعتقاد

بتوفیق حق گشت کارش تمام   بنا کرد این مسجد رشد تمام

رهی مسجد پادشاه جهان   که دارد ز بیت المقدس نشان

شاقدر این خانه کز احترام   بود ثانی اثنین بیت الحرام

س حریمی چو قدس خلیل   بوصفش زبان وقف ذکر جمیل

شمارند باکعبه اش توامان   که دیدست مسجد باین فر و شان

دسته مژگان خود آفتاب   که جاروب کش یابد اینجا خطاب

ان در رو کعبه وقت نماز   ز محراب در بر حرم کرده باز

بفرششش گذاری چو روی امید   شود نامه چون سنگ مرمر سفید

طلبگار حاجات دل بستہ اش — بہار مناجات گلدستہ اش
چو شاہ جہان در محل نماز — بحر الش آورد روے نیاز
ز توفیق محراب کرد از دو سو — بیک قبلہ پشت و بیک قبلہ رو
جہان را دو چشمند مردم نشین — یکے خانہ کعبہ دیگر این
نشستہ بمسجد شہنشاہ دین — بو کعبہ پیوستہ مسجد نشین
اجابت زند بر عبادت نیاز — خوش آنکس کہ انجا گزارد نماز
توان کرد در منبرش جان سپند — کزان نام ش
بتکلیف مردم براے نماز — درش چون در توبہ پیوستہ باز
بو خطبہ شاہ تا در خورش — زبان ملایک سزد منبرش
لب حوضش از آب زمزم پرست — ز محراب با کعبہ دربر درست
زبانش ز ہر موجہ بیدریغ — بقطع تعلق کشیدست تیغ
ز سنگش چپسان کار پرداز رنگ — کہ گوئی نباشد ز یک پارہ سنگ
بفرمودہ سایہ کردگار — چو کرد این بنا را قضا استوار
نوشتند تاریخش اہل یقین — بناے شہنشاہ روے زمین

مسجد کے پہلو مین جانب جنوب ایک جہیل گہری جو جہالرہ کے نام سے معروف ہے شاہجہان بادشاہ نے بنوائی ہے تاکہ بمنزل حوض مسجد کے ہو پہلے اس طرف ہو کر نالہ گدہ بیٹلی موسم بارش مین بہتا تہا آگے جاکر یہی نالہ زمانہ گذشتہ مین بنام ابوندی مشہور تہا جب اکبر بادشاہ نے فصیل شہر کی جسکا ذکر اوس کے موقع پر بیان ہوا ہے بنوائی تو اس نالہ کو بازید شاہ درگاہ کی جانب کاٹ دیا اور بند اوسکا بند ہوا یا ورشاہ قلی خان نے جو اکبر کے امیرون مین سے صوبہ دار اجمیر تہا دوسری جانب :

حیات تعمیر کرایا جس سبب سے عمدہ تدبیر آسائش خلق خدا
رہا آدمی اسکا پانی پیتے ہین عمق بہی اسقدر ہے کہ تہ سے پانی
لوگون نے دیکہا ہے کہ خشک سالی مین جسوقت صرف ایک
ہر تہوڑا سا پانی تہا اور اوسوقت لوگ کنٹورون سے بہرتے تہے تب بہی تمام
آدمی اسی طرح پانی لیے جاتے تہے اور دیگین کلان درگاہ شریف
مین پکگئین الغرض جب کسی سال بارش بکثرت ہوتی ہے اوس
یہ حوض لبریز ہوجاتا ہے مہریان چلتی ہین ایک بدررو آستانہ مین
سے ہوتی ہوئی عین بازار مین جانکلی ہے اور دوسری درگاہ مین سے
رہتی ہوئی سمت شرق چلی گئی ہے اون دونون عجب بہار اس جگہہ ہوتی ہے
پانی کا روش ستانہ سے روان ہونا بطون کا حوض مین تیرتے پہرنا عوام کا
ت خواجہ خضر کے نام کی ناوین چہوڑنا اور کشتیون پر چراغون کی روشنی
سے آگ پانی کا یکجا معلوم ہونا عجب کیفیت دکہاتا ہے اس جہالرہ کے
بی طرف سے نقشۂ درگاہ شریف کینچا گیا ہے جو شمال جہالرہ کے
اقع ہے اسمین وہ تعمیرات نظر آتی ہین جو درگاہ شریف کے درجہ اول
امین اور اوس سے ملحق ہین۔

چاریار

مع مسجد کے غربی یہ مقام چاریار کے نام سے مشہور ہے اس احاطہ کے
اندر مزارات صلحا کثرت سے ہین مگر چار مقبرے چار دیواری کے اندر اون
زرگوارون کے جو حضور خواجہ بزرگ کے ہمراہ آئے تہے سب بنے ہوئے ہین
و اسنکے بڑے بڑے مردان خدا کا مسکن ہے گویا یہ ٹکڑا بہی عندلیبان

ش قدس کا نشیمن ہے حضرت مولانا شمس الدین
د چبوترہ سنگ مرمر کا نہایت پاکیزہ اور خوشنما بنا ہوا ہے عجب و غریب مقام
ہے آدمی اوس جگہہ پر کبھی اوداس نہو ہر چند کوئی اوسکے پاس نہو۔

اولیا مسجد

مسجد قلندری سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے دور تک گرد اس کے
فرش مصفا بنا ہوا ہے مسجد کے شرقی اور شمالی والا نہاے دلکش اور حجرہ
جنت بخش بنے ہوئے ہین اولیا مسجد اسکا اسواسطے نام مقرر ہوا کہ حضرت
خواجہ غریب نواز اسی مقام متبرک پر نماز پڑہا کرتے تھے بعضون کا یہ قول ہے
کہ اس مقام پر راے پتہورا کا شترخانہ تہا مگر کتاب مونس الارواح مین لکہا ہے
کہ یہان شادی جن کا بتخانہ تہا پس بتخانہ سے شترخانہ کا کیا علاقہ چنانچہ اس
بتخانہ کا بیان چوتہے باب کی تیسری فصل مین رقم ہوا ہے۔

سید نظام کا مزار

اولیا مسجد سے متصل نظام سقے کی قبر نہایت خوش قطع بنی ہوئی ہے
کہ چبوترہ کے گرد جالیدار کٹہرا ہے اور وسط چبوترہ کے تعویذ مزار پر
گل بوٹے بیل پتے کندہ ہین اور تین عمدہ قسم کے پتہرون کی پچیکار
تہی مگر لوگ سب اوکہاڑ کر لیگئے زمانہ سلطنت شاہان مغلیہ مین اس
مزار پر زرین شامیانہ نقرئی استادون پر کہنچا رہتا تہا جب عالمگیر بادشاہ
اجمیر شریف مین آیا اور درگاہ معلی مین حاضر ہوا بسبب عدم تعرف کے مرقد
مطہر حضرت خواجہ بزرگوار کا سید نظام کی قبر پر دہوکا ہوا اتنے مین لوگون

میان نظام سقے کی یہی قبر ہے اوسوقت بادشاہ موصوف نے
ش یا آفتاب پر تو ندارد اور وہ سب آرایش جو قبر پر تہی لٹوادی یہ وہ
الدین محمد ہمایون بادشاہ نے مع فوج کے گھوڑے
کے پاس گنگا مین ڈالا تہا اور اوسوقت بسبب برسات کے دریا ئے
نہایت جوش و خروش پر تہا بادشاہ کی سواری کا گھوڑا ڈوب گیا اور
ن غوطے کہانے لگا اوسوقت نظام نے جو مشک پر سوار تہا بادشاہ
ڈوبتے دیکھکر ہاتھ پکڑ لیا اور دریا کے پار بآسانی اوتار دیا ہمایون نے نام
دریافت کیا جواب دیا کہ بندہ کو نظام کہتے ہین ہمایون نے تفاعل نیک جانا
کہا کہ انشاء اللہ تعالی ہمارا کام نظام پکڑیگا اور یہی اوس سے فرمایا کہ جو کچھہ
ہش ہو بیان کر جواب دیا کہ جسوقت حضور اگرہ مین پہونچین آدہے روز
تخت سلطنت پر جلوس کرنیکی آرزو رکہتا ہون بادشاہ نے منظور کیا اگرہ پہونچکر
شاہنشاہ تاج بخش نے میان نظام کو سلطان نیم روز بنادیا اراکین سلطنت
حکم ہمایون کے مطیع فرمان ہوئے جو حکم دیا فوراً اس کی تعمیل ہوئی اسکے
سلطنت کی یہ بات آجتک مشہور اور معروف ہے کہ مشک کاٹا کر
م کے دام چلائے تہے بعد مرنیکے یہان دفن ہوا کیون نہو بہشتی بندہ تہا
تعمیرات کا بیان یہانتک راقم نے لکہا ہے یہ کل تعمیرین روضہ منورہ
کے پورب پچہم اوتر دکن ہین سب کی سب دلچسپ اور قابل دید اگرچہ اس
ن مین کثرت سے امرا و صلحا کے مزارات بنے ہوئے ہین مگر منجملہ اون کے
اہر کی کے پاس روضہ شریف کے شرقی شیخ میر جو امراے نامی و گرامی رفیقان
ارا شکوہ سے تہے اور سن ایک ہزار اونتر ہجری مین بمقابلہ فوج عالمگیر قلعہ تار اگرہ پر
ست ہوئے تہے دفن ہین متصل انکی قبر کے شاہ نواز خان عالمگیری جو بڑا بہادر اور

نامی دلاور تھا اور اسی محاربہ مین دارا شکوہ کی فوج کے ہاتھ سے قتل ہوا تو
نون ہے ان دونون نعشون کو نہایت اعزاز و احترام سے عالمگیر نے دفن کرایا ان قبرون پر کندہ کاری کا کام بہت باریک کیا ہوا ہے قبر یک
کے باپ کی قبر تھی مگر جب اوسکے بیٹے ملو اقبال خان نے جو سلطان محمود خلجی کیطرف سے پہلے تو اجمیر کا حاکم تھا اور بعد فوت سلطان کے خود بادشاہ ہوگیا
علماء اجمیر پر ظلم کرنے لگا یہانتک کہ قاضی ادریس دہلوی کو پہلے تو بے جرم
کردیا اور چندے قید خانہ مین رکھکر قتل کروا ڈالا جب یہ خبر سلطان
کو پہونچی شیر خان چندیری وال اور محمد خان ناگوری کو حکم دیا اور باتفاق ہمدیگر کے
دونون نے ملو اقبال خان کو اجمیر مین شکست دی اور اوس کے باپ
کی قبر کو کھدوا کر ہڈیان اوسکی باہر پھکوا دی گئین ابتک اوس کا تعویذ کندہ کیا
ہوا معلوم ہوتا ہے چھتری دروازہ کے قریب میرزایان مندسور کے مزار
جو مادھوجی سیندھیا اور دولت راؤ سیندھیہ کی طرف سے اجمیر کے حاکم
رہے ہین چنانچہ میرزا عادل بیگ صاحب جو ایک نامی امیر تھے اٹھارہ
سن گیارہ سو بیاسی ہجری مین فوت ہوئے یہ تاریخ اونکی وفات کی لوح مزار پر
کندہ ہے ۵

تسع عشرین ز شوال در آن دم بوده ہاتفِ غیب ز تاریخ چنان فرموده		واصل رحمت حق گشت بفضل میرزا عادل باعدل بخلد آ

انکے مزار کے پہلو مین مزار اوس صحن مین روضۂ شریف سے شرقی حصہ مین
ہے سوائے اور قسم کے درختون کے برنے کا درخت بڑا پرانا ہے اسی واسطے
ایک ستون سنگ جو کسی بتخانہ کا معلوم ہوتا ہے اور غالباً اسی بتخانہ کا ہو جسے
توڑ کر یہ درگاہ اوپر اوسکے بنائی گئی ہے درخت کے پہلو مین لگادیا۔

لوگ اسکے تہانولے مین دودہ ڈالتے ہین اور یہ نقل مشہور ہے کہ اجیپال
اسنے پتہورا کا گرو تہا اوس نے زور سحر سے مار خونخوار کو حضرت
بزرگوار پر پہینکا تہا آپنے اوسکو مار کر یہان گڑوا دیا تہا بعد چند روز کے
مقام پر کہ سانپ کو گاڑ دیا تہا یہ درخت پیدا ہوا تاثیر اسکی یہ ہے کہ جس کسیکو
کہاوے اوسکے پتون کو پیس کر پلا دیتا فوراً اثر سم کو زائل کرتے ہے
روایت کتاب مونس الارواح مین بہی لکہی ہوئی ہے پنجشنبہ کو شہر کے
اکثر یہان جمع ہوتے ہین کسبیان بہی شہر کی جاتین ہین الاسرکار
مذہبی کی سلطنت سے پہلے اژدحام خلایق کا بکثرت ہوتا تہا اب بہی
بہرا ہست اجمع ہورہتا ہے مرہٹہ کی عملداری مین طوایفون کو حکم تہا کہ جمعرات
دن درگاہ کے مجرے کو ناغہ نکرین پہر کیا تاب وطاقت تہی کہ گہر مین بیٹہہ
رہین اب جسکا جی چاہا گئی اور جسکا جی نہ چاہا نہ گئی مگر سو پچاس خادم ہر وقت
رہتے ہین انہین لوگون کا چوکی پہرا رہتا ہے اور کل سامانِ درگاہ انہین
کی تحویل مین وارد وصادر کو یہی لوگ زیارت کراتے ہین روپیے پیسے کوڑی
اکثر نیان زیارت کرنیوالون سے پاتے ہین اکثر آزاد منش فقرا صلحا اس
اس لحاظ سے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ یہان آسودہ
ہین اپنا وطن چہوڑ دینا دون سے ہاتہ اٹہا حق سے لولگا یہین رہنا اختیار
کرتے ہین علاوہ انکے مولوی حفاظ بہی واسطے تعلیم وتلقین طلبا کے مقرر ہین
تنخواہ اونکی سرکار درگاہ سے ملتی ہے چنانچہ بائیس گانون مصارف درگاہ
کے لیے زمانہ سلاطین سلف سے نذر ہین آمدنی سالانہ ان دیہات کی تخمیناً
چالیس ہزار روپیے ہین۔

درجہ دوم درگاہ شریف

یہ دوسرا درجہ روضہ شریف کے سمت شمال واقع ہے جسقدر وسعت درجہ اول
کی ہے اتنا ہی یہ درجہ بھی فراخ ہے مگر بہ نسبت درجہ اول کے تعمیر ... سا
...ین بہرحال جسقدر موجود ہین اونکا ذکر ہم سمت شمال سے کرتے ہین۔

بلند دروازہ

افضل العمارت اس درجے کی بلند دروازہ ہے جسکو سلطان محمود خلجی نے اپنی
نیک نیتی و بلند ہمتی سے بنایا جبہ بادشاہ مذکور کے آینکی راقم لکھ چکا ہے یہ دروازہ
شاندار سنگ سرخ سے بنایا گیا ہے اسکی بناکو کچھہ اوپر سوا چار سو برس گذرے
فرش سے چھتریون تک پچھتر فٹ بلندی رکھتا ہے ایسا دروازہ متین
اور سنگین اس صوبہ مین سواے تعمیرات اجمیر شریف کے جنکا حال ... ...
بیان ہوگا دوسرا نہین ہے اس کے نیچے کھڑے ہوکر اگر کوئی آدمی بلندی پر نظر ...
تو اوس کو اپنی پگڑی اور ٹوپی سنبھال کر دیکھنا پڑے اور اگر دروازہ پر چڑہ جاوے تو
نیچے کے آدمی چھوٹے چھوٹے نظر آوین فرش سنگ مرمر کا اندر باہر دروازہ
کے نہایت ستھرا سنگ موسی کی پٹریان اور خانہ بندی سے طرز نو پیدا ...
دونون طرف قرینے سے مصفا محراب کے اندر قمقمہ طلائی اور ریچیون پر
سنہری کلس خوشنما معلوم ہوتے ہین اگرچہ عوام اس دروازہ کو ...
کا تعمیر کرایا ہوا کہتے ہین اور کاخ دلکشا اسکی تاریخ بتاتے ہین محقق ...
جس دروازہ کی تاریخ کاخ دلکشا ہے وہ اور ہے ذکر اوس کا باب سوم
کی تیسری فصل مین مفصل لکھا گیا ہے قصہ مختصر یہ دروازہ دس چھتریو
بھی کہلاتا ہے تین تین چھتریان تو شمالی درجہ بدرجہ دروازہ سے ملحق او
دروازہ کے اوپر اور دو چھتریان جنوبی پہلو مین مگر شمالی چھتریان ...
پہلے تعمیر معلوم ہوتی ہین کس لیے کہ یہ عمارت قدیم جینیون کے مندر
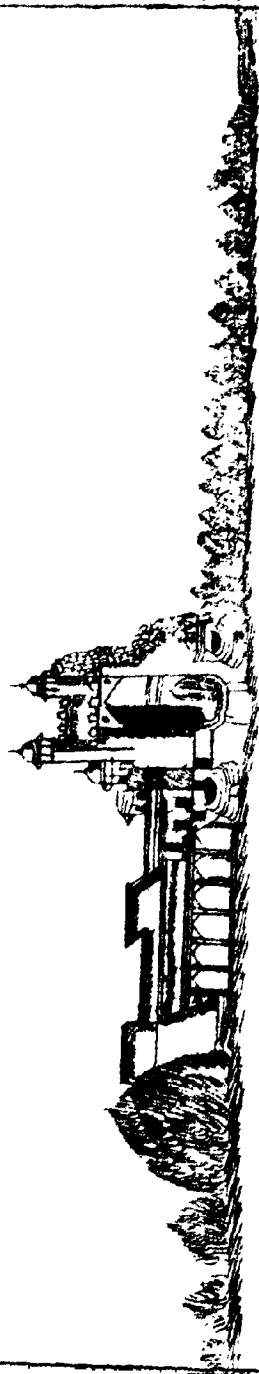
نقشہ بلند دروازہ واقع درگاہ شریف

مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ

. ہر ایک منزل کے ستونوں پر جین مذہب
مین مسخ کی ہوئین موجود ہین غالباً یہ درجا قدیم تبخانہ کا ہے بلکہ
سکے صحن جنوبی مین چارون طرف قطار در قطار مکانات قدیم کے آثار موجود
فرش کے نیچے بہی تہخانہ کے طور پر ایک درجہ بنا ہوا ہے عہد شا
م مین دروازہ قدیم جو بطور چہتے کے تہا توڑ واکر یہ بلند دروازہ محراب دار
اگرچہ زر تعمیر کتب تواریخ مین نظر نہ آیا مگر غالباً قریب ایک لاکہہ روپیہ کے
لاگت مین صرف ہوا ہو۔

دیگدان

دروازہ کے متصل سمت غرب دیگ کلان اتنی بڑی ہے کہ شاید نظیر اوسکی
کسی مقام پر نہو وجہ اسکی بنا کی یہ ہے کہ جلال الدین محمد اکبر شاہ نے جب ۱۳
ہی نوسو چوہتر مین چیتور گڈہ کو فتح کیا قبل از تسخیر قلعہ کے یہ عہد کیا تہا کہ بعد
کہ پیادہ پا اجمیر شریف کو واسطے زیارت حضرت خواجہ بزرگ
س سرہ کے کہ اجمیر مین نور گستر ہین جاؤنگا اور دیگ کلان بنواکر آستانہ
لی مین چڑہاؤن گا چنانچہ بعد فتحیابی کے قلعہ چیتوڑ گڈہ سے واسطے ایفای ندر
نہایت عقیدت سے لشکر ظفر پیکر تک پیادہ پا آیا شنبہ کے روز
ت اونتیسوین شعبان سن مذکور کو فوج کا کوچ ہوا بادشاہ نے پیادہ روی
رکی اور حکم دیا کہ لشکر کے لوگ سوار آوین اسیطرح منزل بمنزل شدت
ارت ہوا اور طپش ریگ بیابان مین قدم شوق سے راہ قطع کرتا تاریخ ہفتم
ن المبارک روز یکشنبہ کو اجمیر مین داخل ہو کر بدستور معہود متوجہ زیارت
ہ عالی ظرفت نے دیگ رویین واسطے نیاز حضرت خواجہ معین الدین

چشتی کے طیار کروائی میر علاء الدولہ نے جنکا کافی تخلص تہا یہ تاریخ
دیگ کی کہی ہو ہذا

شاہ دین پرور و جمشید سریر	خسرو عہد محمد اکبر
اخت بے شبہ پے فتح چیتوڑ	دیگ رویین تن اژدر پیکر
تاریخ وے از عالم غیب	دیگ چیتوڑ کشا شد

دیگ خرد

بلند دروازہ کے متصل جانب شرق جو دوسری دیگ ہے سن ہجری ایکہزار بائیس مین نور الدین محمد جہانگیر نے بنوائی اس بادشاہ نے تزک جہانگیری کے اٹہوین جشن مین لکہا ہے کہ دیگ کلان اکبر آباد سے طیار کراکر روضہ متبرکہ خواجہ بزرگ مین نیاز مند نے لاکر چڑہائی اور اوسمین طعام واسطے ساکینون کے پکوایا گیا پانچ ہزار آدمی اوس کے کہانے سے شکم سیر ہوئے بعد طعام زر نقد وغیرہ دیکر رخصت کیا تاریخ بنا دیگ کی یہ ہے ع بدنیا باد دایم نعمت دیگ جہانگیری ؛ اس مصرعہ سے سن ایکہزار بائیس ہجری نکلتے ہین کہ بسبب گزرنے زمانہ دراز کے اکثر جا پر دیگ ہائے مذکور مین سوراخ ہو گئے تہے اللہ تعالے نے ملا مداری مدار المہام ریاست گوالیار کو یہ توفیق بخشی اوس نے سن ہجری بارہ سو چہیاسٹہ مین واسطے فیض عام اور بقاے نام کے سیٹہ اکہے چند مہتہ کے اہتمام سے از سر نو دونون دیگون کو بنوا دیا چنانچہ محیط دیگ کلان کا انگریزی گز سے جو اندنون مین رائج ہے ساڑہے تیرہ گز ہے اور خرد کا بہی اسی انداز سے قیاس کرنا چاہیے یہ تاریخ طبعزاد جواہر علی پیرزادہ کی دیگونکے گلو پر کندہ ہے۔

ارمی کردو تعمیر دیگ | باو نامش درجہان روشن بمثل آفتاب
اسکے چندش بنوده اہتمام | گفت ہاتف سال تاریخش جہان نشد فیضیاب

لتمند لوگ انلو ایام عرس شریف مین پلواتے ہین زردہ شیر بخت طعام
صرف ہوتا ہے بڑی دیگ مین سون برنج اور چھوٹی مین اسی من پکتے ہین اسی
رہ کے موافق گھی شکر میوه مصالحہ زعفران وغیرہ قیاس کرلینا چاہیے
گے۔ کھانا گرما گرم دیگ کے اندر سے نکالا اور لوٹا جاتا ہے لٹنے وقت
لطف نظر آتا ہے چھوٹا بڑا جوان بڈہا انکے لٹنے کی کیفیت دیکھکر محظوظ
تا ہے حتی کہ صاحبانِ عالیشان بہی اس کیفیت کو بشوق تمام دیکھتے ہین اور
وافر اوٹھاتے ہین۔

مجلس خانہ

دوم مین یہ دالان رفیع شرق رویاپچ درکا میر حفیظ علی صاحب مرحوم
آستانہ کے اہتمام سے سن ہجری بارہ سو ستتر مین تعمیر ہوا پیشتر جیسا
اد تردد کن دالان مذکور کے صحن مین دالان ہین یہان بہی اوسی قطع کا دالان
کرسی دار بنا ہوا تہا مگر چونکہ وسعت و رفعت اوسمین اسقدر نہ تہی اسلیے
اوسکو منہدم کراکر یہ دالان بنایا گیا تخمیناً چہ ہزار روپیہ سواے مصالحہ دالان
قدیم کے اسکی تعمیر مین سرکار درگاہ کا صرف ہوا ہے الغرض تین طرف یہ دالان
ہین اور اونکے صحن کے شرقی راہ آمد و رفت روضہ کی ہے عرس شریف مین اسجگہ
مجلس ہوا کرتی ہے اسی وجہ سے بنام مجلس خانہ معروف ہے اسکے آگے ایک
دروازہ خوش قطع شمال وجنوب رو بنا ہوا ہے دروازہ کے شرقی پہلو مین ایک مختصر سا
دالان پٹی پوش ہے جسکے روبرو حوض مربع بنا ہوا ہے اگرچہ یہ حوض اب مدت

سے خشک اور بے آب ہے مگر زمانہ سابق مین پانی سے بھرا رہتا تھا فوارہ
چلتا تھا اس حوض کے پہلو مین ایک دروازہ ہے جس کو سبیلی در
ہین - المختصر ان دونون دروازون کے جانب داخل روضہ شریف
کا فرش ہے اور اس طرف یعنی درجہ دویم مین سرخ پتھر کا مگر شرقی حصہ مین
سنگ مرمر کا ہے شاہ نصیر الدین کہ اپنے وقت مین صاحب کشف و کر
و خلا صہ اہل ریاضت تھے اسی مقام مین مدفون ہین متصل انکے مولانا کافی
رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے اکثر لوگ آپکی کرامت کے قائل ہین اس چبوترہ
کے نیچے بتخانہ تھا عہد سلاطین اسلام مین اتنا تغیر و تبدل ہوا کہ بتونکو توڑ ڈالا
گیا اور باقی عمارت بدستور قایم رہنے دی اس چبوترہ کے شرقی شمالی حصہ مین
دالان بنے ہوئے تھے اونمین مجاورون نے دیوارین کھینچکر حجرے بنا لیے
ہین اس صحن مین ہشت پہلو چھتری بشکل گنبد کے بنی ہوئی ہے اوسکے اندر اژدہا
کا فتیل سوز کہ جسکو صحن چراغ کہتے ہین قد آدم اونچا نصب ہے مشہور ،
یہ صحن چراغ اکبر بادشاہ نے قلعہ چیتوڑ گڑہ سے لاکر چڑہایا ہے اور بعض آدمی
کہتے ہین کہ یہ صحن چراغ اسی قدیم بتخانہ کا ہے جو شاہانِ غوری کے عہد مین
مسمار کیا گیا صرف یہ چھتری مع صحن چراغ واسطے نمود شوکتِ اسلام کے باقی
رہنے دی اور اوس بتخانے کو توڑ کر یہ درجا اوس جگہہ بنایا گیا واللہ اعلم بالصواب -

لنگر خانہ

اسمین کوئی تعمیر ایسی نہین ہے جسکی خوش وضعی کا ذکر کیا جاوے صرف شمالی رخ
ایک دالان وسیع بنا ہوا ہے اور صحن مین ایک چھتری ہے دالان مذکور
در مین آہنی کڑہاؤ ہے جسمین ہر زمرہ غلہ جو کا لنگر پکا کر غریبون کو تقسیم ہوتا ہے

کوچو کا لنگر ہے مگر حضرت خواجہ غریب نواز کے تصرف سے اسکا ذایقہ
، کہ اکثر دولتمند بھی اوسکو ذوق شوق سے پیتے ہین اور متوکل گوشہ نشین
حکم من و سلوار کہتا ہے چنانچہ سائین شاہ سردار صاحب نے
ہ لنگر کی تعریف مین بہت خوب فرمایا تھا دو شعر اوسکے جو ایک شخص کو
لکھے جاتے ہین ؎

لنگر خواجہ غریب نواز	عاشقون کے لیے ہی شیر جنان	
ملی لیا جب تو پھر نہین معلوم	کہ سخی ہے کدہر بخیل کہان	

درجہ سوم

بلند دروازہ کے شمالی چھوٹا سا چوک ہے اوسی کے شرقی سمت دروازہ اور حجرے
سئے ہین اور چبوترہ پر حضرت مولانا شمس الدین معروف بہ سید احمد آسودہ
ین خرق عادات کا انکے ایک زمانہ گواہی دیتا ہے اور ایک عالم نور کا آپکے مزار پر
تا ہے۔

اکبری مسجد

یہ مسجد سن ہجری نوسو اٹھتر مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے تعمیر کرائی ہے اگرچہ
تمام مسجد مین بیشتر سنگ سرخ لگا ہوا ہے لیکن محرابون پر سنگ مرمر کی پچیکاری
ن لاجوردی کا کام نہایت خوشنما ہے طول اسکا ایک سو چالیس فٹ اور اسیقدر
ر سات مع صحن اور دروازہ کے ہے بیچ کی محراب چھپن فٹ بلند ہے اور اسکے
بازوؤن پر سنگ مرمر کے منار اوسط درجے کے بنے ہین اس مسجد کے صحن مین
حوض خشتی ہشت پہلو بنا ہوا ہے مسجد کے پیچھے جو کنوان تھا اوس کا پانی حوض
مسجد مین آتا تھا اب وہ کنوان بھی اٹ گیا اور حوض بھی بگڑ گیا بلکہ مسجد بھی غیر آباد

ہے جب کبھی مسجد آباد ہوگی اور حوض پانی سے لبالب رہتا ہوگا فوارہ
چلتا ہوگا تو کیا کچھ زینت ہوگی جیسی یہ مسجد سنگین اور محکم ہے ویسا ہی زینے کے
اوپر دروازہ رنگین اور مستحکم خوش وضعی اوسکی قابل تعریف اور پچیکاری لایق
توصیف ہے مسجد کے قریب سمت جنوب ایک قدیم دالان بنا
کے نام سے مشہور ہے رجب کی پانچوین تاریخ قریب دوپہر کے یہان محفل عرس
منعقد ہوتی ہے صاحب سجادہ نشین آستانہ خواجہ غریب نواز بانی محفل ہین
معززین شہر اور جمیع مشایخین کو جو عرس مین حاضر ہوتے ہین بلوا کر کہانا کہلواتے
ہین قوالی راگ سنواتے ہین۔

مقبرہ خواجہ حسین

یہ مقبرہ شاہجہان کی مسجد سے غربی سنگ مرمر کا سن ایک ہزار سینتالیس
ہجری مین تعمیر ہوا ہے اسکے اندر حضرت خواجہ حسین اجمیری آسودہ ہین اس
کا نقشہ بعینہ خواجہ صاحب کے روضے کے مطابق ہے مگر جیسا طلائی او
کام علاوہ اور جلوس کے اوسمین ہے اسمین نہین صرف مزار کے گرد سیپ
کے کام کا چہپر کہٹ بہت نادر بنا ہوا ہے شاہجہان بادشاہ کے
مین سید دلاور کے اہتمام سے یہ مقبرہ طیار ہوا ہے اگرچہ اسکے بنوانے والے کا
حال کتب تواریخ مین میری نظر سے نہین گزرا لیکن جامع مسجد شاہجہانی اور
نقارخانہ اور یہ مقبرہ ایک وقت مین تعمیر ہوا ہے غالباً شاہجہان یا جہان آرا
بیگم بنت شاہجہان نے اس مقبرہ کو بنوایا ہو واللہ اعلم بالصواب اس در
دروازہ کی محراب پر کتبہ کندہ ہے ؎

شد از توجہ ہادی و مرشدی و معین | شہنشہ دوسرا خواجہ معین الدین

سولہ کھنبہ

در سن ہجری ایک ہزار ستر مین شیخ علاء الدین نے تمام و کمال سنگ مرمر بنوایا ہے سولہ ستون بلند وسط مقبرہ مین قرینے سے لگے ہوئے ہین اسی سبب سے بنام سولہ کھنبہ کے مشہور ہے ستونون کے گرد سنگ مرمر کا بہت سا کٹہرا لگا ہوا تہا اب کہین سے ہے اور کسی جگہہ کا اوکہڑ گیا برج اوسکا لداؤ کا اونچا سا ہے در و دیوار محراب مرغول تناسب سے خالی نہین فرش مین قسم قسم کے رنگ کی پچیکاری کی ہوئی ہے اور قبرون کے تعویذ بہی اقسام سنگ کے رنگ برنگ ہین شرقی محراب پر یہ کتبہ کندہ ہے

مقبرہ بنہاد شیخ علاء الدین | کہ باد عاقبت او بجنت ارزانی
بجوار مرقد آن شاہباز عرش نشین | کہ زیر شہپر او ہر جنہ مسلمانی
فکر در پئے اتمام سال رفتہ خرد | بگفت روضہ مرتب شدہ بآسانی

بالشت کی چہتری

یہ چہتری متصل سولہ کہنبے کے دروازہ کے سر دل پر ہے جسکی وسعت ایک بالشت سے زیادہ نہین بنی ہوئی ہے گنبد اس کا لداؤ کا ہے اور ستون سنگی ہین دس آدمی کی اوسکے اندر جب بسے نشست ہے اصل مین یہ دروازہ خواجہ حسین کے محوطہ کا تہا اب اوس محوطہ کا تو نشان تک پایا نہین جاتا لیکن یہ دروازہ ابتک قایم اور موجود ہے۔

نقارخانہ

یہ تعمیر سن ہجری ایک ہزار سینتالیس مین شاہجہان بادشاہ نے
اس کا دروازہ سنگ سرخ کا ہے دروازہ کے اندر باہر فرش پاکیزہ گچ
کا مصفا اگرچہ نقارخانہ مین جوڑیان نقارون کی عمدہ عمدہ ہین مگر ایک جوڑی بنا
کلان سے مشہور ہے کہ اسکو اکبر شاہ نے چیتوڑ گڈہ سے لاکر چڑہایا تھا صبح ؛
دوپہر سہ پہر آدہی اور پچھلی کو نوبت بجا کرتی ہے دروازہ کی محراب پر کلمہ طیبہ
جلی لکھا ہوا ہے اور یہ شعر کندہ ہے ؎

بعد شاہجہان بادشاہ دین پرور		زد و دو ظلمتِ کفر آفتاب دین ۔

فصل چوتھی

خاص بازار

یہ بازار سن ہجری نو سو اٹہتر مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے تعمیر کرایا
دوکانین پختہ لداؤ کی خوش انداز و رنگین فرش بازار سنگین بازار کے شروع
مین یعنی درگاہ کے زینے کے پاس گلفروش حلوائی کبابی بیٹھتے ہین اور
مین ہر قسم کے دوکاندار عطرفروش صراف بزاز عطار بساطی رنگریز کنار شر
تنبولی پنساری غرض سب قسم کے سودے والے بیٹھتے اور سودا بیچتے ہین
کہتے ہین کہ زمانہ اکبر بادشاہ مین جب اکبر یہان آتا تھا اس بازار مین
مینا بازار لگایا جاتا تھا ہر دوکان پر معشوقانِ طناز کی گرم بازاری ہوتی تھی ۔
اور شہزادیان سودا خریدتی تہین اوسوقت اس بازار مین کیا کیا تکلفات
شاہانہ ہوتے ہونگے مگر اندنون بہی اس بازار کی دونی بہار ہے یعنی
اون دوکانون کے چبوترون پر حسب الحکم ارسطو فطرت فلاطون ؛ ؛

صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر اجمیر کے مالکان دوکانین نے برآمدے اور کمرے
دنا جس سے ایک درجہ بھی زیادہ ہوگیا اور بازار کی زینت بھی بڑھگئی
زار کے شمالی طرف سے نقشہ درگاہ شریف کھینچا گیا ہے اسکے اندر نصف
اور نقارخانہ اور بلند دروازہ اور پہاڑ وغیرہ دکھلایا گیا ہے اس بازار کی
بڑی غلہ فروشون تک چھرہ کپتان ایڈمنشین صاحب بہادر
پرنٹنڈنٹ سابق کی تاکید و اہتمام سے تعمیر ہوئی کا ادبھی رونق ہوگئی
زار اکبر بادشاہ کا تعمیر کیا ہوا ہے اور کل دوکانون کے درون مین ہوکر
راستہ تھا دوکانون پر پردے پڑجاتے تھے اور دوکاندار باہر آجاتے
تھے مستورات محل اکبر بادشاہ پاپیادہ دولتخانہ شاہی سے کہ جسے اب
لت باغ کہتے ہین زیارت خواجہ غریب نواز کو آکر مشرف ہوتی تھین۔

محمد کی مسجد

مسجد خاص بازار کی دوکانون کی چھت پر سید محمد نے عہد سلطنت عالمگیر
ن بناکی اگرچہ عمارت مسجد کی شان ظاہری مین چندان مشہور نہین ہے مگر چونکہ
ت جو اسکی محرابون پر بخط نستعلیق کندہ ہے لکھنا ضرور ہوا ۵

خوشا دور شہنشاہ جہان فاتح گیر
گر شاہی کہ آمد زیب اورنگ تقی
و عادل شہنشاہ ولی والی کزو
مے ترا و وا ز درد دیوار دین
بجا شد مسجد و محراب منبر کو بکو
خطبہ میخوانند از واللیل والشمس الضحیٰ
آن مسجد کہ نور دیدہ اہل یقین
قدوہ ارباب دین سید محمد مجتبیٰ
نشین قطب ربانی معین ۱۱ ء
ہر زمان ہر وقت محبوب جناب کبریا
آگہ گرامی مسند پیران چشت
زینت آرائے نگارین نقش ایوان ہما

اگر بر پا مایہ عقبیٰ برائے عالمے
ماشاء اللہ بے تکلف از بلا یک بگزر
بو ناجی در پے تاریخ سال او خرد
سہر عاصیار
ہر کہ باشد اندر و یک لحظہ بار
گفت کو بیت المقدس

اور طاق مسجد مین یہ تاریخ کندہ ہے

ساخت چون سید محمد بہر حق
گفت ہاتف سال تاریخ بنا
مسجدے زیبا انا
حسبتہ للہ بیت

شاید یہ سبب ہے جو پتھر ابون پر اور طاق مین منصوب ہین اس
اور کہین سے لا کے لگا دئے گیے ہون۔

مسجد میا بائی

یہ مسجد خاص بازار کے درمیان دکا کین شرق رویہ سے ملحق،
سنگ سرخ کی تعمیر ہے اسکے پانچ در عالیشان ہین اندر صندلہ شفاف
مین فرش سنگین اور صاف جانب شمال صحن مسجد کے کنوان پختہ اور جا
جنوب حجرے بنے ہوئے ہین یہ مبارک بنیاد سن ہجری ایک ہزار
مین بنا ہوئی ہے محراب پر کلمہ طیبہ اور سن تعمیر اور نام میا بائی کا کندہ
مگر ٹھیک ٹھیک حال میا بائی کا معلوم نہین ہوتا کہ یہ کون نیک بخت
پہلے مسجد کے اندر سنگین فرش تھا اب صندلہ کر دیا گیا ہے
و بیرونی و چاہ پختہ و حجرے کی تعمیر مولوی سراج الدین احمد کے اہتمام سے
ہے اصلی نہین ہے خدا اوسکے مہتمم کو جزائے خیر بخشے
رحمت کرے۔

مسجد تلوندی

تہا مین یہ مسجد تلوکدہی بنت بیان تانسین نامی کلاونت
ئے ہے بے مثال گویا ملازم شاہنشاہ اکبر تہا قبر اس کی گوالیار مین
ہ حضرت محمد غوث گوالیاری ہے تین محرابین بڑی بڑی بنی
ہے گے مسجد کے رجو بازار واقع ہے اسیلئے صحن اسکا مختصر گنبد
وسط کی محراب پر سنگین لوح مین یہ عبارت کندہ ہے۔ اللہ اکبر
ی تلوکدہی کلاونت بیجی بنت میان تانسین کلاونت راست کردہ
۱۰۶۲ ہجری۔

ہجہانی مسجد

کر شمالی فصیل شہر اور دہلی دروازہ کے متصل یہ مسجد سنگ سرخ
مش قطع بنی ہوئی ہے اگرچہ کوئی کتبہ اس مسجد مین نہین ہے لیکن شاہجہان
مین جو مسجدین بنی ہین اون سے کمال مشابہ ہے اس مسجد کے
ور ہین پہلو مین حجرے واسطے عبادت اور وظیفہ وظائف کے بنے ہوئے
ان مسجدون کے جنکا ذکر رقم ہوا ہے کئی سو مسجدین اس شہر
بہر مین تحفہ تحفہ چوٹے اور گچ کی بنی ہوئی ہین جن کی تفصیل طویل ہے
بعض بعض محلہ مین چار چار پانچ پانچ مسجدین ہین مگر جن مسجدون کا ذکر
زمانہ سلاطین مسلمین کی تعمیر اور یادگار ہین۔

تصغیر کوٹ یعنی قلعہ خرد

رار کے غربی سمت واقعہ ہے وجہ تسمیہ اسکی یہ ہے زمانہ
لاکہا نامی ایک بہیل کا یہان مسکن تہا اور کوٹہری ملک مارواڑ مین

بہو میسہ سکے مکان کو کہتے ہین کہ جسمین دس بیس گہر زمینداردن اور بہومیون
کے آباد ہون اس محلہ مین چاندی کی کان تہی لیکن جب یہ نسبت صرف کے
چاندی کم نکلنے لگی اسیلئے لاحاصل سمجہہ کر بند کرادی گئی سرکاری عملداری کے
پہلے یہ محلہ ویران تہا جبکہ سن اٹہارہ سو سترہ عیسوی کے آخر مین یہ شہر قصبہ
سرکار دولتمدار انگلشیہ مین آیا بسبب انواع انواع رعایت اور آسایش کے
اکثر سیٹہہ ساہوکار ملک مارواڑ کے جائے امن تصور کرکے بہت بطور خود
و در بعضے حسب الطلب آئے اونکو سرکار نے اجازت آباد ہونے اور مکانات
بنوانے کی دی پہر تو اسکی رونق دن بدن بڑہی کی اکثر لکہہ پتی ساہوکارونکی حویلیان
بڑی بڑی سنگین لاگمن کوٹہری مین ہین۔

موتی کٹرہ

خاص بازار کے شرقی یہ حویلی میابائی کی مسجد کے آگے کسی امیر شاہی کی تہی
اور یہ بہی قیاس جاتا ہے کہ میابائی کی یہ حویلی ہو کس لیئے کہ اہل اسلام اپنے
مسکن کے قریب ہی اکثر مسجد تعمیر کراتے ہین الغیب عنداللہ اب اوس
حویلی کا نام و نشان بہی نہین رہا بلکہ سرکار انگریزی کی عملداری سے پیشتر اس جگہہ
میدان ویران تہا الغرض کونڈس صاحب ڈپٹی کمشنر اجمیر نے واسطے بنائے
تعمیرات کے لوگون کو اجازت دی شرقی غربی مین عالیشان دروازے اور اونپر
مکانات ساہوکارون نے بنا کئے اندر چوک وسیع نکل آیا محیط بڑی بڑی
حویلیان بنائی گئین اونمین شمال اور شرق کی سمت ساہوکارون کی حویلیان
پر تکلف اور خوشنما بنی ہوئی ہین غرب اور جنوب مین اہل اسلام
اور ساہوکارون کی حویلیان اور دکانین ملی جلی بنی ہین وسط چوک کی کنجہ مین

اور مالنین ہر قسم کی ترکاریان اور میوے بیچتی ہین - پیشتر اس جگہہ میدان
تہا الغرض یہ کٹرہ آباد کیا ہوا نصیر الدولہ وفادار خان کرنل سر ڈیوڈ اختر لونی
صاحب بہادر کا سے کہ جن کے نام سے چہاونی نصیر آباد آباد ہوئی ہے اور
صاحب ممدوح کو یہ خطاب شاہ دہلی سے عطا کیا تہا پہلے اس کٹرہ کا نام
صاحب ممدوح نے نصیر گنج رکہا تہا اب موتی کٹرہ کے نام سے معروف ہے
اور دروازہ اس کا بصرف زر سرکار انگریزی جنرل صاحب ممدوح نے تعمیر کرایا
اب سرکار نے یہ دروازہ سرکاری بدست بالمکن سیٹہ کے فروخت کر دیا کہ اوسکے
ورثا کے قبضہ مین ہے سابق مین یہ کٹرہ بہت آباد تہا اوسکا کین بزاز و ظروف برنجی
ومسی و کل ساخت آہن بیکانیر و جیسلمیر کی یہان فروخت ہوتی تہین اب ویران
ہوگیا اور رنگ ریز و مالنین و کنجڑہ مین آباد ہین کہتے ہین کہ وجہ تسمیہ موتی کٹرہ کے
نام سے معروف ہونیکی یہ ہے کہ صاحب موصوف کی ایک عورت موتی بیگم
نام خانہ انداز تہی بعض اوسکو کسبی لکھتے ہین اور بعض مغلانی چونکہ جنرل صاحب
کو اوس سے تعلق خاطر بدرجہ غایت تہا اوس عورت سے کہا کہ میرے نام سے
یہ کٹرہ نامزد ہو جسکے سبب عوام مین موتی کٹرہ سے معروف ہے -

نواب حاجی محمد خان کی کوٹہی

یہ کوٹہی خاص بازار کے آخر سمت شرق متعدد مکانات کی بنی ہوئی ہے یہ
کوٹہی جنرل لونی اختر صاحب کی تہی حاجی محمد خان نے اس کوٹہی کو مبارک محل
اہلیہ جنرل صاحب سے جو مغلانی صاحب ممدوح کی خانہ انداز اور دہلی مین رہتی
تہی خرید کر کے عمارت عمدہ بنوائی اکثر کمرے اچہی طرز کے سامان شیشہ آلات
اور فرش و فروش اشیاء نفیس سے آراستہ ہین یہ شخص کابل کی رفاقت کے

سبب سے جناب جنرل جارج لارنس صاحب بہادر کے پاس اس ملک مین
ہو کر چند سال منشی ایجنٹی میواڑ اور بعد اسکے میر منشی رزیڈنٹی راجپوتانہ
سیرات مین اکثر اوس شہر مین اوس کا دم غنیمت تہا بعد معزولی ایجنٹی راجپوتانہ
کے دیوان ریاست مارواڑ کا ہوا اور پہر بمقام بیکر اچانک ایک سپاہی نے
اس کے سینہ پر ایک ضرب شمشیر ایسی ماری کہ فوراً جان بحق تسلیم ہوا تاریخ وفات
کسی شاعر نے یہ کہی ہے ؎ عاش سعیداً و مات شہیداً ؎ مدفن اسکا قاضی کے
نالہ پر متصل قبرستان انگریزی اپنے باغ پیش کوٹھی مین ہے قبر اسکی سنگ مر
مر سے بنائی گئی ہے اب اس کوٹھی مین اونکا فرزند نواب عبداللہ خان رہ
ابتدا مین یہ مکان لونی اختر صاحب نے بنایا تہا پہر نواب مرحوم نے سرکار سے
لیکر اب از سر نو عمارت جدید سے شاندار تعمیر کیا۔

پہوا

موتی کٹرہ شمالی زمانہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا یہ محل بنا
اس مکان کی خدا جانے کیسی کچہہ شان و شوکت ہوگی مگر اب ایک صرف
باقی رہ گیا ہے۔

درگاہ برہان الدین قتال

یہ درگاہ پہول محل سے گوشہ شمال اور شرق کی طرف واقع ہے محوطہ
اندر ایک گنبد چونہ اور گچ کا بنا ہوا ہے اس کے اندر حضرت برہان الدین
اور اونکی بی بی مدفون ہین ان بزرگ کی کرامت اور خرق عادت کے اکثر لوگ
قایل ہین عرس آپکا تاریخ اکیسوین رجب کو ہوتا ہے قریب گنبد کے ایک
دالان سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے مگر خشک اور بے آب ہے جنوب رو دالان

لال پتھر کا ٹوٹا پھوٹا باقی ہے چونکہ آپکی درگاہ عطر سازون کے محلے کے قریب ہے
ہیلئے جو عطر ساز نیا عطر نکالتا ہے وہ پہلے آپکے مزار پر عطر کی سیخین نذر چڑہاتا
ہے تمام گنبد ہر وقت خوشبو سے مہکا کرتا ہے۔

...ک

وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ زمانہ گزشتہ مین کھڑک شاہ نامی ایک فقیر یہان
... مکان سے کے روبرو فقیر مذکور نے ایک چوک بنا رکھا تھا شدہ شدہ یہ محلہ
مشہور ہوا۔ سرکار انگریزی کے عہد معدلت مہد کے قبل اکثر غر...
...گ یہان بستے تھے بلکہ بعض جگہہ تو بالکل ویرانہ تھا جب سرکار دولتمدار کے
قبضہ مین شہر آیا ہر فرد بشر نے آرام پایا اہل دول بے کھٹکے اپنی اوقات بسر کرنے
... و باش بدمعاش سیاست سرکار سے ڈرنے لگے شہر ویران آباد ہوا
رعایا کا دل شاد ہوا اوسوقت سے اس محلہ مین سیٹھ ساہوکارون کی بڑی بڑی
... یلیان بنا ہونے لگین چنانچہ اس چوک کے اندر لب بازار جنوبی اور شمالی
حویلیان اسقدر تحفہ اور کلان بنی ہوئی ہین کہ نظیر اونکی اس شہر مین دوسری
... ن اسنکے برآمدون اور دروازون مین کاریگرون نے پتھر کو نہایت صنعت
کھودا ہے علاوہ اسکے اور بھی بہت سی حویلیان اس محلہ مین ہین جنکی ...
... رہا روپیہ صرف ہوا ہوگا۔

دولتخانہ اکبر شاہ

یہ محل جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے سن ہجری نوسو اٹھتر مین بنوایا ہے اجمیر
...ا شرقی فصیل شہر سے ملا ہوا بجائے خود ایک قلعہ مختصر سا بنا ہوا ہے چار دیوار اسکے

اندر چار برج یورپ پچھم اوتر دکھن نہایت خوش اسلوب ہین اور اون برجون
مین ہر ایک ایوان اپنی طرز کا جدا خوب بنا ہوا ہے غرب رو محل کا دروازہ رفیع
اوس کے آگے صحن وسیع ہے کہتے ہین کہ بجاے صحن باغ پر فضا زمانہ شا
مین لگا ہوا تہا نہرین جاری تہین اب اوس باغ کا نشان تک بہی نہین اہر
دوز نہر اب تک موجود ہے اوسی نہر کا پانی باولی مین جو اندر محل کے بنی ہوئی ہے
آتا ہے اب صحن شمالی مین واسطے سکونت فوج سرکاری کی بارگین بنی ہوئی ہین
موسم بارش مین بروج اور دروازے کے اوپر سے سمت غرب لبستی کی ۔۔۔
اور شرق کی طرف کوسون تک سبزہ زار کی بہار نظر آتی ہے مرہٹہ کی عملداری
مین یہان صوبہ رہا کرتا تہا اور سرکار انگلشیہ کے عہد مین میگزین اس جگہہ تہا
اس سبب سے خاص وعام میگزین کہنے لگے چنانچہ اب بہی یہ محل میگزین
کے نام سے مشہور ہے جبکہ سن اٹھارہ سو ستاون عیسوی مین فوج سرکا
نے بغاوت اختیار کی تہی اوس کے بعد یہان سے میگزین برخاست ہوا اب
دفتر سرکاری اور تحصیل وعملہ پولیس وہان رہتا ہے اور کچہری مجسٹریٹی ایک ایو
مین ہوتی ہے۔

نیا بازار

ابتدا مین اکبری محل سے غربی سمت یہ بادشاہی مقبرہ کے پاس میدان و
تہا طرح بازار کی اگرچہ مرہٹہ کی عملداری مین پڑ گئی تہی الا تکمیل اوسکی ویلڈر
ورکونڈس صاحب کے عہد مین ہوئی اس بازار مین سب قسم کی دکانین
ہین ایسا بازار کشادہ اور بارونق سواے بازار خاص کے جو پیش درگاہ شریف
ہے دوسرا نہین اس بازار مین عمدہ عمدہ تعمیرات سیٹھہ ساہوکار نکی ہین ا

بڑی تجارت کی جگہہ ہے لیکن ایک تعمیر دلپذیر زمانہ قدیم کی سے میٔے بازار مین دو منزلی سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اس تعمیر کے چارون طرف بڑے بڑے در رفیع الشان بنے ہوئے بیچ مین لداؤ کا گنبد ہے مگر اوسکو اوپر سے مربع کردیا ہے ہرچند کتب تواریخ کو اوڈا پلٹا مگر اصلی حال اسکا کسی تاریخ کی کتاب سے ظاہر نہوا مردمان دیرینہ سال بعضے تو یہ کہتے ہین کہ بارہ دری ہے اکبر کی بنائی ہوئی اس کے اندر عدالت شاہی ہوتی تھی اور بعضون کا یہ قول ہے کہ یہ مندر جین مذہب والون کا بنایا ہوا ہے مگر راقم نہ تو بارہ دری کہہ سکتا ہے اور نہ جین مذہب کا مندر کس لیئے کہ چارون طرف کا درجا دو منزلہ ہے اور وسط مین گنبد خوش قطع بنا ہوا ہے یہ وضع بارہ دری کی نہین ہوتی اور مندر بھی اس طرز کا کہین دیکھنے مین نہین آیا کہ چارون طرف تو در کشادہ ہون اور بیچ مین گنبد بنا ہوا ہو میری دانست مین یہ مقبرہ کسی امیر کا اکبر کے عہد سلطنت مین بنا ہے اگرچہ تعویذ مزار لائق اس عمارت کے گنبد مین نہین ہے مگر احتمال ہوتا ہے کہ تعویذ بھی ضرور ہوگا لوگ اوکھاڑ لیگئے ہون تو عجب نہین بلکہ ایسا معاملہ اکثر مقبرون مین نظر سے گزرا ہے کہ عمارت مقبرہ بدستور قایم اور نشان قبر ندارد چنانچہ اسی شہر کے باہر جو امیر الامرا سید حسین علی خان وزیر فرخ سیر بادشاہ کا مقبرہ بنا ہوا ہے اور طرز اس مقبرہ کی اور اوسکی بہت مشابہ ہے اوسکا تعویذ قبر بھی نہین رہا ہے چنانچہ حال اوسکا باب دوم کی چوتھی فصل مین مفصل رقم ہوا ہے بلکہ اس مقبرہ کے اندر ابتک کچی قبر موجود ہے ہار پھول اوسپر چڑھے رہتے ہین شرق رو درجہ مین پہلے سایر تھی اور اب میونسپل فنڈ کی کچہری ہوتی ہے باقی مکان ویران مین ابابیل و چمگادڑین آشیانہ گزین ہین ۔

یہ چشمہ فیض شہر اجمیر کے جنوبی فصیل سابقہ اور دروازہ شہر پناہ کے روبرو سن
ہجری بارہ سو اڑتالیس مین کرنیل ڈکسن صاحب بہادر مرحوم سابق کمشنر
اجمیر نے بنوایا ہے چارون طرف برآمدے خوبصورت برابر برابر بنے ہوئے ہین اور
ان برآمدون کے نیچے پچھم طرف مسافرخانہ اور پورب کے سمت برآمدون کے
نیچے دوکانین اور انکے بیچ مین ڈگی کا دروازہ خوبصورت بنا ہوا ہے اسی طور سے
اوتر اور دکھن دروازے کے روبرو پختہ گھاٹ اور زینے بنے ہوئے ہین ہر
اس چشمہ پر پانی بھرنے والون کا ازدحام مردون کا مجمع کثیر صبح وشام رہتا ہے
اکثر شوقین برآمدون مین رہنا اختیار کرتے ہین چشمہ کی سیر پانی بھرنے والون کی
کیفیت دیکھتے ہین شرق رو دروازہ کے آگے بازار کی دوکانات کے اوپر دورویہ
برآمدے رنگین اور خوش قطع بنے ہوئے ہین -

ناتوان شاہ کا تکیہ

یہ مقام پر فضا درگاہ شریف حضرت خواجہ صاحب سے گوشہ جنوب اور شرق
مین فصیل شہر کے اندر دلچسپ اور قابل سیر کے ہے کہتے ہین کہ شاہ
بڑے درویش کامل ہوئے ہین عہد محمد اکبر بادشاہ مین زندہ تھے مگر ایک مدت
سے حبس دم کیے ہوئے اسی جگہہ پر پہاڑ کے غار مین بیٹھے تھے جب
پناہ تعمیر ہونے لگی اس جگہہ بنیاد کھدنی شروع ہوئی تو کیا دیکھتے ہین کہ غار مین ایک
درویش دنیا سے آزاد خدا کی یاد مین مشغول ہے لوگون نے یہ ماجرا مہتمم تعمیر
کجا سنایا وہ بھی اچنبا جانکر دیکھنے کو آیا دیکھا تو واقعی ایک بزرگ
عبادت مولیٰ مین مستغرق ہین آخر بمنت وساجت میر عمارت
سنا کہ آپ کسی اور مقام کو پسند فرمائین کس لیے کہ بموجب حکم

شہرپناہ بنائی جاویگی شاہ صاحب نے جواب دیا کہ فقیر جہان بیٹھہ رہا
با آخرکار مجبور ہوکر ایک گنبد فصیل مین بشکل برج بنادیا اور شاہ صاحب
 غار مین بیٹھے رہے اوس گنبد مین ایک مزار بہی بنا ہوا ہے اور بیضہ آ
اور کسی صحرائی یا دریائی جانور کے چہت مین آویزان ہین مگر بیضہ مار
عجائب روزگار اوس مقام پر ہے جس روز آپ کا عرس ہوتا ہے
اوس دن فقیر لوگ اسکو پیتے ہین گنبد کے آگے شرقی سمت چوک پختہ بنا
ہوا ہے اوسکے اندر آپکے مرید اور چیلے مدفون ہین چونکہ یہ مقام بلندی پر
ہے اس سبب سے تمام شہر بلکہ دور دور تک کی بہار دکہلائی دیتی ہے
علاوہ اس کے اس شہر مین جابجا کثرت سے شہیدونکی درگاہین اور مزارات
بنے ہوئے ہین یہان تک کہ کوئی کوچہ و بازار شہیدون کے مزار سے خالی نہین
س کا صرف سرکار درگاہ شریف سے ملا کرتا ہے۔

فصیل شہر

نامہ مین فصیل شہر اجمیر شریف کے بننے کا یون ذکر لکہا ہوا ہے کہ شروع سال
پانزدہم جلوس سن نوسو ستر ہجری کو شہزادہ مراد کے پیدا ہونیکے باعث بارچہارم
بکیسوین تاریخ ربیع الثانی کو عازم اجمیر شاہ بلند اقبال ہوا اور نہایت مسرت
سے شکار کہیلتا ہوا اجمیر مین پہونچا ان ایام سعادت انتظام مین حصار شہر کے
بننے کے لیے حکم نافذ ہوا بنایان کاروان اور معماران دانشور نے نقشہ جات
عالی کہینچکر بادشاہ کی نظر سے گزرانے ساعت سعید مین کہ پائداری کو لائق ہو
اس عمارت کی چونہ اور سنگ سے بنیاد رکہی اور تمام منازل و مساکن خواص
عوام شہر کا احاطہ کر کے عرصہ قلیل مین بہت کام کر کے مورد تحسین و آفرین ہوئے

اسیطرح بموجب حکم عالی کے جمیع امراو ارکان خلافت نے بقدر اپنے اپنے مقدار کے منازل و مساکن باغ وغیرہ تعمیر کیے کہ مانند نگارخانہ مانی وہم مثل نگارستان ہزار کے ہوسکتے تہے دور فصیل چار ہزار سینتالیس گز ہے۔

باب دوسرا ابذکر تعمیرات بیرون شہر

فصل پہلی

نور چشمہ جہانگیر

مخفی نرہے کہ اگلے زمانہ مین اول اس مقام پر شہر آباد تہا راجہ اجپال کا آباد کیا ہوا بلکہ اجمیر خاص اسی شہر کا نام تہا وسعت اور رونق اسکی حد سے باہر تہی اور بستی اسکی اور بستیون سے بہتر اسی راجہ نے قلعہ تاراگڈہ کی تعمیر کی اسکو جمیر اور جے دورگ یعنی پہاڑ اور قلعہ جو فتح نہو سکے ایک قول مشہور ہے نام اس مقام مشہورہ کا جو کلید راجپوتانہ کی ہے ایک چوہان کے پیشہ پر رکہا گیا ہے وہ بکریان چراتا تہا اوس کی وجہ سے یہ نام ہوا کیونکہ شاستر مین آج بکری کو کہتے ہین جو قدیم پیشہ مالی لوگون کا تہا یہی مضمون تواریخ ٹاڈ راجستان مین لکہا ہوا ہے۔ بہرحال اوس جگہہ اب بہی نشان مکانون کے پاے جاتے ہین جب اکبر بادشاہ نے سن ہجری نوسو اٹہتر مین فصیل شہر کی بنوائی وہ شہر قدیم برباد بلکہ گمنام ہوگیا صرف ایک چشمہ اوسوقت کا ابتک موجود ہے اس مقام پر ضرور رہا کہ تہوڑا حال اکبر بادشاہ کے اجمیر مین آنے کا لکہا جاوے کہ کس وجہ اور تقریب سے یہ بادشاہ پیادہ پا یہان آیا چنانچہ اقبال نامہ جہانگیری سے یون معلوم ہوتا ہے کہ جلال الدین اکبر کے جہانگیر کے تولد

پہلے کئی فرزند ہوئے مگر کوئی ایک سال کوئی دو سال ہوکر مرجاتا تھا ہرچند
بادشاہ نے اس باب مین ہرطرح کی چارہ جوئی کی مگر کوئی تدبیر خلاف تقدیر مفید
نہوئی اسلیئے ہر لحظہ اولاد کا الم دل سے بہم تھا ہروقت لب پر آہ و نالہ پیہم تھا یہ
چاہتا تھا کہ کوئی ولی باخدا میرے واسطے دعا کرے کہ اولاد زندہ رہے ایک
روز کسی خیرخواہ نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی
سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی جو شہر اجمیر مین درگاہ ہے وہان ایک درویش صاحب
کمال شیخ سلیم چشتی قدس سرہ موجود ہین اگر وہ آپکے واسطے دعا کرین تو امید
قوی ہے کہ نخل مراد بارور ہو بادشاہ کو تو اسی بات کی آرزو تھی فوراً ایک مقرب
کو حضرت ممدوح کی خدمت مین بہیجا اور دل سے عہد کیا کہ اگر حق تعالیٰ بطفیل
حضرت خواجہ بزرگ و بہ برکت دعا شیخ سلیم چشتی کے مجھکو فرزند عطا کرے تو
اجمیر تک پیادہ پا جاؤنگا اور اُس فرزند کو نذر حضور کرون گا الغرض جب وہ مقرب
سلطانی اجمیر مین آیا زیارت روضہ منورہ اور حضرت شیخ سلیم چشتی سے مشرف
ہوکر بادشاہ کی التماس کو کمال عاجزی سے عرض کیا آپنے درگاہ قاضی الحاجات
مین دعا کی دعا پر تاثیر اوس ہمایون خصال فرشتہ جمال کی پایہ اجابت کو پہونچکر
درگاہ خدا مین قبول ہوئی آپ نے ارشاد کیا کہ تم جاؤ اور بادشاہ کو یہ مژدہ سناؤ
کہ جو فرزند اب تولد ہوگا وہ عمر طبعی کو پہونچیگا ہنوز وہ مقرب آگرہ مین پہونچنے نہین
پایا تھا کہ صبیہ راجہ بہاری مل راجہ آمیر یعنی جیپور کی بیٹی کو جو منکوحہ اکبر بادشاہ
تہی حمل رہا بعد گزرنے نو مہینے کے تاریخ ساتوین ربیع الاول سن نو سو ستتر
ہجری کو جہانگیر پیدا ہوا نام اوس کا شاہ صاحب کے نام پر شہزادہ سلیم
رکہا گیا سات دن تک بڑا جشن کیا قیدیون کو رہائی دی بارہوین شعبان روز
جمعہ کو دار الخلافت آگرہ سے پیادہ پا روانہ ہوا ہر روز دس بارہ کوس کی منزل

کرتا تھا منزل اول موضع منڈاگر مین قیام کیا دوسرے روز فتحپور تیسرے
بجونہ چوتھی کردو پانچوین بسا در چھٹی ٹودہ ساتوین کلاولی آٹھوین کسا رند می
نوین ٹیہ دسوین ہنس محل سے گزر کر پھول محل مین محبط رایات اجلال ہوا
گیارھوین بکانیر سے گزر کر نزدیک نیوتہ کے نزول دولت ہوا بارھوین مو
جہاک نزدیک معزآباد کے تیرھوین ساکھون چودھوین موضع کیل پندرھوین
بقعہ قدسیہ خواجہ اجمیر مین حاضر ہو کر اوس زمین آسمان رفعت پر جبین اخلاص
رکھی چند روز تک اس مقام کرامت بہر پر عبادت مولی مین مشغول رہا اور تمام
گوشہ نشینون کو بخشش بیا پلے سے فائدہ مند کیا جب جہانگیر بعد فوت
جلال الدین اکبر کے تخت سلطنت پر بیٹھا اور جلوس کے دسوین سال مین بمقام
اجمیر آیا اوس نے سن ہجری ایک ہزار چوبیس مین محل عالی شان متصل چشمہ کے
تعمیر کرایا جہانگیر نے اس محل کا حال اقبالنامہ جہانگیری اور تزک جہانگیری مین
اسطرح لکھا ہے کہ حوالی اجمیر مین ایک درہ واقع ہے نہایت جاے دلکش
اور خوشنما اور اس درہ کے انتہا پر ایک چشمہ ظاہر ہوا ہے پانی اوسکا ایک چوڑے
لاب مین جمع ہوتا ہے بہ نسبت شہر اجمیر کے پانی اسکا سبک اور بہتر
یہ درہ اور چشمہ بنام نال حافظ جمال کے مشہور ہے جو گزر میرا اوس مقام پر ہوا اپنے
دیا کہ عمارت قابل اس مقام کے بنائی جاوے جو کہ مقام دلچسپ اور قابل
کے تھا مدت ایک سال مین جاے خوب اور عمارت مرغوب بنکر طیار ہوئی کہ
کے پھرنے والے مثل اوس کے کہین نشان نہین دیتے ایک حوض چالیس
ل وعرض مین بنا ہوا ہے چشمہ کا پانی حوض مین آتا ہے فوارہ دس بارہ گز کا
چھوٹتا ہے حوض کے کنارہ پر نشیمن بنے ہوئے ہین اور اسی قدر اوپر
تالاب اور چشمہ اوس جگہہ واقع ہے جاے موزون الواتھا سے د

ہین خاطر پسند کہ بعض اون مین سے تصویردار اور منقش ہین اوستادان
نقاشان چابکدست نے انکی نقاشی کی ہے مجھکو یہ بات منظور ہوئی کہ
سار کیا جاوے جو میرے مبارک نام کے ساتھہ نسبت رکہتا ہو اسلیے
نام مین نے رکہا جس تاریخ سے یہ محل بنکر طیار ہوا ہے اکثر اوقات
رجمعہ کو یہان رہتا ہون اور یہ بہی شعر اسکے پاسکے تخت کو حکم دیا کہ
تاریخ بنا محل کی کرین سعیدائی گیلانی زرگرباشی نے یہ تاریخ عرض کی۔
شاہ نورالدین جہانگیر مین نے حکم دیا کہ اوپر ایوان عمارت زیرین کے اوس
کو اوپر سنگ کے نقش کرکے نصب کرین سبحان اللہ جبوقت یہ محل بنا ہوگا
بیگم رہتے ہونگے فوارے چہوٹتے ہونگے کیا کچھہ بہار ہوگی اب
یوان ہین نہ نقاشی نہ تصویرین صرف ایک دروازہ اور دروازہ کے
دو دالان سنگسرخ کی باقی ہین اور وہ محل خدا جانے کس زمانہ
برباد ہوا الا کچھہ کچھہ نشان دیوارون کے اب بہی پائے جاتے ہین اور
ٹوٹا ہوٹا ابتک موجود ہے ابیات

ن صورت سلسہ دلان | ہلے مثل دیدۂ حیران
ور نگین | ہین ابابیل آشیانہ گزین
وا فاختہ کا پیراہن | ہے سرکنگرہ پہ کوکو زن
لاجورد جو دیوار | اوس مین رخنہ پڑے ہوئے ہین ہزار

اب پر سنگ مرمر کی لوح مین یہ اشعار کندہ ہین

ل شاہ ہفت کشور | کہ وصف اوتمی گنجد بہ تقریر
روغ خاندان شاہ اکبر | شہنشاہ زمان شاہ جہانگیر
ین سر چشمہ چون آمد زفیضش | روان شد آب وخاکش گشت اکسیر

نهنشه کرد نامش چشمهٔ نور	شه آب خضر زو جدا
وهم سال از جلوس شاه غازی	بحکم بادشاهِ نیک تد
بطرف چشمهٔ نور این عمارت	جهان آرای شد از روی تقدیر
خرد تاریخ اتمامش رقم کرد	محل شاه نور الدین جهان

اس محل کے قریب شاہی وقت کا ایک باغ لگا ہوا ہے اوس زمانہ مین تو یہ باغ بہت خاصا ہوگا مگر اب انبہ اور جامن کے درخت اوس قطعہ مین باقی ہین جامن اس باغ کی بہت تحفہ ہوتی ہے۔

گنج شہدا

یہ مقام چشمہ نور سے غربی سطح پہاڑ پر واقع ہے اسی جگہہ امیر تاغان اور امیر ترغان شہید آسودہ ہین علاوہ انکے کثرت سے مردانِ راہ حق اس جگہہ مدفون ہین اگرچہ یہ مقام ہمیشہ زیارت گاہ خلایق ہے لیکن ہر پنجشنبہ اور تاریخ ... رجب کو اکثر زن و مرد زیارت کے لیے آتے ہین نذرین چڑہاتے ہین ان بزرگوارون کے دولت شہادت پانے کا حال ٹھیک ٹھیک نہین معلوم ہوتا۔ ... کہ یہ سلطان محمود غزنوی کے لشکر کے سردار تھے اور بعض انکو حضرت امیر سید حسین خنگ سوار کے ماموں بتلاتے ہین واللہ اعلم بالصواب چونکہ اس جگہہ اکثر مکانات کے نشان اوسکے معلوم ہوتے ہین اور انکو لوگ حضرات موصوف سے منسوب کرتے ہین کہ آپنے اس جگہہ کو زور کرامت سے لوٹ دیا تھا بلکہ جو ظروف گلی وغیرہ بروقت کھودنے کے اس جگہہ سے نکلتے ہین معکوس ہوتے ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین قہر آلہی سے یہ طبقہ بھی اولٹا گیا ہے۔ الغرض آپکے مزار کے گرد پختہ چار دیواری اور دالان اور جبالرہ بنا ہوا ہے اور چنبیلی کے در

ر ہ است اہر چہار سے ہین زمانہ سابق مین یہ مقام سنبل گڈہ کے نام
اور معروف تہا۔

چلہ بی بی حافظ جمال

زت بی بی حافظ جمال کے چلہ کشی کا نورچشمہ کے متصل پہاڑ سے اندر
ا ہے بارہ مہینے چشمہ کا پانی اسجگہہ پر جاری ہے ادہر اودہر آب روان کے
رسے امرئیان ہین تاریخ انیسوین رجب کو اس جگہہ میلہ بڑی دہوم دہام سے
ہے صد ہا زن ومرد آتے ہین بہتیرے نذر نیاز چڑہاتے ہین فی الواقع یہ
لائق دید اور قابل سیر ہے موسم بارش مین اکثر اوقات شہر کے لوگ یہان
ے سیر آتے ہین حضرت مخدومہ جہان بی بی حافظ جمال اس مقام پر اپنے
.دکی یاد مین رہتین اور چلہ کشی کرتی تہین طرح طرح کی ریاضت اور مجاہدت
گو بظاہر بنیاد جسمانی کو ڈہاتی تہین لیکن باطن مین عمارت روحانی بناتی تہین۔
ن ضرور ہوا کہ مختصر حال حضرت بی بی حافظ جمال رحمتہ اللہ علیہا کا بیان کیا جاوے
ب اخبار الاخیار مین شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے یون لکہا ہے کہ خواجہ معین
ے ایک رات خواب مین حضرت خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا
یون ارشاد فرماتے ہین اے معین تمنے میری سنت نکاح کسواسطے ترک کی
"قلعہ بیٹلی گڈہ کا حاکم ملک خطاب نام بعزم تسخیر ملک ہنود چڑہ دوڑا اور وہانکے
پر فتحیاب ہوا راجہ مذکور کی لڑکی اسیر ہو کر پاس ملک خطاب کے آئی جو کہ
یا مرید خواجہ صاحب کا تہا اوس نے اس دختر کو نذر کیا آپنے سنت نبی کو ادا
ی سلک زوجیت سے مشرف فرما کر نام اونکا امتہ اللہ یعنی بندی اللہ کی ر
زت بی بی حافظ جمال امتہ اللہ کے شکم سے پیدا ہوئین مرید حضرت خوا

ی ہین صاحب کشف وکرامات اور خلاصہ اہل ریاضت تہین اور بعض بز
اپنی تصنیفات مین آپکو خواجہ غریب نواز کے خلفاؤن مین لکہا ہے اکثر عوام مین یہ
بات مشہور ہے کہ حافظ جمال راے پتہورا کی بیٹی تہین اوس نے واسطے آزمائش
اسکے براہ فریب حضرت خواجہ کی خدمت مین بہیجا اور پجاریون نے اوسکو کہا تہا کہ
خواجہ صاحب جو ہمبستر اس سے ہونگے تو کرامات جاتی رہیگی آپنے اونکو دیکہکر
بیٹی حافظ جمال آؤ اوسیوقت انکو قرآن مجید حفظ ہوگیا اور فیض حضرت خواجہ
سے مسلمان ہوئین سرتاسر غلط ہے۔

اسوت برج

اگرچہ یہان کے لوگ اسکو روٹھی رانی کے محل کہتے ہین اور شاید اسوجہ سے کہ یہ
برج نورالدین جہانگیر کے محل سے بہت قریب ہے لیکن دراصل یہ چرخ پانی قلعہ
کے اوپر لیجانے کے واسطے مالدیو راٹہور راجہ جودہپور کا بنوایا ہوا ہے چنانچہ تواریخ
ٹاڈ راجستان مین مرقوم ہے کہ مالدیو راٹہور سمت پندرہ سو اٹہاسی مطابق سن
پندرہ سو تیئیس عیسوی مین گدی نشین ہوا یہ نہایت زور آور راجہ ہندوستان
کا ہوا جس سال مالدیو راجہ ہوا اوس نے دو بڑے ملک اپنے خاندان قدیم کے
دوبارہ فتح کئے یعنی ناگور اور اجمیر اور اپنے علم اور فن کے ظاہر کر
ایک چرخ بنایا جس سے پانی قلعہ کے اندر چشمہ سے جاتا تہا اوسکو سوت برج کہتے ہین
القصہ اگرچہ اب اس برج کی راہ پانی تو نہین جاتا مگر دو تین درجے اوسکے ابتک
قایم ہین شاید اوپر کے درجے گرجانے سے پانی کا جانا موقوف ہوگیا ہے گ
مین یہ برج بنتے بنتے ناتمام رہگیا ہے اگر یہ برج پورا بنجاتا تو قلعہ مین بہت افراط پا
اب بہی بہت سے حوض قلعہ پر ہین مگر کبہی کبہی پانی کی قلت ہوجاتی ہے۔

دوسری

ن سے یون معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اوپر چار ہزار برس پیشتر یہ شہر راجہ
ن نے بسا کر اندر کوٹ نام رکھا یہ راجہ بودہ کا مذہب رکھتا تھا سراوگی اور جینی
وہین صدہا بتخانے پہلے اس شہر مین تھے اور ان بتخانون
و سنگین باولیان بنی ہوئی تہی جب علاء الدین غوری ہند پر مسلط
ن شہاب الدین غوری راے پتھورا کو شکست دیکر اجمیر مین آیا
کو قوم ہنود سے مسلمان کیا اس بادشاہ نے اندر کوٹ کے کل بتخانون
نابود کر دیا مگر مندرون کی باولیان ابتک موجود ہین اب اس کوٹ
مین تمام مسلمان لوگ بستے ہین مسجدین بہی اسمین بکثرت ہین قدیمی مسجدین
ویران اور کھنڈر ہو گئی ہین لیکن نو تعمیر مسجدین آباد ہین یہ کوٹ خاصی خاصی
پختہ عمارتون سے ایک ... تا ہے۔

ڈہائی دن ... ڈہائی دن کا جھونپڑا یہ ہے

زمانہ گزشتہ مین راجہ اندرسین نے شہر اندر کوٹ کے اندر یہ بتخانہ بنایا تہا
ہا مورتین اور اقسام اقسام کے جانورون کی صورتین اوس مین تہین اسی
شہر پر سوتم پور مین جو دکھن طرف دریاے شور کے کنارے ہے بتخانہ
دکیا جب سلطان شہاب الدین غوری سن ہجری پانسو چانوے
یا اس بتخانے کو خانہ خدا بنا دیا مگر صرف اسیقدر تبدیل کی کہ بتون
کی صورتون کو مسخ کر کے عمارت کو بحال خود چھوڑا اور غربی دیوار کے بیچون بیچ ایک

اب سنگ مرمر کی بنا کر اوس پر بخط طغرا آیاتِ قرآنی کندہ کرا کر تاریخ بنا
اور اس تغیر سے بتخانہ کو مسجد کر کے نماز جمعہ بادشاہ نے اوسمین ادا کی ۔۔
اسکا نام اڑہائی دن کی مسجد مقرر ہوا تاریخ تعمیر اُس محراب پر اسطرح کندہ
بنا فی الحادی والعشرین جمادی الاخر سن خمستہ وتسعین وخمسمایتہ - اور دیوار
مین یہ عبارت مرقوم تہی - فی تولیت ابو بکر بن احمد جمال الفضلۃ بتاریخ
ستہ وتسعین وخمسمایتہ - مگر یہ عبارت ایسی وقت سے پڑہی گئی کہ جسکا
بیان کرنا بہی خالی از تکلیف نہین الغرض اس سے اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ یہ
تغیر جو بتخانے کو ہوا اور محراب اسلامی قایم ہوئی ابو بکر بن احمد اوسکے متولی تہے
اکیسوین تاریخ جمادی الاخر سن ہجری پانسو پچانوے مین یہ بتخانہ خانہ خدا ہوا اور
ذوالحجہ سن ہجری پانسو چہیانوے تک کار تعمیر جاری رہا اگرچہ سلطان موصوف کے
وقت مین صرف اسیقدر بتخانے کا تغیر ہوا تہا کہ دیوار غربی مین محراب بنوا کر بتون
صورتین مسخ کر دین تہین مگر شاہ شمس الدین التمش نے تو اس رہے سہے
کی عمارت کو بیخ و بنیاد سے اوکہڑوا ڈالا اور نئے سرے سے سن چہ سو چودہ ہجری
مین سنگ سرخ سے مسجد اس مضبوطی اور خوش اسلوبی کے ساتہہ بنوائی کہ ا
جہاندیدہ اوسکو دیکہکر مقام حیرت مین آتے ہین بلکہ نقش دیوار بنجاتے ہین
دیرپائی اوسکی ظاہر اور خوشنمائی اوسکی بیان سے باہر حق تو یہ ہے کہ ایسی
عظیم الشان ملک ہند مین دوسری کم ہے برجون کے اندر پتہر کو اسقدر کہود
لگایا ہے کہ ہو بہو ہر ایک برج طلسمات کا بنا ہے عقل کام نہین کرتی کہ آیا محراب
پر بیلون کو کہودا ہے یا پتہر کو موم کر کے سانچہ مین ڈہالا ہے کتابے ادنیٰ
نادر اور خوشخط کندہ ہین کہ انسان اونکو دیکہکر درود بہیجے اور کندہ کارون کے
حق مین تحسین اور آفرین کے صورت مسجد کی یہ ہے کہ غربی سمت

تاسے کا بحال . . زہ پاکیزہ ستون اور عمدہ خوش
ن پر تین تین برجیان دونون طرف اور بیچ مین بڑی برجی قایم ہے
ستونون پر تصویرین جین مذہب کی جسقدر تہین وہ شہاب الدین
ہی نے مسخ کردین مگر گل کاریون کا جوبن اور بہار اوتہیکے پہولون سے جیتون
ر آج تک قابل دید موجود ہین اور اسی درجے کے غربی دیوار کے
ہ محراب اسلامی سنگ مرمر کی ہے جو سلطان شہاب الدین غوری
ہے گز ملا ہوا اول سے دوسرا درجہ بہی قدیم اسی بتخانہ
ر سامین درجہ اوّل سے کمتر اور طول اور حسن عمارت مین اوس اول درجہ
اون دونون درجون کے آگے تیسرا درجہ مشتمل بر عمارت سنگین بڑی
ابون کا سلطان شمس الدین التمش نے بنوا کر ملا دیا اور بیچ
ن کے دونون بازون پر دو مینار سنگ سرخ قایم کیے اور چند
نشمین و مکانات و صحن بہت خوش ترکیبی سے ترتیب دے کے
اسکا سرکاری گز سے چار اوپر اسی گز اور عرض مع صحن کے چوڑان کے
اگر بیچ کی محراب چہپن فٹ بلند اوسپر دو مینار ہین مگر برجیان مینارون کی
ین اور بخط نسخ طغرا سے سلطان شمس الدین کا نام تہہ کے مرغولون پر
زند کو کندہ موجود ہے محیط کی دیوارین پینتیس ۳۵ فٹ اونچی صحن
دروازے آمد و رفت کے لیے بنے ہوئے ہین محمد عارض کے
ن احمد معمار نے اس مسجد کو بنایا ہے چونکہ یہ مسجد عالیشان بے
ر ویران تہی سرکار دولتمدار نے علو ہمتی سے ہزارون روپیہ صرف
سن ہجری بارہ سو ترانوے سے اس کی مرمت شروع کرائی اگرچہ قریب
سے اسکی مرمت باہتمام سردار بہگت سنگہ صاحب انجنیر نور محمد

ر کی معرفت ہو رہی ہے مگر ابھی بہت کام باقی ہے امید۔ بی ہے
بخوبی تمام اسکی مرمت اختتام کو پہونچے۔ شہر
خواندہ ناخواندہ لوگ اس بنیاد عجیب کی حکایات غریب دل سے گڑھ گڑھ کر
تھے عقلا بھی وہمن لڑاتے تھے مگر اصل مدعا کی طرف جاہل اور قابل کسی
رجوع نہ کی اس مسجد کی داہنی محراب پر سورہ انا فتحنا اور سن تعمیر اور محراب یسار پر
سورہ تبارک اور وسط کی محراب پر یہ کتبہ بخط طغرا سے جلی کندہ ہے۔
امر بہذہ العمارت السلطان العالم العادل المعظم والخاقان الاعظم ملک الترک
شہنشاہ الاعظم مالک رقاب الامم مولی ملوک العرب الترک والعجم ظل
شمس الدنیا والدین غیاث الاسلام والمسلمین تاج الملوک والسلاطین قامع
الکفرۃ والملحدین قاہر الظلمۃ والمشرکین ناصر الاسلام علاو الدولۃ القاہرہ والملتہ
الباہرہ مالک البر والبحر سلطان الشرق المؤید من السماء المظفر علی الاعداء ایل
تمش السلطانی معشر خلیفۃ اللہ ناصر امیر المومنین اعلی اللہ فی کل شان
فی کل سا ۔۔ ہ بزمانہ واکتبہ فی العشرین من ربیع الآخرین۔ اسکے آگے سن
وہاں کا پتھر گل کر اوکھڑ گیا اور اوتر کی محراب کے سر دل کے پا
نام مہتم کا یون کندہ تھا فی نوبۃ تولیتہ احمد محمد العارض اور سر دل کے پاس
علی احمد معمار کا بھی نقش ہے اب جس صفحہ سنگ پر نام مہتم کا کندہ تھا او
درجہ دوم کی برجی کے اندر سمت جنوب لگا دیا ہے اور نئے
مسجد کی یہی دلیل کافی ہے کہ جس جگہہ کی دیوار مسجد گری ہوئی ہوئی تھی و
بھراؤ مین بتونکی مورتین بھری ہوئی تھین بلکہ محیط کی دیوارون مین اکثر جگہہ دیوا
بت چنے ہوئے ہین باین صورت آجتک اصلی حال اس کا کسی کو
نہ تھا امید کہ اس محنت اور جانفشانی کی داد تحسین ناظرین باتمکین

ہقدر مرست وغیرہ کرائی جب سے اس مسجد کو فقیر لوگ اڑہائی دن
اصل یہ مسجد سلطان شمس الدین التمش نے تعمیر
اسی بادشاہ نے مسجد قوۃ الاسلام جس کا مینار قطب صاحب کی لاٹھ
واقع مہرولی شریف دہلی ہے تعمیر کی ہے اس مسجد کی محراب و مینار
غیرہ بالکل مسجد قوت الاسلام دہلی کے مطابق ہین الغرض یہ بادشاہ نہایت رحم
عادل سلطان کامل بکمل خلفاء نامدار اور مریدان باوقار حضرت خواجہ
رکاکی قدس سرہ العزیز سے اور محبوبان نظر اور منظوران
معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے تہے اور کمال اعتقاد حضرات
چشت اہل بہشت سے انکو تہا اگرچہ بظاہر تعلق بادشاہی رکھتے تہے
اور درویش دوست تہے تمام تمام رات عبادت مین بسر
سطہ کاروبار کے تکلیف اپنے غلامون کو نہین دیتے یہانتک
وقت شب پانی کنوین کا اپنے ہاتھ سے کہینچکر وضو کرتے اور روادار نہ تہے
اپنے نوکرون سے بے آرام کرین اور آخر شب دلق پوش ہوکر
سطہ خبر گیری رعایا کے شہر مین پہرتے فخر الملک بغدادی اور نظام الملک
یر بادشاہ کے تہے کتاب مخبر الواصلین مین لکھا ہے کہ وقت نماز
خواجہ قطب الدین قدس سرہ کے خواجہ ابوسعید نے فرمایا کہ حضرت
نے وصیت کی ہے کہ امامت ہمارے جنازہ کی وہ شخص کرے جسکا ازار
رام پر نہ کہلا ہووے اور نماز عصر کی سنت اور تکبیر اولی نماز فرائض کبہی اوسنے
نہ کی ہو اس وصیت کو سنکر سلطان شمس الدین دیر تک خاموش
ہے تاکہ کوئی دوسرا حاضرین سے پیدا ہو اور امامت جنازہ کی کرائے

جب کوئی نہ بولا ناچار سلطان امام بنے اور کہا کہ مین یہ چاہتا تہا کہ کوئی
حال سے مطلع نہووے لیکن جب خواجہ نے ایسا حکم دیا تہا میں
تاریخ وفات اس بادشاہ کی یہ ہے ؎

چون طشت زبام شمس افتاد	سہ مرتبہ یار را ببین یا

حسبین سن چہہ سو تینتیس ہجری نکلتے ہین اور یہ قطعہ بہی سلطان موصو
کی رحلت کا ہے ؎

چو شش صد سی و سہ از سال ہجری	گذشتہ بست روز از ماہ شعبان
بشد سلطان شمس الدین التمش	بسوے جنت الماوا خرامان

کاتن باولی

یہ چشمہ فیض کا اڑہائی دن کی مسجد دکہن دروازے کے آگے کمال تحفہ بنا ہوا
ہے درجہ بدرجہ سنگ سرخ کے دالان باولی کے اندر ہین پانی اس چشمہ
صاف و شیرین و سبک اسقدر کہ اگر بہوکا پیئے تو سیر ہوجاوے اور شکم
پئے تو اوسکو فوراً بہوک لگ آوے تواریخ کی کتابون سے یہ معلوم نہین
کہ اس چشمے کو کس نے بنلیا مگر زبانی لبعضے بڈہون کے یہ سنے ہے ایک
بڑہیا یہان بیٹہکر سوت کاتا کرتی تہی اتفاقاً کسی بادشاہ کی سواری اس طرف
ہوکر چلی بڑہیا نے اوسکر سوت کی آنٹی بادشاہ کو نذر گزرانی بادشاہ نے
سواری ٹہیرا کر دریافت کیا کہ کیا حاجت رکہتی ہے جواب دیا کہ یہ آرزو او
تمنا رکہتی ہون کہ ایک مسجد اور باولی بنواؤن تاکہ دنیا مین مجہ گمنام
کا نام باقی رہے بادشاہ نے التجا اوسکی قبول کی یہ باولی اور مسجد بنوادی
باولی کے اوپر سمت شرق ابتک وہ مسجد سنگین قدیم قایم ہے

تہا جسنے یہ باولی بڑہیا کو بنوادی کس لیے

تعمیر کیا اڑہائی دن کی مسجد کے ساتھ کمال مناسبت ہے جیسے وہین

ہی کے ستون لگے ہوئے ہین اوسی قدر اسمین ہین اور ستونون

جسقدر بتونکی صورتین تہین مسخ کی ہوئی ہین سوا اسکے جس خط مین

اڑہائی دن کی مسجد کے شرقی دروازہ مین کندہ ہین اوسی طرح

اب پر کندہ ہے اور باولی کے ستون بہی درجہ بدرجہ کندہ

ہین ایسی خوش انداز اور سہاونی باولی اس شہر مین دوسری

بانی عمارت کو مستغرق بحر رحمت کرے اور اس نیک سرشت

غرق دریاے مغفرت۔

حمام

باغ اڑہائی دن کی مسجد کے متصل جنوبی سمت کو واقع ہے مسجد

کے ساتہہ سلطان شمس الدین التمش نے اسکو بنا کیا تہا اب اوس

مین تو حویلیان بن گئی ہین اور حمام بہی ٹوٹا پہوٹا گیا صرف ایک

باقی ہے

بہاٹ باولی

مشتہ مین کسی راجہ کے بہاٹ نے بنوائی تہی اگرچہ

راج کے بہاٹ کی تعمیر کرائی ہوئی کہتے ہین لیکن وہ باولی اجمیر کے

ست چاندا باولی کے نام سے معروف ہے اب ایک فقیر نانک پنتہ

ہے باولی کے پاس درختان انبہ و باغچہ لگا ہوا ہے مکان بہی۔

پختہ پختہ چبوترے اور گچ کے دولتمندون نے بنوا دیے ہین اندر کوٹ ھ
بہی پرفضا اور دلکشا ہے۔

[illegible]

اندر کوٹ کے غربی تار اگڑھ کے راستہ پر یہ مسجد قلندری واقع ہے مسجد
کے دکھن باولی سنگین بنی ہوئی ہے قریب اوس کے حوض پختہ بنا
ہی کچھ کچھ نشان حوض کا باقی ہے کسی وقت مین یہان پر باغچہ لگا
سواے چونہ کے ڈھیر اور ایک کھنڈر کے جسکی وضع حمام کی سی ہے نہ باغ
نہ حوض ہے صرف باولی اور مسجد موجود ہے یادرخان انبہ ہین مسجد کی محرا
مین سنگ مرمر کی لوح پر یہ اشعار کندہ ہین ؎

بعہد حضرت شاہ فلک قدر | کہ دین احمد ظل یزدان
جلال الدین محمد شاہ اکبر | سکندر حشمت و دارای دور
ہمین ہمت خان حسن خلق | چو جود کیسو خان عمہ
زہجرت نہصد و ہفتاد شش بود | شد بتعمیر این سقاے میرا

کتبہ الراجی درویش محمد حاجی۔

فصل تیسری

اناساگر

اس تالاب کی بنا کو کچھ کم آٹھہ سو برس ہوئے آناو
کے مالک راج اجمیر کا ہوا اس تالاب کا باندہ بندھوا کر نام اس

نقشہ تالاب آناساگر
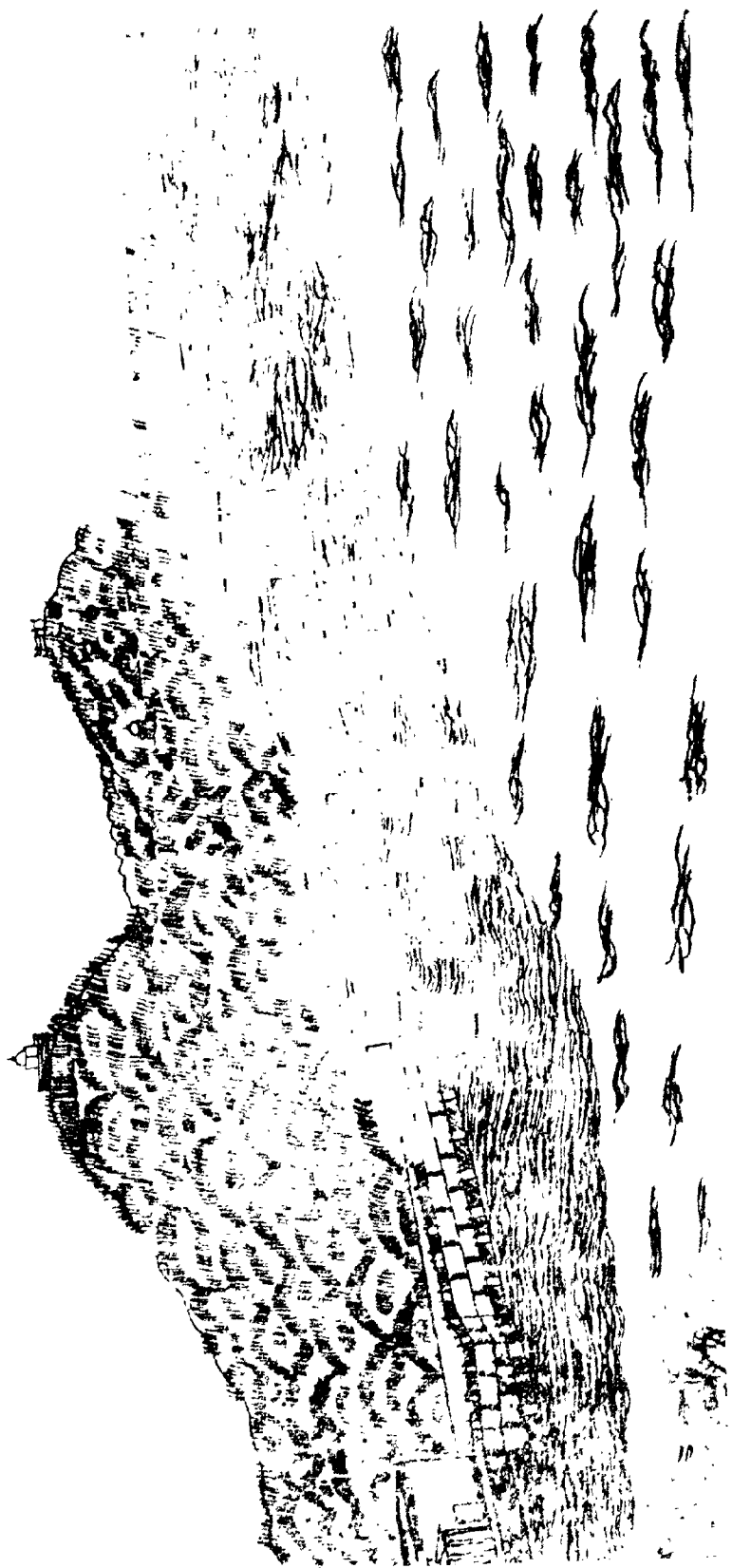
ساکا چھ میل سے زاید ہو جاتا ہے چھ سو

سو گز عرض ہے سن عیسوی اٹھارہ سو چالیس مین

رکا پانی کاٹ کر سرکار دولتمدار نے آناساگر مین ڈالا جس سے

ب مذکور مین بافراط رہتا ہے اس تالاب کے شرقی اور جنوبی کنارہ

گھاٹ اور باغات معمرہ رئیسان شہر جو ادہنون نے ایام قحط سالی

امین واسطے رفاہ غربا و مساکین کے طیار کرائی موجود ہین کنارہ کے

راستہ و پیراستہ ہین یہان عجب طرح کی کیفیت تام ہر صبح و شام

ہے تالاب کے کنارے کہین سبزہ کی لہک پہولون کی مہک ہے

باغ مین بیلا چنبیلی موتیا ہے تو کسی مین جوہی کیتکی کیوڑا ہے اگر ایک تختہ

لالہ زار ہے تو دوسرے مین نافرمان اور ہزارے کی بہار ہے کسی مین سرو

ح سبزہ نو دمیدہ سے فرش زمردین بچھ رہا ہے کسی مین نہرین جاری

وزان خوش نوا کا شور ہے مزا دے رہا ہے اس تختہ مین رنگ برنگ

عباسی ڈہڑ ہی تو اوسین گل مہندی قسم قسم کے رنگ کی چھپی اس مین رنگت

ں کا ڈہڑ ہا پن ہے تو اوسین بھی ہر چمن پر جوبن ہے اگر پوری صفت ان کی

ن تو یہ فصل گلستان ہو جاوے الغرض اسی تالاب سے ساگرمتی ندی نکلکر

رستی ندی سے جو براول کے پہاڑ سے نکلی ہے پیسانگن کے پاس ملگئی ہے

ان دونون کو دریاے لونی کہتے ہین جو علاقہ جودہپور مین ہوتی ہوئی

ین غائب ہوگئی ہے ان دونون ندیون مین تہوڑا بہت پانی

بہتا ہے لیکن کچھ زراعت کی آبپاشی کو کفایت نہین کرتا۔ مگر ساگرمتی

کی مین متصل موضع ڈوماڑہ جسکو بن گیلن کہتے ہین تا بہ مواضعات اسپہ

گیر درگاہ خوربوزہ خوش رنگ و شیرین بکثرت پیدا ہوتا ہے اور بنام

ہناد ہیانونہ مشہور ہے۔

بنگلہ شاہجہان

یہ تعمیر دلپذیر لب دریا یعنی آگرہ کے شرقی باندہ پر شہر آگرہ میں شمالی نہایت خوبصورت اور پاکیزہ سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے مکانات دلکشا وایوانات دلربا سنگ مرمر کے متصل متصل ایک دوسرے سے ہین وسط کی بارہ دری کا توکیا کہنا جو شاہجہان جیسے بادشاہ کی نشست گاہ ہو جو وضع قلعہ دہلی دیوان خاص کی ہے وہی وضع اسکی ہے اسمین اوسمین صرف طول وعرض کا فرق ہے کہ یہ اوس سے کمتر ورنہ حسن عمارت مین تو اوس سے ہمسر ہے زمانہ ماضی مین ہر ایک ایوان کے آگے چمن اور گلشن تھے نہرین جاری فوارے چلتے تھے لیکن نخلبند قدرت کے ارادے مین جو اون چمنون کی سرسبزی دینی منظور نہ تھی بلکہ خزان اونکی منظور تھی کہ مرہٹہ کی عملداری مین بسبب ضعف سلطنت وہ سب کیفیت اور بہار خاک مین ملگئی صرف درختان انبہ اور مولسری کے پاشہ نشین سنگ مرمر کے اون چمنون کی جگہہ باقی ہین مگر چادر آب کی طرف جو ایوان تہا اور اب وہ صاحب ڈپٹی کلکٹر کی آرامگاہ کا بنگلہ ہے اوس کے آگے چمن بدستور قایم وسط کے ایوان رفیع الشان کے روبرو ایک حمام سنگ مرمر کا کمال خوش قطع بنا ہوا ہے نظر باغ کے آگے پایین باغ کے زینے سے ملحق سر نہر بنگلہ سنگ مرمر کا جالیدار بہت نفیس بنا ہوا تہا اوس بنگلہ مین خزانہ سرکاری رہا کرتا تہا مگر بسبب جالیون کے مکان جیسا چاہیے ویسا محفوظ نہوگا شاید اسی وجہ سے سرکار نے اوسکو کہدکے بجاے اوسکے مکان محکم خزانہ کے واسطے بنا کیا پایین باغ جس

باغ کہتے ہین سب سے زیادہ مشہور اور نامی اس دولتخانہ مین ہے اس
جب جامن مولسری کیلے شریفے نارنگی وغیرہ کے درخت اس کثرت
کہ انکو آفتاب نظر نہین آتا تہا اور آبریزی کے باعث اقسام اقسام کے
پیدا ہوتے تہے کرنیل ڈکسن صاحب بہادر مرحوم سابق کمشنر اجمیر
عمارت مین کہ یہ امر جب ترقی و رونق شہر کا ہے از حد توجہ تہی
سرکاری اور روساء شہر کے باغات مین اکثر پودے ہر قسم کے درختون کے
باغ سے جاتے تہے مگر صاحب موصوف کے انتقال کے بعد وہ درخت اکثر
گئے۔ اب اوس باغ کے پہر نصیب کہلے کہ حکام عالیمقام نے توجہ فرما کر باغ
بخشی اور قرار واقعی پہر اوسکی غور و پرداخت ہونے لگی روشون کے کنارے
سرو شمشاد کے درخت نصب کرائے طرح طرح کی پہلواریون سے تختے
باغ کے بیچ مین سنگ مرمر کا حوض مربع پانی سے بہرا ہوا سنگ مرمر کا
لگا ہوا حوض کے کنارون پر اور باغ کی روشون مین قطار در قطار گہملے
ن سے بہرے ہوئے رکہے ہوئے بہار تازہ دیتے ہین۔ **ابیات**

شمشاد جہومتے ہین کہڑے	دار بستون پہ تاک مست پڑے
شاخ گل پہ نغمہ سرا	نغمہ زن قمری چمن پیرا
ہر گل کہلے چمن پہ چمن	نرگس شوخ چشم چشمک زن
سنبل کی یون بگرد گل	عارض گلرخان پہ جون کاکل
نہر پر ہے سبزۂ تر	سبزہ جیس رنگ لعل خوبان پر
نخل میوہ سے پربار	نونہالون تلک مین برخوردار
بیان کر رہی ہین کوکوکو	کہتی کویل کہ بی کہان ہے تو
عالم یہ کوکلا دان کا	قطعہ پڑہتی ہے یہ گلستان کا

روضۂ مانند ہا سلسال | دو حصہ مجمع طیور ہا موزون
ان پر از لالہائے رنگا رنگ | دین پر از میوہائے گوناگون
باد و در سایۂ درختانش | گسترانید فرش بوقلمون

فی الواقع پہلے نخلستان تہا اب باغ و بوستان ۔ یہ دولتخانہ شہاب الدین شاہجہان بادشاہ نے قبل از جلوس تعمیر کرایا تہا۔

سہیلی بازار

دولتخانہ کے پائین باغ سے متصل یہ سہیلی بازار جمیلی سہیلی اکبر بادشاہ کا بنوایا ہوا ۔ یہ دوکانین لداو کی بنی ہوئی ہین بازار کے روبرو نہرین جاری تہین چمن لگا ہوا تہا اب شدہ نہرین رہین نہ چمن مگر عمارت محکم چونے اور گچ کی بنی ہوئی ابتک موجود ہے عقب بازار کے شاہی وقت کی نہر پختہ پر حوض بنے ہوئے تہے اوسوقت مین چادر کا پانی اون حوضون مین ہوکر گرتا تہا اور وہان بدرجۂ دوم چادر کی کیفیت تہی جیسا کہ مہرولی مین دہلی کے متصل خواجہ صاحب کا جہرنا اور حوض ہے اوسی کے موافق یہ بہی بنے ۔ ہ سب مسمار ہو گیے کچہ نشان باقی ہین۔

سدابہار پہاڑی

پہاڑی تالاب آنا ۔ شرقی اور دولتخانہ سے جنوبی واقع ہے چونکہ س کے اوپر متعدد چہلے اور مکانات پر فضا بنے ہوئے ہین اسلیئے ہر ایک کا بیان علیحدہ علیحدہ رقم کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین کتاب کو ہر ایک کا حال ہو جاوے۔

چلہ حضرت خواجہ معین الدین

پہاڑی سے بیچ مین گہائی کے اوپر نہایت لطیف بنا ہوا ہے
رفین حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ اجمیر مین تشریف
پہلے پہل اسی مقام کو پسند فرماکر گوشہ نشینی اختیار فرمائی تہی پہاڑی
کے اندر ایک گنبد بنا ہوا ہے اندر گنبد کے ایک تخت سنگی جس پر بیٹھکر آپ
الٰہی مین مشغول رہتے رکہا ہوا ہے سن ہجری ایک ہزار سینتیس مین
بت خان صوبہ اجمیر کے شقدار دولت خان نے روبرو چلہ کے ایک
ن بنواکر دروازہ کے اوپر یہ اشعار کندہ کرادیے ٥

ن شہ رفیع القدر	حامی شرع دین شہاب الدین
رونق عدل وجود داد چنان	کہ بنازد از وزمان و زمین
گشت والی صوبۂ اجمیر	خانخانان بعزت وتمکین
ساد دین پاک باز دولتخان	بود شقدار او برسم امین
نتہ این مکان چلہ چشت	تا بود یادگار او بزمین
ل تاریخ طالبی گفتا	سال دہفت وہزار بود سنین

ین سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہجہان بادشاہ کے سال اول جلوس مین
دار اجمیر کا مہابت خان خانخانان تہا چلہ کے اندر باہر کثرت مزارات
مجموشان بستا ہے۔

سالار غازی

پر ایک چبوترہ سرخ کا جسپر سنگین بنا ہوا ہے اندر

سے ایک قبر سنگ مرمری اور سرہانے اوس کے ایک چوکی سنگ مرمر کی کمال

ہے اللہ اعلم بالصواب اسمین کون بزرگ مدفون ہین مگر یہ مقام سالار غازی

کے چلے کے نام سے مشہور ہے۔ سالار غازی جن کی درگاہ بہرایچ ملک اودہ

مین واقع ہے اکیسوین تاریخ شعبان کی اتوار کے روز سن ہجری چار سو پانچ

مین بمقام اجمیر پیدا ہوئی اور چودھوین تاریخ رجب کی جمعہ کے روز سن ہجری

چوبیس مین شہید ہوئے تاریخ تولد اور وفات سالار مسعود غازی کی یہ

ہے ع

محبوب خدا کہ بود اسمہ مسعود	در چار صد و چہار آمد بوجود
چون مدت بست و چہارش افزود	در چار صد و بست و چہار ...

واضح ہو کہ سن ہجری تین سو ترانوے مین سلطان محمود غزنوی نے قلعہ اجمیر

مفتوح کیا راجہ بیر بیلند یو تو ہنگام تحفظ اجمیر بمقابلہ سلطان مذکور قتل ہوا اور اس

بیٹے بیسلدیو نے بعد شکست پانے کے مسلمان ہو کر کالک جو نیہ علاقہ

جیپور کے پہاڑ پر سکونت اور گوشہ نشینی اختیار کی سلطان محمود نے سالار

کو جو سالار غازی کے باپ ستھے اور سلطان محمود کی بہن کی اون کے ساتھ

شادی ہوئی تہی اجمیر کا حاکم کیا اوسی عرصہ مین سالار غازی پیدا ہوئے جب

سن تمیز کو پہونچے اس مقام کو پسند کر کے چلہ گاہ مقرر کیا اس گنبد کی بنا کو نو سو

برس کے قریب عرصہ ہوا عجب دلچسپ اور پر فضا مقام ہے کہ اگر آدمی تمام عمر

یہان بیٹھا رہے تب بہی یہان کی سیر سے سیر نہو جدہر نظر جاوے بہار تازہ

نظر آوے۔

شادی دیو

یہ کاحال کتاب مونس الارواح مین اصطلاح لکہا ہے کہ یہ جن خواجہ
تہر سے ... اسے بعد مسلمان کرنے کے خواجہ صاحب نے
شادی رکہا تہا چنانچہ ... ام کا ... دوسری فصل
لکہا گیا ہے یہ مقام اوس کے نام ... مر ہنود اس مقام کی
... کو آتے ہین نذر بہینٹ چڑہاتے ہین ... یہ کہ پوجاری اس مقام
ان فقیر ہے گنبد پختہ کے اندر ایک بڑا پتہر تراشا ہوا چکر کے طور کا بشکل
کنگن رکہا ہوا ہے عوام کا قول ہے کہ اس چکر کو اجیے پال جوگی نے خواجہ صاحب
پر جادو کے زور سے پہنیکا تہا واللہ اعلم بالصواب گنبد کے غربی فرش سنگ سرخ
کا اور ایک دالان سنگین بنا ہوا ہے متصل اوسکے ایک حوض پختہ ہے
جسمین بارہ مہینے پانی رہتا ہے۔

قطب صاحب کا چلہ

اسی پہاڑ کے شرقی کمر کوہ مین قدوۃ السالکین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار
کاکی علیہ الرحمتہ کا چلہ بنا ہوا ہے خواجہ موصوف مرید و خلیفہ خواجہ معین الدین
چشتی کے تہے جب اجمیر مین آتے تہے اس مقام پر عبادت الٰہی مین مصروف
رہتے چلہ کے صحن مین بدرجہ اول ایک مسجد پختہ تین در کی جسکا گنبد ل راو کا
بنا ہے مولانا شمس الدین مرید مولوی فخر الدین صاحب دہلوی نے سن
ہجری گیارہ سو نوے مین بنا کر دارین مین نیکنامی لی اگرچہ مسجد کی محراب پر قطعہ
تاریخ لکہا ہوا تہا مگر اکثر لفظ کتبہ کے فرسودہ ہوگیے ہین صرف نام بانی مسجد کا اور
یہ شعر تاریخی بدشواری تمام پڑہا گیا ؎

داد پاسخ گو مورخ ذکر ہو رب مجید		جُست تاریخ سالش ہاتف از رحمت مزید

اس تاریخ سے سن ہجری گیارہ سو نوے نکلتے ہین چلہ ... صحن مین بدرجہ
م ایک محوطہ پختہ بنا ہوا ہے اوسکے اندر محمد شاہ خان کی قبر ہے جو نو...
ل ٹونک کے رفیقون مین تہا محوطے کے غربی ایک مسجد پانچ در کی ہے
ب محمد شاہ خان نے سن ہجری بارہ سو اوتالیس مین بنا کی احاطہ کے
ر سنگ مرمر کی لوح مین یہ کتبہ کندہ ہے ؛ اللہ اکبر

ا ... رد محمود عالی نگاہ	مزار محمد شہ دین پناہ
ر تاریخ نعیمہ گو بہ لطیف	زہے مقبرہ مسجد و خانقاہ

ماریخ بارہوین ربیع الاول سے چودہوین تک یہان میلہ ہوتا ہے اکثر زن و مرد
اتے ہین بہتیرے چوکیان بہرتے ہین نذرین چڑہاتے ہین متصل اس
ہے جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

فصل چوتھی

تالاب بیسلہ اور تعمیرات شرقی شہر اجمیر کے بیان مین

فیل سنگ

اجمیر کے شرقی گوشہ مین بیرون شہر پناہ اکبری محل معروف بہ میگزین کے قریب
ملک حوالی شہر کی ہے عین سڑک کے کنارے باڑیون کے کہیت مین؛
پیپل ایک پتہر کا ہاتی کہ عوام ہنود اوسکو بہیرون جی کہتے ہین اور اپنی
اجات دنیاوی اوس سے مانگتے ہین بنا ہوا ہے یہ ہاتی سنگ خارا کا ہے
اسکی سونڈ اور کان کسی شخص نے زمانہ سابق مین توڑ ڈالے ہین نشان باقی
تی پر سیندور اور تیل انہین عامی لوگون کا لگایا ہوا ہے البتہ سب

ہ کے بہت درست موجود ہین اور پشت اوسکی جون کی تون
ہاتی کے انداز پر بنی ہوئی ہے اصل اوسکی صرف اسقدر ہے کہ اہر
.. پہلے تو کئی فٹ اونچا یہ پتھر اسی نواح کے پہاڑ کا ہے جو زیر زمین
سے نکلا ہوا تہا اوسی کو تراش کر جہانگیر بادشاہ کے عہد مین کہ اوسوقت سن
ہجری ایک ہزار بائیس ستے یہ ہاتی بنایا گیا چنانچہ ہاتی کے پہلو سے راست
یہ شعر بخط نستعلیق کندہ ہے ۵

این کوہ پارہ فیل جہانگیر بادشاہ	تحفہ ز سنگ شد از حکمت آلہ

مصرع ثانی اسکا پوری تاریخ ہے ہرچند یہ پتھر کا ہاتی کچھ عمدہ چیز نہین ہے مگر چونکہ
یادگار ہے ذکر اسکا درج کتاب کیا گیا۔

۵ از تحریرات کرنیل ڈکسن در بنا دو ۱۸۵۴

سوبرہ ۰

ن عام کے مدار دروازہ کے روبرو ۱۸۵۴ء مین کرنیل ڈکسن صاحب
کمشنر اجمیر نے تعمیر کرایا ساخت اسکی نہایت خوشنما تعمیر کا
ہے جدا چارون طرف کنڈ کے اوپر خوبصورت خوبصورت بارہ دریان
ہین غرب رو دروازہ سنگ مرمر کا استوار نہایت شاندار جس پر
مہتری نشست گاہین تعمیر مین حفیظ نامی ایک معمار رہتا جس کی تدبیر سے
ہوا اگرچہ ایک دروازہ شمالی رو بہی اس کنڈ کا بنا ہوا ہے مگر بیشتر آمد
و رفت عام کی اسی دروازہ سے ہے کنڈ کے جنوبی لب سڑک
کونڈس صاحب سابق ڈپٹی کمشنر اجمیر کا تعمیر کرایا ہوا کونڈس
کے نام سے معروف ہے ہر قسم کے دوکاندار اسمین بیٹھتے ہین سودا
دوکانات سے پھر ایک دوکان کے روبرو چبوترہ ا

برآمدے بنوائے ہین جس سے حسن بلزار و چند ہوگیا تہا سے۔ بازار پر سمت شرق سراے پختہ نواب فیض اللہ خان بنگش کی بنوائی ہوئی نہایت استوار و محکم تہی مگر سن اٹہارہ سو چوہتر عیسوی مین بسبب زیر آمد اسٹیشن ریل کے کہد گئی۔

مسجد سرا

یہ مسجد خوش قطع سراے سابق کے دروازہ کے روبرو سن ہجری بارہ او نسٹہہ مین میر سعادت علی سابق میر منشی ایجنٹی راجپوتانہ نے بنا کرکے دنیا مین نام اور عقبیٰ کا کام کیا ایک چاہ پختہ مسجد سے ملحق سمت جنوب بنا ہوا ہے مسجد کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح مین بخط طغرا یہ قطع تاریخ کندہ ہے ؎

میر سعادت علی کرد و راجمیر طرح — مسجد و چاہ کہ ہست از چشمہ آب بقا
آنکہ از باقر علی تا بہ علی میرسد — حلقہ بحلقہ بہم سلسلہ اش مرحبا
ساختہ شد این مکان کرد بدل اجر آن — از رہ صدق و صفا نذر رسول خدا
از پے این سال نیک گفت ہمایون سرور شرع — چشمۂ زمزم صفت مسجد کعبہ بنا

کتبہ میر جلال الدین مرصع رقم سن بارہ سو او نتر ہجری۔ اب مسجد کے روبرو بسبب تعمیر ہونے اسٹیشن ریلوے کے بہت رونق اور گلزاری ہوگئی ہے اور ہوتی جاتی ہے قریب اسکے پہلے چشتی چمن تہا اب چشتی چمن کٹ کر اسمقام پر سراے پختہ سرکار درگاہ کیطرف سے بہت خوشنما تعمیر ہوگئی ہے اسکی لاگت مین تخمیناً چالیس ہزار روپیہ سرمایہ درگاہ شریف کا صرف ہوا ہے۔

مقبرہ عبداللہ خان

۔ ۔ ن اور لقب شاہی عبداللہ خان بارہ کے سیدون مین
را ور بڑے بہادر تھے فرخ سیر بادشاہ کے عہد سلطنت مین وزیر تھے
ہی منصب رکھتے تھے سیر المتاخرین مین حال انکا مفصل لکھا ہوا ہے
ھی سید میان نے اپنی حیات مین اس مقام پر ایک باغ مع مسجد کے سن
ی گیارہ سو پندرہ مین دانش خواجہ سرا کے اہتمام سے بنوایا اور آنا ساگر
ر روپیہ صرف کرکے باغ مین ڈالی تہوڑے عرصہ کے بعد منزل عدم
لی وسط باغ مین دفن کیے گئے سن ہجری گیارہ سو بائیس مین امیر الامرا سید
علیخان امیر الامرا فرخ سیر بادشاہ دہلی نے جو سید میان کا خلف الرشید
مرحوم کا مقبرہ ہدایت اللہ خواجہ سرا کے اہتمام سے سید میان کی قبر پر
۔ ۔ مقبرہ کی محراب جنوبی پر بخط نستعلیق کندہ ہے ۔ ہو الغفور الرحیم ٥

عادل عبداللہ خان عالیشان	پو رخت لبست ز دار فنا یدار جنان
خلق علی جو ز نیر تابان	کہ ہست حسین علیخان باتفاق جہان
یمن یعنی ہدایت اللہ را	اشارہ کرد ز ابروے حکم لطف نشان
شاہی لقب بہشت نشین	بنا کند چو فلک روضہ علو اشان
غیب ز سال بنائے اشرف او	۔ ۔ روضہ عالی بگوش دل پنہان

اور محلم بنا ہوا ہے پہلے مقبرہ کی چار دیواری کے اندر بہت تحفہ
۔ ۔ س باغ کا تو نشان بھی باقی نہین ہے مگر مقبرہ کے غربی جو سنگین مسجد
ہوئی ہے اوس کے کتبہ سے ظاہر ہے کہ یہان باغ بہی تہا چنانچہ مسجد کی
بخط نستعلیق یہ کتبہ کندہ موجود ہے ٥

انش تعمیر این مکان	آراستہ بروے زمین باد جاودان
مسجد یست نشان از جنین جہان	تاریخ این بنائے نکو روضہ جنان

مسجد کے صحن مین بہت پاکیزہ فرش سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے مسجد کے ہم
واسطے عبادات اور وظیفہ وظائف کے بنے ہوئے ہین۔ سید میان
کی چاردیواری کے اندر ایک چبوترہ سنگ مرمر کا بہت پاکیزہ و نفیس
گز طول و عرض کا بنا ہوا ہے اوسپر ایک محوطہ سنگ مرمر کا جالیدار ہے
عبداللہ خان کی بیوی دفن ہین جسقدر خوش اسلوب اور نازک یہ محوطہ
بنا ہوا ہے اوسی قدر مضبوط بھی ہے گرد ان مقبرون کے پختہ چاردیواری کھنیچی
ہوئی ہے دو دروازے چاردیواری کے ہین مگر ایک دروازہ نہایت شاندار
سنگ مرمر کا سمت شمال ہے جسکی محراب پر اللہ باقی من کل فانی اور سن ہجری
گیارہ سو ستائیس سن چار جلوس فرخ سیر بادشاہ غازی کندہ ہے ابتداے عملداری
سرکار انگریزی مین یہان جیلخانہ تھا اور بعد تعمیر جیلخانہ جدید کے عرصہ تک زراعت
ہوتی رہی اب بسبب ٹوٹ جانے سراے قدیم کے یہان سرا ہو گئی ہے۔

مدارا شاہ مجذوب

یہ بزرگ روشن شاہ کے مرید تھے اور وہ ہمیشہ گنگوانہ مین جو اجمیر شریف سے
چار یا ساڑھے چار کوس کے فاصلہ پر ہے رہا کرتے تھے وہ بھی درویش کامل تھے
اور یہ بھی مجذوب زبردست ہوئے اکثر لوگ انکے دیکھنے والے انکی کرامات
کے قایل ہین قریب المرگ اسی درخت کے نیچے جو اب آپکے مزار کے گرد قدرت
آلہی سے گنبد بن رہا ہے اور پہلے خشک تھا جب نشست ٹھیری تو قدرت خدا کی
وہ جال کا درخت سرسبز ہو گیا یہانتک کہ شاخین اوسکی زمین سے لگ گئین بعد
انتقال اسی جگہہ دفن کیے گیے اکثر لوگ انکی قبر پر جاتے ہین نذرین چڑہاتے ہین ؎

بقا اپنی فنا سمجھے وہ دکھہ بھرتے نہین | مرمٹے جو زندگی مین وہ کبھی مرتے نہین
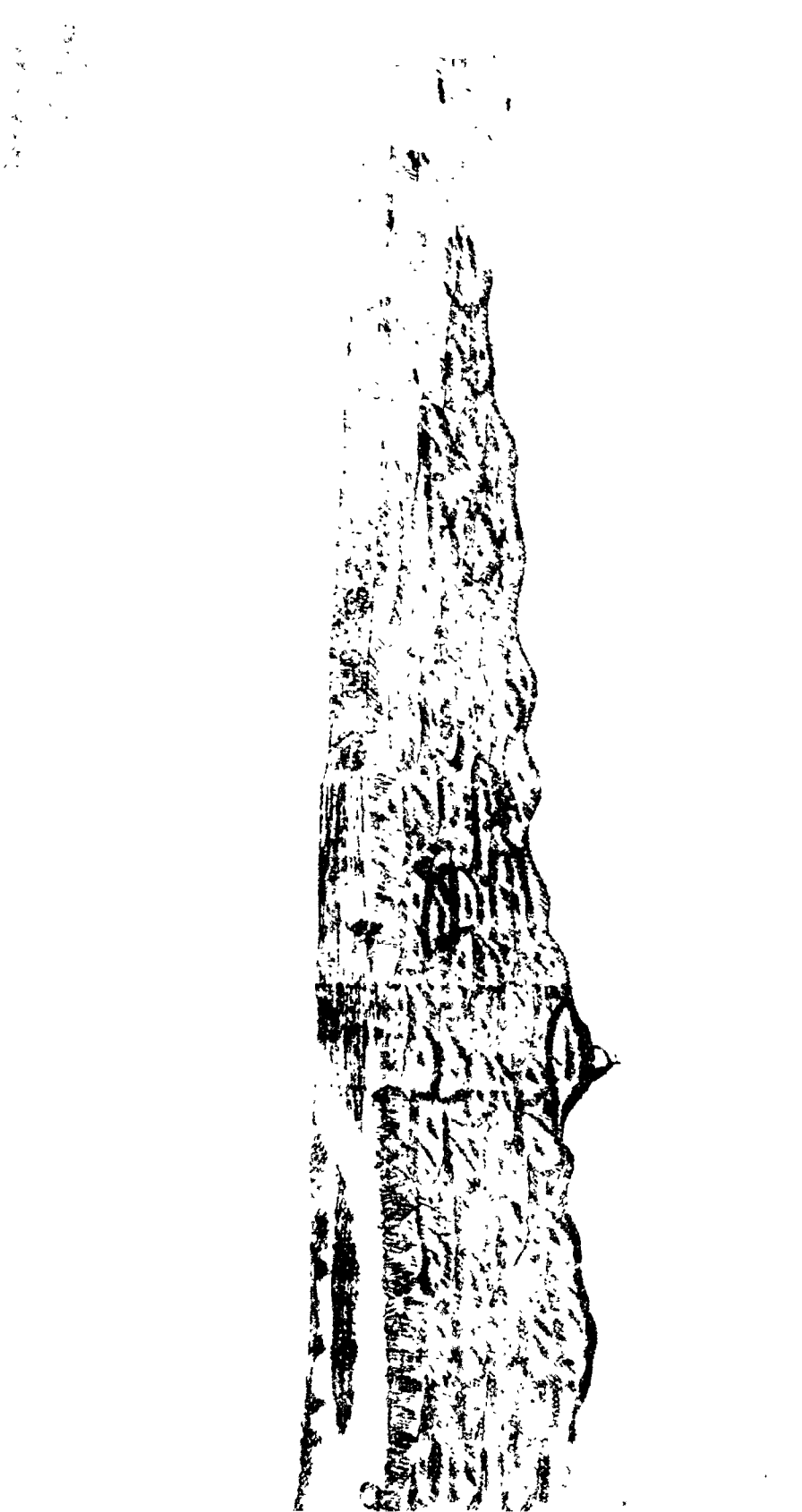
مقبرہ حسین علیخان

ہ عبداللہ خان کے مقبرہ سے غربی فصیل شہر کے قریب امیر الامرا سید
ن علیخان فرخ سیر بادشاہ کے وزیر کا ہے اسکی بنا کو تخمیناً ڈیڑہ سو برس
رسے تاریخ چھٹی ذوالحجہ سن ہجری گیارہ سو بتیس مین میر حیدر کے ہاتہہ سے
فتحپور مین قریب آگرہ شہید ہوئے اگرچہ میر حیدر نے بضرب پیش قبض
اوسیوقت غیرت خان سید مغفور کے خواہرزادہ نے اوس کا بہی کام
دیا واقعی دنیا دار مکافات ہے اس ہاتہہ دی اُس ہاتہہ لے نواح فتحپور سیکری مین
ید حسین علیخان اور غیرت خان کا جنازہ بڑے جلوس سے اجمیر مین پہونچایا گیا
فن کے عمارت عالیشان بنائی گئی اب تعویذ مزار تک ندارد ہے اور
کا یہ صورت ہے کہ چارون طرف سے دربند کر کے بطور کوٹہی کے بنالیا ہے
پہلے گورنمنٹ کالج اسمین تہا اور اب صاحب لوگ بکرایہ رہتے ہین ۔

تالاب بیلہ

لاب اسٹیشن ریلوے سے قریب جس جگہہ سرکُند کر اسٹیشن بنایا گیا ہے
شرقی راجہ بیسلدیو نے بنایا ہے تواریخون سے ثابت ہے کہ اس تالاب
دھد ہا بتخانے تہے پہلے تو سلطان محمود غزنوی کے وقت مین وہ مسمار
اور دوبارہ سلاطین غوری نے اونکو نیست و نابود کیا لکھتے ہین کہ محیط
ب کے پتلیان تو مرہٹہ کی عملداری تک موجود تہین اور اس حساب سے
ئی گئین تہین کہ جسوقت پتلیون کے منہہ تک پانی تالاب کا آتا سب کے
سے فوارے اُچہلتے تہے تالاب کا فرش بہی سنگین تہا مگر مٹی مین دب گیا

وصل پانچوین

بذکر تعمیرات جنوبی شہر

عیدگاہ

نواب میرزا چمن بیگ ولد مرزا عادل بیگ نے سن ہجری گیارہ سو
مین بنوائی ہے جن کے فرزند مرزا عزیز اللہ بیگ کی اہلیہ نے راقم کو بوجہ
[illegible] زادگی اپنا فرزند خواندہ اور متبنی کیا ہے ایک لاکھ روپیہ واسطے
عیدگاہ کے حضرت مولانا شمس الدین کے پاس مقام اُجین سے بھجوایا
احب موصوف نے مرزا احمد بیگ ولد مرزا غلام محمد بیگ مرحوم
ی شاہی کے اہتمام سے جو عاصی کے نانا ہوتے ہین عیدگاہ کو بنوایا حق
تو یہ ہے کہ اس نواح مین سو سو کوس تک ایسی با وسعت اور خوبصورت عیدگاہ
[illegible] ن آئی طول اس کا ایک سو تیس گز اور عرض چالیس گز سرکاری ہے
پانچ دروازے شرق رویہ مین پیش عیدگاہ اسیقدر طول اور باون گز عرض مین
دیواری پختہ کے اندر باغچہ ہے وسط کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح مین یہ قطعہ
ہے

شہ ملک توحید خواجہ معین
[illegible] ین پرورش سود عرش برین

[illegible] یضش شدہ فروز یب جہان
[illegible] گانہ زمان فخر دین متین

ز لطف و کرم آن ولی اللہ
شدہ شمس دین نور شرع مبین

ز عونش بنا کرد این عیدگاہ
چمن بیگ از روے صدق و یقین

بتاریخ سالش خرد این بگفت
شد آراستہ معبد اہل دین

وصل پانچوین

بذکر تعمیرات جنوبی شہر

عیدگاہ

نواب میرزا چمن بیگ ولد مرزا عادل بیگ نے سن ہجری گیارہ سو
...سکے فرزند مرزا عزیز اللہ بیگ کی اہلیہ نے راقم کو بوجہ
...یزادگی اپنا فرزند خواندہ اور متبنی کیا ہے ایک لاکھ روپیہ واسطے
تعمیر عیدگاہ کے حضرت مولانا شمس الدین کے پاس مقام اُجین سے بھجوایا
...صاحب موصوف نے مرزا احمد بیگ ولد مرزا غلام محمد بیگ مرحوم
احدی شاہی کے اہتمام سے جو عاصی کے نانا ہوتے ہین عیدگاہ کو بنوایا حق
تو یہ ہے کہ اس نواح مین سو سو کوس تک ایسی باوسعت اور خوبصورت عیدگاہ
...ین نہین آئی طول اس کا ایک سو تیس گز اور عرض چالیس گز سرکاری ہے
پانچ دروازے شرق رویہ پیش عیدگاہ اسیقدر طول اور باون گز عرض مین
دیواری پختہ کے اندر باغچہ ہے وسط کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح مین یہ قطعہ
تاریخ کندہ ہے ؎

شہِ ملک توحید خواجہ معین — ...ین پرورش سود عرش برین
...ریفش شدہ فرد زیب جہان — ...گانہ زمان فخر دین متین
...ر لطف و کرم آن ولی اللہ — ...شدہ شمس دین نور شرع مبین
...ر عونش بنا کرد این عیدگاہ — ...ر بیگ از روے صدق و یقین
بتاریخ سالش خرد این بگفت — شد آراستہ معبد اہل دین

آپ مہاراجہ مادہوجی سیندہیا کی طرف سے صوبہ مالوہ سے ملکو کہا روپیہ
مساجد وغیرہ کار خیر مین صرف کر کے عقبیٰ کا کام کیا دنیا مین نام کیا بعد فوت
جنازہ انکا بموجب وصیت کے اجمیر مین آیا درگاہ شریف مین سبیل کے متصل
مدفون ہین قبر انکی سنگ مر مر تحفہ سے بنائی گئی لوح مزار پر یہ مناجات کندہ ہے

پادشاہا جرم مارا در گزار	ماگنہگاریم تو آمرزگار
تو نکو کاری و ما بد کردہ ایم	جرم بے اندازہ بیحد کردہ ایم
مغفرت دارم امید از لطف تو	زانکہ خود فرمودۂ لا تقنطوا
بحر الطاف تو بے پایان بود	نا امید از رحمت شیطان بود

عبدک المعروف بالعصیان وانت المعروف بالغفران۔

نیا کالج

اس مقام پر پہلے تو کرنیل ڈکسن صاحب نے بہت وسیع باغ کی بنا ڈالی تہی درخت
بہی نصب ہوتے جاتے تہے مگر صاحب موصوف کی عمر نے وفا نکی یہ باغ ناتمام
رہگیا سن عیسوی اٹھارہ سو اڑسٹھ مین اس مقام پر نیا کالج تجویز ہوئی چنانچہ تاریخ
سترہوین فروری سن مذکور مین یہان صاحبان انگریز اور روسا اجمیر کا جلسہ
ہو کر بنیاد اسکی کرنیل کٹنگ صاحب بہادر گورنر جنرل ایجنٹ راجپوتانہ
نے اپنے دست خاص سے رکہی مکانات اسمین بمرتبہ فرحت افزا و نہایت
عمدہ بنے ہین باغچہ بہی پیش کالج بہت خاصا پر فضا لگا ہوا ہے۔

ملوسر

یہ پانی کا چشمہ پہاڑ کے دامن مین سنگین بنا ہوا ہے کسی زمانہ مین چشمہ کے

چہت دکن باغ تہا اب بہی جامن کے درخت اوس قطعہ مین موجود ہین
حوض کو یہان کے لوگ بڑا ملوسر کہتے ہین قریب اسکے دوسرا حوض اکتالیس
طول اور عرض کا نہایت خوش وضع ہے شرقی جنوبی زنانے گہاٹ
رات کے بنے ہوئے ہین پرندہ بہی اونکو نہ دیکہہ سکے پہر آدمی کی توکیا
ہے اگرچہ اس کے بہی شرقی جنوبی طرف باغ لگے ہوئے تہے مگر اب
باغ کا تو نشان بہی نہین ہے مگر شرقی سمت کا باغ ویران اب تک بہی موجود
ین پختہ اس باغ مین تین چار ہین ایک مسجد کے روبرو مربع حوض بنا
محال اور خراب اکثر باغ کے تختون مین زراعت ہوتی ہے
بعضے قطعون مین اقسام اقسام کے درخت کہڑے ہوئے کف افسوس مل
ہین نہ وہ باغ ہے نہ بہار ہے نہرون کی جگہہ پانی کے دہورے بلبل کی جگہہ بوم
نہ چمن نہ گلشن ہ

ہین اب بولتے اون مسدبرونہ زاغ		رہتے تہے طاؤس باغ

حوضون کی بنا کا حال کسی تواریخ مین راقم کی نظر سے نہین گزرا مگر بوڑہے
ن کی زبانی ایسا معلوم ہوا کہ ملوخان اور مولاخان کے بنائے
ئے ہین اور ان چشمون سے ایک کا نام ملوسر اور دوسرے کا نام مولاسر ہے
یری رائے مین یہ دونون حوض باپ بیٹون کے جس کا نام ملوا قبال خان
اور بیٹے کا نام ملوخان تہا جس نے بعد زوال سلطنت خلجیہ کے اپنا لقب سلطان
رکہا تہا بنوائے ہین بلکہ عرصہ تک ملوخان سلطان محمود خلجی کی طرف سے
اجمیر کا اور بعد فوت سلطان موصوف کے بطور خود حکمران رہا ہے اور
ی جگہہ فوت ہوا آیندہ العلم عند اللہ - عشرہ محرم کے روز ان حوضون پر خلقت
بڑا ازدحام ہوتا ہے اکثر تعزیہ دار اپنے اپنے تعزیون کو اسی جگہہ

سیراب کرتے ہین مگر چند اموں کے تعزیے بڑے جلوس اور روشنی سے قریب
پچھلی رات کے یہان پہونچتے ہین اور دفن کیے جاتے ہین اگرچہ تمام د
عشرہ کے یہان خلقت کا انبوہ رہتا ہے لیکن شب کو بڑی دھوم دھام ہوتی ہے

سیسہ کی کان

شہر پناہ اجمیر کے قریب سیسہ کی کان بہت دور تک پہاڑ کے اندر بطور
چلی گئی ہے بعض جگہہ کان کے اندر پانی کے ڈبرے بھرے ہوئے ہین
کیفیت یہ ہے کہ جیٹھہ بیساکھہ کے مہینے مین کان کے اندر سردی کا سا مو
رہتا ہے اگر گرمی کا مارا ہوا کان مین چلا جاوے تو فوراً جسم خنک ہو جاوے
بلکہ تھوڑی دیر کے بعد بسبب سردی کے بدن کانپنے لگے موسم گرما مین ا
لوگ وہان جا کر سردی کا لطف اوٹھاتے ہین پانی بھی یہان کا نہایت سرد
تا ہے مگر یہ مقام جیسا گرمی کے موسم مین سرد رہتا ہے اوسی قدر سردی کے
سم مین گرم پہلے منون سیسہ روزمرہ نکلتا تھا اب عرصہ
یہ جگہہ بھی قابل دید ہے

بڑے پیر صاحب کا چلہ

یہ مقام فرحت افزا پہاڑ سے اوپر واقع ہے وجہ تسمیہ اسکی یون ہے کہ ایک
شخص سید سونڈا نام قوم کا سید بغداد شریف سے غالباً درگاہ حضرت پیرا
قدس اللہ سرہ العزیز کی اینٹ اوٹھا لایا تھا قریب مرنے کے لوگون سے
یہ وصیت کی کہ بعد میرے اس خشت کو تعویذ قبر مین لگا دینا یہ وصیت کر کے
سید مذکور فوت ہو گیا لوگون نے بموجب وصیت کے عمل کیا ۔

زمین چمن دیا شدہ شدہ یہ مقام حضرت محبوب سبحانی کے چلہ کے نام
ہو گیا پہلے نواب خورشید خان مرحوم سے جو نواب امیر خان والی ٹونک
ن سے تھے مین تھا شمال رو دالان و در جے کے بنا کر رونق اسکی دوچند
اس کے شیخ اصغر علی نے جو اس چلہ کے متولی تھے اور کارخیر مین انکی
وف تھی گنبد اور مسجد اور صحن پختہ بنوایا جو کہ یہ مقام بلندی
بسبب نہونے چشمہ اور حوض کے خلقت کو نہایت تکلیف ہوتی
جہت سے حکیم ارشاد علی جاگیردار نے جو اس چلہ کے متولی ہین قریب دروازہ
مین خوشنما اور دالان پُر فضا اور چند دروازے اور صحن
دار ہین مین نیکنامی لی اور رونق اسکی چوگنی ہو گئی اس حوض کی بنا کو
برس ہوئے اب بارہ مہینے حوض مین بافراط پانی رہتا ہے شہر اجمیر کی
اور بہار اس مقام سے خوب نظر آتی ہے ربیع الآخر کے مہینے مین نوین تاریخ
گیارہوین تک بہت اچھا میلہ اس جگہہ ہوتا ہے ہر شب روشنی ہوتی ہے مگر
بکر دراز دحام خلایق کا بکثرت ہوتا ہے کل مرد عورت حاضرین میلہ کو عموماً
نہی اور خصوصاً مشایخین اور عمایدکو دستارین سرکار درگاہ کی طرف
تی ہین ۔

فصل چھٹی

تالاب پہکر کے بیان مین

پہکر

تین کوس اوس طرف پہکر ہے اگرچہ ہنود کہتے ہین کہ عمق اس تالاب کا

اجتک کسی نے نہین پایاتہ کو اسکے پانون کیسیکا نہین لگا کیونکہ اسمین پاتال
پہوٹی ہوئی ہے لیکن یہ بات قیاس مین نہین آتی کیونکہ جہانگیر بادشاہ نے
دریافت کرایا تہا تو اوسوقت بارہ گز سے زیادہ نہ نکلا تہا ظاہرا یہہ
ہوتا ہے کہ اس تالاب مین مگر بہت ہین جن کے خوف سے کوئی غوطہ نہین
ہندؤن کا یہ بیان ہے کہ اس مقام پر برہما نے جگ کیا تہا اور یہہ پہکر
کنڈ ہے یعنی آتشکدہ کہ جس مین جگ کے وقت میوہ جات اور
آگ روشن کرکے ڈالتے ہین فی الواقع ہندؤن کا بڑا تیرتہہ ہے بلکہ
تیرتہون کا گرو جانتے ہین اور تینتیس کرور دیوتا کا مرکز کہتے ہین اور اسی
سبب سے یہی کہتے ہین کہ اگر انسان سارے تیرتہون مین پہرے اور روے زمین
کے مندرون کی پوجا کرے جبتک اسمین نہ نہاوے گا ثواب کچہہ
نپاویگا کتاب اخبار الاخیار مین لکہا ہے کہ ہندوستان مین سب سے
پہلے جو حوض زمین پر کہودا گیا ہے وہ پہکر ہے مگر غلط ہے بلکہ حلقہ کوہ
مین مثل کنڈ کے واقع ہوا اور اوسکا بند بنایا گیا ہے اسلیئے ایک بڑا اور عمیق
تالاب ہے اور ہندؤن مین جو لوگ قیامت ہونیکے قایل ہین وہ یہہ
کہتے ہین کہ قیامت اسی حوض سے شروع ہوگی غرض اعتقاد اس قوم کا یہ
ہے کہ زمین کی دو آنکہین ہین داہنی آنکہہ تالاب پہکر اور بائین آنکہہ کتاچہہ
تالاب مکہیالی کی حدود مین متعلق صوبہ پنجاب لاہور الغرض شکل اس
تالاب کی ایک بیقاعدہ بیضاوی ہے اسکے کنارون کے گرداگرد خصوصاً
جانب مشرق جہان دلدل تا دامن کوہ پہیلی ہوئی ہے مختلف اقسام کی
عمارتین بنی ہوئی ہین ہر ہندو کے خاندان کیلئے یہان ایک مکان بنا ہوا ہے
بڑے بڑے مشہور ان مین وہ ہین جو کہ راجہ مان سنگہ والی آمیر یعنی جیپور ا

بانی ہولکر و جواہر لال رئیس بہرت پور و بجے سنگہ رئیس مارواڑ نے
سماوین بہی یہان بیشمار بنے ہوے ہین چنانچہ سماد جے آپا جونا گور
تہا اور سماد اوسکے بہائی سمناجی کی جو اس شہر کے محاصرہ مین
اس جا پر بڑی عالیشان بنی ہوئی ہین سب سے زیادہ شاندار عمارت
برہما کا مندر ہے جس کو گوکل پارکہ خزانچی مہاراجہ سیندہیہ
تیس ہزار روپیہ صرف کرکے بنوایا ہے اسمین جو لکہی مورت
ارشی ہوئی ہے اوسکے کلس کی جگہہ شکل چلیپا بطور صلیب
ہوئی ہے بنیاد اسکی برہمن لوگ یون بیان کرتے ہین کہ قبل از
مخلوقات خالق نے ارواح پاک آسمانی کو اس جگہہ پر جمع کیا تہا
جاکی عمل مین لائی گئین اس متبرک جگہہ کے گرد فصیل کہڑی کی
تہی کہ ناپاک ارواحین اوس کے اندر دخل نہ پاسکین اور یہ ثبوت
ثابت کرتے ہین کہ چارون طرف چار پہاڑ ہیں کہ اوس طرف جدا جدا کہڑے
جسمین قنات کہڑی کی گئی تہی وہ پہاڑ جو بجانب جنوب واقع
ہے بنام رتناگڑہ معروف ہے اوسکی چوٹی پر شوالہ ساوتری بنا ہوا ہے اوسکے
ب کی طرف جو پہاڑ واقع ہے وہ نیلگری یا کوہ نیلگون کہلاتا ہے بجانب
پہاڑ ہے اوسکو کسٹ کا کتر گر کہتے ہین اور جو بجانب مغرب ہے وہ بنام
سونا گور و نامزد ہے نندا یعنی مہادیو کا گہوڑا وہانہ گہاٹی پر بدین نظر رکہا گیا ہے
کہ وہ ریگستان کی ارواح ناپاک سے محافظت کرے کنہیا بہی یہی کام بجانب
شمال کرتا ہے یہان ہوم ہوا تہا لیکن از بسکہ ساوتری قبیلہ برہما وہان موجود
نہتی اوسکی تلاش کیے سے بہی کہین نہ پائی چونکہ ادائے رسمیات ہوم بغیر
عورت کے متعذر ہے اس لیے ایک گوجری خرد سال کو ساوتری کی جگہہ

بٹھادیا تھا یہ سنکر ساوتری ایسی ناراض ہوئی کہ وہ رتنا گڈھ پہاڑ مین چلی
وہان جاکر غائب ہوگئی اس مقام پر ایک چشمہ پانی کا نکل آیا جو اُ
اوسی کے نام سے نامزد ہے بروقت ادا کرنے ان رسمیات کے مہادیو
بھولا ناتھ بھی کہلاتا ہے اور مدام مخمور رہتا ہے آگ کو بجھانا بھول گیا و
پھیل گئی اور غالباً کل دنیا کو جلا دیتی لیکن برہما نے ریت سے اوسکو بجھا دیا
اس سبب سے ریت کے ٹیلے موجود ہین بعد ازان ناہر راو پڈھیار راجہ
اب ویران ہے آگے پڈھیار راجون کا دار السلطنت تھا اور اس ملک مین
بڑا راج یہی تھا سمت ۱۴۱۵ مین اوسکو ادجا اُرجودہ سنگہ راٹھور نے وہان
جودہ پور بسا کر دار الامارت اپنا مقرر کیا۔ جس کو جذام کی بیماری تھی شکار کے
پیچھے گھوڑا دوڑائے اس میدان مین آگیا اور یہان پہونچکر اوس نے اپنے ہاتھ
ہاتھ اس چشمہ مین دہوئے فوراً جو بیماری اوسکو لاحق تھی جاتی رہی جب تو
اوس نے یہان تالاب کھدوایا اور ہمیشہ اسی تالاب سے پانی پیتا یہ
اس مقام کی تواریخ ٹاڈ راجستان مین بھی مرقوم ہے۔ الغرض انند دیو ر
ہتوراے کے دادا نے اس تالاب کا باندہ باندہا اور اکثر جگہہ سیڑہیان سنگین
تالاب مین بنا کر کنارون کو خوش اسلوب کر دیا غرض اصل اس تالاب کی
ہے باقی برہمن کی خانہ ساز کہانی ہے۔ چارون طرف ستھرے
مکانات حویلیان مندر شوالے بڑی بڑی لاگت کے اکثر رئیسون ا
کے بنے ہوئے ہین کنارہ جنوبی پر ایک محل اکبر بادشاہ کا بنوایا ہوا تھا مگر
صرف اوس محل کے نشان باقی ہین پورب اور اوتر کی طرف تالاب
بستی مین اکثر برہمن لوگ رہتے ہین بستی کے بیچون بیچ کیشو رائے کا ایک
تھا بعضے برہمن اوسکو کلیان سے منسوب کرتے ہین عالمگیر نے او

مسجد عالیشان سنگ سرخ کی بنوائی ایک قدیم تھا
ہ کا تھا جسکو جہانگیر بادشاہ نے مسمار کیا تزک جہانگیری مین اس
س اس مندر کے مسمار کرنے کا یون لکھا ہے کہ سن ہجری
مین تاریخ ساتوین ماہ ذی الحجہ کو بہ قصد سیر و شکار تالاب پہکر
کا ہے متوجہ ہوا بعد شکار مرغ آبی وغیرہ کے بہر ا میں مین آیا پہکر
منجملہ اون کے رانا شنکر نے کہ میرے یہان امراء عظیم
نے ایک مندر کئی لاکھہ روپیہ کی لاگت کا بنایا تھا اور اوس مین
سنگ سیاہ سے ترشی ہوئی کہ سر اوسکا مثل سور کے اور جسم
آئی عقیدہ ہنود کا یہ ہے کہ اللہ تعالے نے پہلے یہی
اوس صورت کو مینے توڑکر تالاب مذکور مین ڈلوادی لوگون
تالاب کی انتہا نہین معلوم کرایا تو بارہ گز سے زیادہ گہرا نہ تھا
تالاب کا ڈیڑہ کوس جہانگیر نے بھی کئی ہزار سالانہ کی جاگیر مین یہان
برہمن کو عطا کی تھین بستی کے اندر بعد ضعف سلطنت اگرچہ شوالے
بڑی بڑی لاگت کے بنگئے ہین مگر تالاب کے کنارہ کی عمارتین سب
لب ہیں اور قابل سیر کے ہین پورب کی طرف ناگ پہاڑ واقع ہے اس
اور ندی وغیرہ کا پانی پہکر مین آتا ہے اسکی طرف کوئی مکان نہین
جب سورج تل راس یعنی آفتاب برج میزان مین آتا ہے ہزارون
دور سے آتے ہین علاوہ انکے اتیت جوگی تپشی بھی صدہا کوس
وہان ٹہیرتے ہین اور کاتک کی گیارس سے پونون تک ثواب عظیم
ہین یہ میلہ اکثر ملکون مین مشہور ہے ہر قسم کے بیوپاری جمع ہوتے
نسٹ بیل گہوڑے مارواڑ وغیرہ کے سوداگر لا کر بیچتے ہین اور

خاص کر لوگ اس میلہ سے یہ جانور بہت خرید کرتے ہین چنانچہ بیل اور
اونٹ اور گھوڑے مارواڑ کے اکثر اسی میلے سے سب طرف خرید
سوداگران اسپ کو سرکار انگریزی کی طرف سے ہزار روپیہ تو صرف
ام مین ملجاتا ہے اور منافع خاطر خواہ انعام سے علیحدہ کثرت خلایق کو سوا
چھہ دن تک رہتی ہے قریب اسکے کنشت پھکر جو بوڑھے پھکر کے نام سے
ہے اوسکو ہندو شیو کا بتلاتے ہین تیسرا دہ پھکر جو موضع بڑلہ کے متصل
مگران دونون تالابون پر کوئی میلہ بھی نہین ہوتا اور نہ کچھہ تعمیرات اس لایق ہین
جن کا ذکر کرنا واجب ہو پہلے سڑک پھکر کی موضع کھڑکیڑی کے قریب
تھی اور پیدل کا راستہ نیے سر کے قریب قدیم گھاٹی کہ جسمین گزر گاڑی کا نہ تھا
اوسکو دولت رام سیٹھ نے بنائی پھر میکناٹن صاحب سپرنٹنڈنٹ نے پہاڑ کو
کٹوا کر دوسری جگہہ موافق گزر گاڑی کے سڑک طیار کی چنانچہ گھاٹی پشکر کی
تعمیر کی تاریخ یہ ہے۔ ہمت حاکم دوران مکر کوہ شکست۔ اس تاریخ سے
نکلتے ہین۔ مگر برسات مین خراب ہوجاتی تھی اب سرکار دولتمدار دام اقبالہ نے
دونون گھاٹیون کے بیچ مین پہاڑ کاٹ کر ایک اور سڑک بنوائی شروع کی ہے
جس سے ہر طرح کی سواری بآسانی و آسایش تمام آتی جاتی ہے۔

باب تیسرا

قلعہ تاراگڈہ کے حال مین

فصل پہلی

بناء کرنیکا قلعہ تاراگڑہ

کوہ اربلی

عنبر سرشت | اسر مقتدایان چشت
چون سود براوج سر | محیط سپہرش بود تا کمر
جرم مہ و آفتاب | بران کوہ مانند چشم عقاب
شید و رومی عیان چشمہا | کواکب بود رنگ آن چشمہا
نسر طایر بگردون شتافت | کہ بر قلعہ اش راہ یابد نیافت
گراز ان قلعہ سنگی رہا | برزید فلک راز ہم قلعہ ہا
سود رخشان زمیغ | کہ آن کوہ را سود بر چرخ تیغ
قلعہ گاہ نگاہ | فلک چشمہ و چشم ماہی است ماہ
سبیل آن قلعہ پرشکوہ | ہزاران چو الوند و البرز کوہ
نصیر فاز دامن آن عقاب | فتد سایہ اش بر مہ و آفتاب
یا طالبا رفعت پایہ اش | کہ جا کرد خورشید در سایہ اش

یون مین اس پہاڑ کو جس کے دامن مین اجمیر بستا ہے اربلی پربت
زبان سنسکرت مین اربل معنی عمر کے ہین اسلیئے اسکو عمر
یعنی قدیم سے مشہور پہاڑ کہتے ہین بلکہ اسی سبب سے زمانہ سابق مین
پہاڑ کے نیچے جو بستی تہی اوسکو آدمیر کہتے تھے یعنی ہمیشگی کا پہاڑ غالبا
میر سے اجمیر نام بدل گیا ہے۔

قلعہ تارادہ

ن ہندی یون کہتے ہین کہ قدیم نام اس قلعہ کا تاراگڈہ ہے وجہ تسمیہ

اسکی یہ ہے مگر غلط ہے اسلیے کہ مہاراجہ رامچند کا ملک اجودھیا تھا اور بن
دکن مین ہوئی اور فتح لنکا کی کی ہے اس ملک سے کیا علاقہ تھا - بال
چند کے لشکر مین فوج بوزنہ کا سردار تھا اوسکی عور
س کا تارا تھا یہ قلعہ اربلی پربت پر بنوا کر نام اوس کا اپنے نام پر تاراگڈھ
رکھہ برس اسکی بنا کو گزرے - ہرچند کہ اس کی مدت تعمیر مین
لغہ معلوم ہوتا ہے مگر قدیم ہونا اس قلعہ کا دوسری کتابون سے
چنانچہ اخبار الاخیار مین جو بہت معتبر کتاب ہے یون لکھا ہے کہ
ور ہندوستان مین جو دیوار قلعہ کی سب سے پہلے بنائی گئی وہ ا
تاراگڈہ کی دیوار ہے مگر ٹاڈ صاحب نے تواریخ ٹاڈ راجستان مین اس
جیپال چکوا کا بنا کیا ہوا لکھا ہے جسکے عہد کو کچھہ اوپر سترہ سو برس گزرے
الغرض جب راے پتہورا سمت گیارہ سو پندرہ راجہ بکرماجیت مین پیدا
اور بلوغت کو پہونچا راجہ سیمس دیو نے جو پتہورا کا باپ تھا اپنی
مین پتہورا کو ولی عہد اپنا کیا اوسی عرصہ مین راجہ پتہورا نے ناگ پہاڑ پر
قلعہ بنانے کا ارادہ کیا کئی ہزار مزدور اور بیلدار کام تعمیر کرنے لگے کہتے ہین
جو عمارت دن کو بنائی جاتی تھی رات کو گرجاتی تھی بہر حال ابتک ناگ پہاڑ
قلعہ کی بنیاد کے نشان موجود ہین القصہ جب راے پتہورا نے ناگ پہاڑ کی
قلعہ کی تعمیر کو کسی خاص وجہ سے او ہورا چھوڑا تب گڈھ بیٹلی پر یہ قلعہ تعمیر کیا آٹھہ
بلند پہاڑ پر قلعہ تاراگڈہ بنا ہوا ہے اور اس مقام پر یہ جانتا
ہے کہ سب خاص و عام کی زبان پر بیٹھلگڈہ بھی اس
بولتے ہین ہرچند کہ نہایت قدیمی ہونا اس بنیاد کا کتابون سے ثا
ہوا لیکن یون خیال کیا جاتا ہے کہ وہ عمارت قدیم

شیں اسے وقتاً فوقتاً شہور تھی مسمار اور منہدم
را سنے اوس جگہہ پر یہ عمارت قلعہ نوائی جو اب تاراگڈہ
سنگ سرخ کا بہت خوبصورت اور بکمال مستحکم بنا ہوا تھا
تری کی عملداری مین جو اسکی مرمت موقوف ہوگئی بلکہ مغربی دروازہ
فصیل بھی کسی مصلحت سے ڈہادی گئی ہے اسلیئے اوسکی اصلی وضع
گیا پہلے سن ہجری پچانوے مین ولید بن عبدالملک مروانی
و عرب اسنے ایک فوج جرار بھیکر ہندوستان مین تہلکہ ڈالا اوسر
ن سنے بڑے بڑے معرکے کیے یہان تک کہ پہلے تو تمام سندہ مین اوسکا
عمل دخل کرلیا اور بہت سے راجاؤن کو اپنا باج گذار کیا اوس فوج کے
بن قاسم سنے بعد فتح و تسلط سندہ کے گجرات کو فتح کرکے اجمیر پر
کی اوسوقت دولہا راسے نے مقابلہ کیا بعد بہت سے کشت و خون کے
ں اوس کے فرزند لوت نامی کے مارا گیا اور قلعہ تاراگڈہ اول صدی
ی مین فتح ہوا یہان بخوبی تسلط کرکے محمدؐ بن قاسم نے چیتوڑ گڈہ کی جانب عزیمت
ی وہان باپا راول والی چیتوڑ مورث رانا اودیپور سے شکست کہائی اور
لوٹ گیا مگر مورخون نے لکھا ہے کہ باپا راول خراسان جاکر مسلمان ہوگیا۔

حصہ دوسری

سید حسین سے تشریف لانے اور منصب شہادت پانیکے بیانمین
ر کتب تواریخ خصوصاً چہار گلشن اور تواریخ فرشتہ وغیرہ مین یون
، کہ آپ قوم کے سید اولاد مین حضرت امام زین العابدین بن امام حسین
سلام بن حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے ہین شہاب الدین غوری کے

امیرون مین افسر فوج کے تھے جب سلطان مذکور راستے پتھورا پر فتحیا ۔
اور قطب الدین ایبک کو نائب سلطنت کر کے براہ کوہ سوالک محالات کو
رت کرتا ہوا غزنین ہونچا سلطان قطب الدین ایبک نے سید حسن مشہدی
جو عم بزرگوار سید حسین خنگ سوار کے تھے قلعہ دار اجمیر شریف کا کر دیا
حسن مشہدی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو خواب مین دیکھا
کہ آپ فرماتے ہین اسے فرزند تم اپنی لڑکی عصمت اللہ کا نکاح خواجہ معین
سے کرو جب آپ بیدار ہوئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے جو
اجمیر مین تشریف رکھتے تھے جا کر حال خواب کا ظاہر کیا یہ مضمون سنکر حضرت
خواجہ نے کہا کہ اگرچہ میرا سن اب قابل نکاح کرنے کے نہین ہے مگر بموجب
جناب امام کے مین نے قبول کیا آخرش حضرت بی بی عصمت اللہ سے خواجہ ممدوح
نے نکاح کیا صاحب سیر العارفین لکھتے ہین کہ ہزار ہا زن و مرد ہدایت فر
امیر سید حسن معروف بہ سید وجیہ الدین اور امیر سید حسین خنگ سوا
اسلام قبول کرتے تھے اور آپ موافق مذہب صوفیہ کے کسی شخص کو از را
حکومت تکلیف امر بالمعروف کی نہین دیتے جسکی خوشی ہوتی ایمان لاتا اور
جسکی نہوتی اوس سے کچھہ تعرض نہ تھا آخر ایام سلطنت قطب الدین ایبک
مین ہنود اس دیار کے عداوت قلبی سید حسین خنگ سوار سے بسبب ترقی
روز افزون اسلام کے رکھنے لگے جب خبر فوت ہونے قطب الدین کی شہر اجمیر مین
ہوئی اوسوقت راے پتھورا کے علاقہ دارون نے ایک جماعت کثیر کو اپنے ساتھہ
ارادہ شبخون کا کیا آپ جماعت قلیل کے ساتھہ اوس رات قلعہ پر تشریف
تھے اور لشکر کے آدمی اکثر بر کنون مین واسطے تحصیل زر شاہی کے متفرق
الغرض وقت شب تاریخ سترہوین رجب کو کہ سن ہجری پانسو اٹھا

راہ قلعہ مین اوترے اور شبخون کیا حضرت امیر سید حسین کہ
حض بے خبر تھے مع جماعت مسلمین شہید ہوئے مگر کفار بھی آپکے
دوستوں کے ہاتھہ سے اسقدر مارے گیے تھے کہ خون کا نالہ قلعہ تارا گڈہ
تاریخ شہادت حضرت ممدوح کی ماہتاب ملک ہند ہے حضرت
اس واقعہ کی پہلے ہی خبر تھی وقت سحر مع اپنے مریدون اور خادمون
پر تشریف لیجاکر سید حسین اور آپکے ہمراہیون کو جو شہید ہوئے تھے دفن کیا

فصل تیسری

بذکر تعمیرات قلعہ

درگاہ میران سید حسین خنگ سوار

مزار پرانوار پر عمارت پختہ نہ تھی سن ہجری ایک ہزار چوبیس مین اعتبار
نے سراسنے جو اکبر کے عہد مین منصب دو ہزاری اور جہانگیر کے عہد مین
سہ ہزاری ذات اور پانچ ہزار سوار رکھتا تھا ممتاز خان کے خطاب سے
مزار شریف پر عمارت روبنوائی کلس زرین گنبد کے ابتک جگمگ
رو دروازہ کے کھڑکی پر یہ اشعار کندہ ہین ؎

زمانہ جہانگیر بادشاہ	کاندر زمان اوشدہ آسودہ دل جہان
در وہم ز عہد جلوس مبارکش	شد فتح ملک رانا از ان شاہ کامران
اندر اجمیر آن شاہ گنج بخش	بر تخت زرنشستہ بداز فتح شادمان
بر افزون بست وچہار سال	گیتی ز عدل و داد ش چون روضہ جنان
مقدس سید حسین کرد	این پنجرہ ز صدق بصفا اعتبار خان

ایکا مزار شریف تاش بادلے کے قبر پوشون سے ڈہنکا رہتا ہے سر
کی حضرت شہیدانہ پر دستار زر تار جسپر موتیون کا سہرا پڑا ہوا نظرون مین
لیا جاتا ہے چاندی کا چتر اور چپین مزار فیض آثار پر آویزان ہین
جو کہتون مین آئینے کٹہرے کے اندر جڑے ہوئے پہولوا
ہو کے لطف دیتے ہین شان محبوبیت آپکے روضۂ اقدس پر پائی جاتی
حضرت سید ابراہیم خنگ سوار کا ایک عالم گواہ ہے مزار پرنور جن وانس کا
گاہ ہے روضہ شریف کے غربی کمانجے راؤ سیندہیہ نے سات در کا دالان
کا نہایت خوش وضع بنوایا سن ہجری بارہ سو ستائیس مین بنیاد اس کی
شروع ہوئی اور سن بارہ سو اونتیس ہجری مین اختتام کو پہونچا فرش محراب
مرغول ستون بہت نفیس سنگ مرمر کے ہین اور غربی دیوار کے محراب پر
یہ اشعار کندہ ہین ؎

معدن نور منبع اسرار	ہست درگاہ شاہ خنگ سوار
ساخت دالان کہ ہست رشک بہشت	راؤ کمانجے سیندہیہ بوقار

۱۲۲۷ھ

اور تاریخ اختتام تعمیر کی یہ کندہ ہے ؎

کمانجے راؤ چون کردہ بناے	مکان پر فضا بر کوہ محکم
پئے تاریخ جستم	احاطق تا قیامت باد قایم

اس دالان سے ملحق روضہ شمالی ایک اور دالان خوش اسلوب سن
ہجری بارہ سو بائیس مین بالا راؤ انیگلہ نے بنا ڈالی اور سن ہجری بارہ سو تیئیس
مین بنکر طیار ہوا اسکی محراب پر یہ اشعار کندہ ہین ؎

از بشارت سید الشہدا حسین خنگ سوار	کرد دالان راؤ بالا انیگلہ پیش
یک ہزار و دو صد و افزون ازین بست و دو	سال ہجرت خانہ

ہچار دیواری کے دو دروازے ہین ایک شرق رو دوسرا
دروازہ شرقی تعمیر زمانہ قدیم کی ہے اور جنوبی دروازہ سنگ مر
بارہ سو چھبیس مین بنا ہے دروازہ کی محراب پر یہ قطعہ اسکی :

شاہباز ملکِ دین — قاتل کفار آن سید حسین مہ جبین
نِ فتوت و اتقا — واقف سرہا آن مہبط نور مبین
ن مشکلکشای انس و جان — مفخر کون و مکان آن حاکم دنیا و دین
سایہ عرف از عطر جنت ہر طرف — مرقدش بردہ شرف چون طور بر کوہ زمین
بنا از سنگ مرمر شد مزین — شد مرتب بر زمین بر صفحہ اش دُر ثمین
نجا او کردم سوال از عقل کل — گفت چو تاریخ او از روضہ سلطانِ دین

مین زیر دروازہ شرقی خنگ گھوڑے کی قبر ہے یہ گھوڑا حضرت امیر
حسین کی سواری کا تھا اسکی قبر پر سبز پوش کے اوپر بجاے میر فرش سا کے
سا بہتر رکھے ہوئے ہین عوام مین جو یہ بات مشہور ہے کہ حضرت بدیع الدین
اسنے یہ غلولہ جانورون کو لاشون پر سے اڑانے کیواسطے پھینکے تھے محض
اول تو حضرت مدار صاحب اور امیر سید حسین خنگ سوار کے زمانہ مین
رق بہت ہے دوسرے اتنے بڑے غلیلونکا ہونا خلاف قیاس ہے کیونکہ
بھی چار چار سیر کم نہین ۔ روضہ کے غربی دوسرے درجے مین مسجد
سا اور خوشنما مولوی مجید الدین مرحوم صدر امین اجمیر کے اہتمام سے
یہ دھوئی طول اسکا چوبیس گز اور عرض چھہ گز سنگکاری صحن اسکا بہت
، رابعہ سوم مین عمدہ عمدہ دالان عالیشان جنوبی شمالی حصہ مین ہین
، ایک مسجد قدیم نہایت محکم اوسکے آگے صحن مین شہیدونکے مزارات

ور ایک حوض پانی کا بنا ہوا ہے سمت شمال دالانوں سے نیچون بیچ
زمانہ جلال الدین محمد اکبر کا بنا ہوا بہت خوش وضع ہے۔

بلند دروازہ

یہ دروازہ بلند روضہ حضرت امیر سید حسین سوار کا اسمعیل قلی
اجمیر نے سن ہجری نوسو چہتر مین سنگ سرخ سے بنوایا اونچان اسکی
چونسٹھہ فٹ اور چوڑان سترہ فٹ فرش دروازہ کا سنگ مرمر مصفا
اگرچہ بخط النسخ کتبہ محراب دروازہ پر کندہ ہے مگر چونکہ ہر سال دروازہ پر
سیماقی ہے اسلیے بخوبی پڑہنے مین نہین آتا دروازے کے اندر سنگ مرمر کی
لوح مین یہ قطعہ اسکی تاریخ کا کندہ ہے ؎

بعہد پادشاہ آسمان قدر	پناہ ملک و ملت ظل یزدان
جلال الدین محمد اکبر آن شاہ	کہ دارد در نگین ملک سلیمان
بدین درگہ کہ ہمچو کعبہ آمد	سوادش عین نور و نور اعیان
بنا فرمود این ایوان عالی	کریم الذات اسمعیل قلی خان
ز کاخ دلکش تاریخ اتمام	اگر خواہد کسے میاید آسان

کتبہ الراجی درویش محمد الحاجی المشتہر بہروی۔ بلند دروازہ کے نیچے درجہ
رم مین متعدد دالان ہین ایک مسجد بہی پختہ اور خوشنما بنی ہوئی ہے صحن
انکے کثرت مزارات سے ایک شہر خموشان بنا ہے وجہ چہارم کے
دو دروازے ایک شرق رو دوسرا شمال رو ہے دروازہ شمالی کے متصل
آہنی دیگین ہین ایک دیگ نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ کی بنوائی ہوئی اور
دوسری ملا عاری کی یہ قطعہ اسکی تاریخ کا دیگ کے اوپر کندہ ہے ؎

ہماری کو دور تعمیر ریلی	بادنامش درجہان روشن بمثل آفتاب
اسکے چندش نمودہ اہتمام	گفت ہاتف سال تاریخش جہان شد فیضیاب

رسولہوین تاریخ سے اٹھارہوین کی دوپہر تک بہت اچھا میلہ ہوتا ہے
زیارت کو آتے ہین مرادین مانگتے ہین نذرین چڑہاتے ہین
سماع مین خاص وعام کا ازدحام روشنی کا لطف تمام درجہ سوم
رنگا ہوا خلقت کی کثرت سے ہر درجہ بہرا ہوا ارباب نشاط کا
اللہ کی دہوم کہین جلسۂ احباب منعقد کہین فقرا کا مجمع از حد دو کانون
اقسام کی جنس رنگ برنگ کے پہول طرح طرح کی مٹہائی قرینہ سے
اسلئے خورسند مجاور لوگ نذر نیاز سے سودمند مگر بڑا تعجب
آپکی درگاہ کے خادم سب کے سب امامیہ مذہب رکہتے ہین یہ لوگ د سط
وضہ کے کہرے کے گرد کئی سیر سرخ کلاوہ کا لچہا تان دیتے ہین جس وقت
ب ہوتا ہے اوسوقت ہندو اوس کلاوہ کو لوٹتے ہین ہر چند کہ یہ رسم ساختہ
رعا محض بے اصل مگر اسکے لٹتے وقت عجیب رقت کا عالم ہوتا ہے
لکہنے سے قلم کی زبان شق ہوئی جاتی ہے شبخون کا ہنگامہ آنکہون کے
رہتا ہے درگاہ کے قریب سمت جنوب گنج شہدا مین کثرت سے شہیدون
ت ہین سن ہجری ایک ہزار بائیس مین گنج شہدا کی چاردیواری پختہ
ن کلان نے جو جہانگیر کے امیرون مین سے تہا بنوائی سمت شرق رو
دیواری کا دروازہ ہے دروازہ کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح مین
اشعار کندہ ہین مگر فی الحال جس پتہر پر یہ کتبہ کندہ ہے درگاہ مین رکہا
شاید کسی باعث سے گر گیا ہوگا دو شعر و نکا مضمون بوجہ فرسودہ
الفاظ کے پڑہا نہین جاتا ہے

درزمانِ شہ رفیع مکان شد	کہ بنازو بہ دہر او دوران
آن شہنشہ کہ ذات او آمد	باعثِ عدل وداد وامن وامان
شاہ گیتی پناہ نورالدین	برجہان ست سایۂ یزدان
بانی این بنائے لطف آئین	باسیکے سال او خرد گفت آن
دولت است از وزیرخانِ کلان	کم نشان چنین ز دولت دان

باب چوتھا

پہلا

نقل ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی قصبہ سجستان مین جو بلاد غور ... سن ہجری پانسو سینتیس مین پیر کے دن پیدا ہوئے آپکے والد کا ... سید غیاث الدین احمد اور والدہ ماجدہ کا اسم گرامی حضرت بی بی ماہ نور اور اقتباس الانوار مین نام حضرت کی والدہ شریفہ کا بی بی خاص الملکہ ... ن سے تاریخ تولد حضور خواجہ غریب نواز کی عاشق نکلی ہے ... لد آپکا سن ہجری پانسو ستائیس مین معلوم ہوتا ہے حضرت ... بڑے مشائخ عالی نسب والاحسب گذرے ہین اور اکثر مشائخ کبار ... ن اور عارفان بالکمال کے دیکھنے والے تھے رحلت آپکی سن پانسو ... ن ہوئی مزار پرانوار آپکا متصل دروازہ شام کے ہے اکثر طالب ... ن کے مزار مبارک سے فیض حاصل کرتے ہین۔

نقل ہے کہ آپ کسی سفر مین ایک روز آتش پرستون کی بستی مین ... ایک آتشکدہ تھا قریب اوسکے حضرت ممدوح تشریف فرما ہوئے چونکہ آپ روز...

۵۲۷ھ

قریب تہا خادم سے چاہا کہ آٹا نکالکر روٹی پکا دے آتش
یہ شخص مسلمان ہین نزدیک آگ کے جانے نہ دیا اور نہ آگ
متگار نے ویسا ہی حال عرض کیا آپ وضو سے فارغ ہو کر آگ کی
مختار نام ایک آتش پرست تہا اپنی بغل مین ایک لڑکا بعمر
ہر اتہا آپ نے اوس سے دریافت کیا کہ تم اس آگ کی کیون
کرتے ہو مختار بولا کہ ہمارے یہان آگ کو نور آلہی جانکر پرستش کرتے
فرمایا کہ مختار تمکو بہت مدت گزری کہ تم اس آگ کو پوجتے ہو تھوڑی
سا لو یا ہاتھ اوسمین ڈالو وہ تمکو اپنا بندہ جانکر نجلا دیگی مختار بولا
آگ کی جلا دیتا ہے یہ سنکر آپ نے اوس لڑکے کو مختار سے لیا اور
اوس آتشکدہ کے اندر چلے گیے اور آیت قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا
تمام آتش پرست شور وغل کرنے لگے کسیقدر عرصہ
لڑکے سمیت برآمد ہوئے مطلق اثر آگ کا آپ پر اور اوس
آپ کی برکت سے ہو امغان نے اوس لڑکے کی سلامتی پر تعجب کیا اور
کہ آتشکدہ مین کیا نظر آیا اوس نے صاف صاف کہا کہ بعبدم
لیکر چلا بسبب خوف کے مین سہم گیا اور آنکھین بند ہوگئین
دیکھتا ہون کہ اسکے اندر ایک باغ پرفضا اور دلکشا ہے انواع
پہول خوشرنگ کہل رہے ہین اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی
دلکو عجب طرح کا سرور حاصل ہوا اور مینے اچھی طرح اوس باغ
سیر سے سیری حاصل کی۔ یہ حال سنکر جمیع آتش پرست ان کے
ہوئے اور اوس آتشکدہ کو بجھا دیا حضرت نے مختار کا نام عبداللہ
نام ابراہیم رکھا اور یہ دونوں خدا رسیدہ ہوئے اڑہائی سال

ک آپ وہان رہے اور تمام ادنی اعلیٰ وہان کے
ہوئے کتاب انیس الارواح جو خاص تصنیف حضرت خواجہ بزرگ کی ہے او
تحریر فرماتے ہین کہ مین ہارون سے جب بغداد شریف مین پہونچا تو
کیا کہ یہان کوئی درویش صاحب کرامت بھی ہین سب نے باتفاق
خواجہ عثمان ہارونی کو قطب الوقت بیان کیا یہ سنکر حضرت کے خانقاہ مبا
مین پہونچا اوسوقت حضرت خواجہ عثمان حضرت جنید بغدادی رحمتہ
کی مسجد مین نماز پڑہنے کو تشریف لیگئے تہے مین بہی دریافت کرتا ہوا او
مسجد مین پہونچا اور وہان دولت ملاقات سے مشرف ہوا اوسوقت سن
آپکا باون برس کا تہا مجہے دیکہکر فرمایا کہ دوگانہ نماز کا ادا کر رکعت اول مین
الحمد اور ایکبار سورہ اخلاص اور دوسری رکعت مین ایک بار سورہ
فاتحہ اور ہزار بار قل ہو اللہ احد مین نے بموجب ارشاد کے دونو
ادا کین پہر ارشاد ہوا کہ قبلہ رو ہوکر سورہ بقر انتہا تک اور ۳۳ بار کلمہ سبحا
کہہ جب مین فارغ ہوا میرا ہاتہہ پکڑ کر فرمایا کہ اے رب العالمین معین الد
قبول فرما اور سر مبارک سے ٹوپی اوتار کر میرے سر پر رکہی اور فرمایا کہ ہزار با
اخلاص پڑہ جب وہ بہی ختم کی تب ارشاد ہوا کہ چار سے خانہ
رات دن کا مجاہدہ ہے آجکی رات اور دن عبادت مین بسر کر
ن مجاہدہ مین گزرا نکر حاضر خدمت ہوا حکم بیٹہنے کا
ن ہوا آسمان کی طرف دیکہہ مین دیکہنے لگا فرمانے لگے کہ کیا
عرش اعظم سے تحت الثریٰ تک کوئی حجاب باقی نہین پہر فرمایا آنکہہ بند کر
فرمایا کہول پہر حضرت نے دو انگلیان کہڑی کر کے فرمایا کہ ان کے
مین کیا نظر آتا ہے عرض کیا کہ یہ اونگلیان جام جہان نما ہین کل

ں سے اوسوقت خوش ہو فرمایا نہ ۔ ن الدین تیرا کام پورا
زر مصلے کے نیچے سے نکالکر فرمایا جاو رفقرا و مساکین کو
تقسیم کر کے حاضر خدمت ہوا آپنے فرمایا کہ اسے معین الدین ہمارے
ن نے اپنا فخر او رخوش نصیبی سمجھکر اقبال کیا بعد چند عرصہ کے
معظمہ فرمایا جب مکہ معظمہ مین پہونچے میرا ہاتھہ پکڑ کر خانہ کعبہ
اور جناب باری مین التجا کی کہ پروردگار میرے معین الدین
دعا فرمائی کہ آلہی اس درویش کو قبول فرما غیب سے
ن کو قبول فرمایا۔ شیخ تاج الدین نبیرہ حضرت شیخ شہاب الدین
ہم سنتے تھے ایکایک غیب سے آواز آئی کہ اے
راضی ہین تجھہ سے اور تیرے پیروٗن سے بعد اوسکے عزم مدینہ
ں پہونچے آپنے مجھسے فرمایا کہ سلام عرض کر جب آپنے سلام عرض
مبارک سے جواب آیا وعلیکم السلام یا قطب المشائخ اوسی دن
مرشد کا خطاب قطب المشائخ ہوا۔
ہین حضرت خواجہ قطب الدین اویسی رحمتہ اللہ علیہ سے نقل لکھی ہے
ہین حضرت خواجہ صاحب گزرتے تو گورستان مین اوترا کرتے ستھے
والون کو خبر ہوتی اور حضرت کے کمالات سے واقف ہوتے تو آپ وہا
ات دن مین دو ختم قرآن شریف کیا کرتے حضرت سلطان المشائخ
ین اولیا لکھتے ہین کہ حضرت خواجہ صاحب کو ریاضت اور مجاہدات
تھا کہ ادنی درجہ یہ ہے ساتوین روز پانچ درم وزن کہ ساڑھے سترہ
کی خشک روٹی کا ٹکڑا پانی مین ترکرکے تناول فرماتے تھے اور
کیا ہوا پہنا کرتے اور کہین سے پھٹ جاتا تو اوسمین جسطرح کا پیوند

آتا لگا لیتے - نسب نامہ آ ... زالانساب مین اسطرح لکھا ہے
خواجہ معین الدین حسن سنجری ابن خواجہ غیاث الدین ابن سید ضیاء الد
ین سید ابوالمعالی بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن امام موسی کاظم
ام حضرت جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن
ضرت ابو عبداللہ سید الشہدا ابن اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن
ابیطالب علیہ السلام اور شجرہ انساب و مرات الاسرار و ماین المعد
نسب نامہ آپکا یون لکھا ہے کہ خواجہ معین الدین حسن بن خواجہ غیا
بن خواجہ نجم الدین طاہر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن
ادریس بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن حضرت
امام زین العابدین بن حضرت امام حسین بن حضرت امیر المومنین علی مر
کرم اللہ وجہہ یہ رباعی سن ولادت و مدت عمر و وفات شریف حضرت
بزرگ کی مشہور ہے رباعی

ولادت عاشق نہ سال عمر ش	بود و روالی ہند آشکار
وفاتش آفتاب ملک ہند ست	زابجد کن شمار این را خدارا

چونکہ آپکو بیعت سلسلہ چشتیہ مین ہے لہذا چشت سے منسوب ہے اور چشت
نام ایک شہر کا ہے ہرات سے قریب کہ اس زمانہ مین اوسکو شاقلان
اور اس خاندان چشت کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ چار بزرگوار اس سلسلہ عالیہ کے
ساکن چشت تھے اور اوسی مقام متبرک مین آسودہ ہین اول
چشتی دوم خواجہ ناصر الدین ابو محمد چشتی سوم خواجہ ابو یوسف چشتی
خواجہ قطب الدین مودود چشتی جبکا سلسلہ ارادت ان بزرگوار ون تک
ہوتا ہے اوسکو چشتی کہتے ہین - الغرض آپ سادات حسینی

یا سے فوت ہو

مین جکی پانی چھوڑا اوس موضع مین ابراہیم قندوزی مجذوب کامل
گزر انکا حضرت خواجہ غریب نواز کے باغ مین
بزرگ درختون کو پانی پلا رہے تھے جب ابراہیم قندوز
تھے اونکے چومکر درخت کے سایہ مین بٹھلایا اور خوشہ
اونکے لا کے ابراہیم قندوزی نے ایک کھل
دانتون سے چبا کر حضرت خواجہ کو کھلا دیا بالفور کھانے کے
کینیچا دنیا کی محبت اور گہر بار کی الفت دل سے اٹھہ
وغیرہ فروخت کرکے زر قیمت درویشون کو دے ڈالا اور وہان سے
کر کے طرف سمرقند اور بخارا کے تشریف لیگئے حضرت حسام الدین
مدت مین رہ کر قرآن شریف حفظ کیا اور علوم ظاہری مین دستگاہ
بعد از تکمیل جانب عراق عرب توجہ فرمائی جبکہ قصبہ ہارون مین
نیشاپور سے پہونچے وہان حضرت خواجہ عثمان چشتی ہارونی کے در
رہ اونکی صحبت سے بہرہ کامل اوٹھایا پہر عبادت و ریاضت مین غرق
سلسلہ طریقت آپکا یہ ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین مرید حضرت خواجہ
ونی کے جنکا مزار مبارک مکہ معظمہ مین متصل مکان شریف صاحب کے
وہ مرید حضرت حاجی شریف زندنی کے اور وہ مرید خواجہ قطب الدین
کے اور وہ مرید اور خلیفہ اپنے والد بزرگوار خواجہ یوسف چشتی
وہ مرید اپنے ماموں خواجہ محمد چشتی کے اور وہ مرید اپنے والد ابو محمد
اور وہ مرید خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی کے اور وہ مرید خواجہ
دینوری کے اور وہ مرید شیخ امین الدین ابو ہبیرۃ البصری کے اور وہ مرید

شیخ سدید الدین سے اور وہ مرید سلطان ابراھیم بن ادھم بلخی
ابو الفیض فضیل کے اور وہ مرید شیخ ابو الفضل عبد الواحد بن زید کے اور
حضرت شیخ حسن بصری انصاری کے اور وہ مرید
علی ابن ابیطالب کے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ مرید اور خلیفہ حضرت سرور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الغرض مدت بیس برس
مہینے تک ریاضت اور مجاہدت کر کے خرقہ خلافت کا اپنے پیر و مرشد خواجہ
ن ہارونی سے پایا بعد اسکے سنجار مین خواجہ نجم الدین کبری کی
پندرہ روز وہان قیام فرمایا پھر وہان سے متوجہ بغداد کے ہوئے
یف مین پہونچکر شیخ ضیاء الدین پیر روشن ضمیر شیخ الشیوخ شہاب ا
ہروردی سے ملاقات کی بعد حضرت خواجہ اوحد الدین کرمانی
پہونچکر خرقہ خلافت سے مشرف ہوئے پھر قصبہ جیل مین آئے کہ وہ بغدا
سات کوس ہے اور کشتی حضرت نوح پیغمبر علیہ السلام کی بقول بعض کی اوسی
طوفان آب مین ٹہیری تھی سات دن حضرت پیران پیر دستگیر شیخ عبد القادر گیلانی
کیخدمت مین رہے مگر تاریخ آرائش محفل مین لکھا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین
کی جب بیس برس کی عمر ہوئی تب شیخ عبد القادر گیلانی سے فایدہ حاصل کیا
مونس الارواح مین ہے کہ حضرت خواجہ کا حجرہ متبرکہ ابتک قصبہ جیل مین
موجود ہے پھر آپ جیل سے ھمدان اور ھمدان سے تبریز اور استرآباد اور
ھرات تشریف لیگئے حضرت سلطان الاولیا شیخ نظام الدین
سرہ سے نقل ہے کہ حضرت خواجہ بزرگوار کی پوشش دوہری ہوتی تھی
سے دریدہ ہوتی تو بدست خاص بخیہ کرتے اور پارچہ ہاے پاکیزہ جسجاح کے
پاتے اونکا پیوند لگاتے۔ الغرض جب آپ اصفہان مین رونق افروز

سلے اور صحبت رکھی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
اور ارادہ تہا کہ مرید شیخ محمود اصفہانی کے ہون لیکن
خواجہ معین الدین چشتی کو دیکھا فسخ عزیمت کرکے مرید
ہوئے اور حضرت خواجہ بزرگ نے اپنا ملبوس خاص خواجہ قطب
ملا یا اور حضرت خواجہ قطب الدین نے وقت وفات انہی کے
ین شکر گنج کو عنایت کیا اور اونہون نے حضرت شیخ نظام الدین
شیخ نظام الدین اولیا نے شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کو
جب حضرت خواجہ بزرگوار خرقان مین وارد ہوئے دو سال
پذیر رہے بعد اسکے استرآباد تشریف لیگئے وہان شیخ ناصر الدین
سے صحبت رکھی یہ حضرت بڑے صاحب کمال ہوئے ہین ایک سو
برس کا سن شریف تہا اور دو واسطے سے سلسلہ حضرت سلطان
ن شیخ طیفور اور شیخ بایزید بسطامی سے توسل رکھتے تھے حضرت خواجہ
تک اونکی صحبت مین رہ کے فیض بیحد و شمار حاصل کیا بعد اسکے
رات کے ہوئے چونکہ آپکی عادت تہی کہ کسی مقام پر زیادہ تر قیام
ن کو سیر کرتے اور وقت شب اکثر اوقات بقعہ شریف حضرت
انصاری رحمہ اللہ مین آسودہ ہوتے صرف ایک درویش خدمتگذار
ور اکثر اوقات نماز فجر کی عشا کے وضو سے ادا فرماتے جب
کمالات ظاہری و باطنی کی شہرت ہوئی جوق جوق مردم کا
لگا۔ آپ وہان سے سبزوار کو تشریف لیگئے وہان کا حاکم محمد
بدمزاج اور فاسق رافضی تہا جس شخص کا نام ابابکر عمر و
عنہم ہوتا ایذا پہونچاتا اور درپے اوسکی ہلاکت کے ہوتا

اس شخص کا حوالی شہر مین ایک باغ اوسمین حوض نہایت لطیف بنا ہوا
حضرت خواجہ بزرگ اوس باغ مین تشریف لیجا کر حوض کے کنارے
غسل سے فارغ ہوکے نماز ادا کی بعد اسکے تلاوت قرآن مجید مین مشغول ہوئے
اتفاقاً اوسی روز محمد یادگار کی سواری باغ مین آئی جو درویش کہ آپ کی
خدمت مین تہا اوس سے نے خوف زدہ ہو کر عرض کی کہ جلد یہان
سے چلیئے آپ نے اوسکا اضطراب دیکھکے تبسم کیا اور فرمایا کہ
کے نیچے بیٹھ جا وہ درویش مضطرب الحال اوس جگہہ سے اوٹھکے جسبہ
آپنے فرمایا تہا جا بیٹھا اس اثناء مین فراش لوگ پہونچے اور غالیچہ یادگار محمد کیواسطے
حوض کے کنارے قریب حضرت کے بچہایا گیا بسبب عظمت و جلال حضور کے
ملازمان محمد یادگار آپکو وہان سے نہ اوٹہا سکے ناگاہ یادگار محمد بہی آ پہونچا آپکو اوس
جگہہ دیکھہ خدمتگذارون پر شور کرنے لگا کہ اس درویش کو یہان سے کیون
نہ اوٹہایا آپ اوسوقت تلاوت قرآن مجید مین مشغول تہے نگاہ پر تاثیر سے
اوسکی طرف دیکھا فوراً تمام جسم اوسکا لرزنے لگا اور بسبب ہیبت کے بیہوش ہوکے
گرا ملازمان یادگار محمد یہ حال دیکھہ گبہرائے اور عفو قصور چاہا آپ نے اوس
درویش کو کہ زیر درخت بموجب ارشاد حضور کے خائف بیٹھا ہوا یہ
دیکھہ رہا تہا طلب کیا اور فرمایا کہ تہوڑا سا پانی اس حوض سے لے اور بسم اللہ
کہکے اوسکے موتہہ پر مار درویش نے اوسیطرح کیا یادگار محمد کو ہوش آیا قدم
مبارک پر گرا اور عرض کرنے لگا کہ یا حضرت تمام منہیات
میری خطا معاف فرمایئے آپنے براہ مہربانی اوسکے سر پر ہاتہہ رکہا اور فرمایا
دعوی محبت خاندان رسالت کرنا اور پیروی اونکی نکرنا بمعنی ہے پس
ہمہ ہی اسطرح بیان فرمایئے کہ یادگار محمد مع مردمان ہمراہی

عقیدہ سے تائب ہوا۔ سچ ہے

لعنت نماز شکرانہ ادا

ہو متاع اوسکے پاس تہا پیش کش کرنا چاہا آپنے قبول

و تعدی تونے لیا ہے اون کو

بروز قیامت کوئی تیرا دامنگیر نہو حسب الار

عمل کیا اور جو کچھہ باقی رہا فقیرون مسکینون کو بخشا اور غلہ

بزرگوار کے حصار شادمان تک گیا جو کہ یہ

واصلان حق سے ہو گیا تہا حضرت خواجہ نے

رشاد وہان کے لوگون کے شیخ محمد یادگار کو چھوڑا اور آپ سمت بلخ

بخش بلخ کے ہوئے مقام فیض انجام حضرت شیخ

گزین ہوئے اوس جگہہ حکیم ضیاء الدین نام ایک بڑا

علوم فلاسفہ مین مہارت تمام اوسکو حاصل تہی لیکن علم تصوف

اکثر اوقات اپنے شاگردون کے آگے تو ہین علم تصوف

کے ایک موضع زینا مین وہان مدرسہ اور باغ اوس کا تہا

معین الدین چشتی ہمیشہ تیر و کمان و چقماق و نمکدان اپنے ساتہہ

کہ اگر آپکا گزر آبادی سے دور ہو شکار کرکے لقمہ بے شبہہ سے افطار

رت خواجہ بزرگ کا گزر اوس موضع مین ہوا جس جگہہ حکیم ضیاء الدین

ایک کلنگ کو شکار کرکے سایہ درخت مین قیام کمیا

اسطے تیاری کباب ارشاد ہوا اور آپ عبادت باری مین

ضیاء الدین وہان پہونچکر کیا دیکہتا ہے کہ ایک

روفیس نماز مین مشغول ہے اور خادم کباب طیار کرے
ازسے فارغ ہوئے یہ بہی سلام کرکے بیٹھ گیا اس
حاضر کیے آپ نے بسم اللہ کہ کے ایک ران اوسر
حکیم ضیاء الدین کے رکہدی اور دوسری ران کا گوشت آپ تناول
جسوقت حکیم مذکور نے اون کبابون کو کہایا ظلمت علوم فلسفہ
ہوئی زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا حضرت خواجہ نے قدرے اوسکی
اوسکے موہنہ مین ڈالا۔ نقل ہے کہ بغداد مین ایک شخص فاسق
غلات تہا اوس نے کسی شخص سے سنا کہ جو کوئی تین روز متواتر حضرت
معین الدین چشتی کی خدمت مین حاضر رہے اونکی برکت سے دل کامل
اسکو بہی شوق صحبت حضرت خواجہ کا پیدا ہوا او حجرہ متبرکہ کے دروازہ
ہوکر زار زار بآواز بلند رونے لگا آپ نے اوسکو طلب فرماکر استغفار پڑہ
تین روز تک وہ شخص حضور کی خدمت مین حاضر رہا اور نماز پنجگانہ بہی آ
ساتھہ ادا کی دل اوسکا جو زنگ فسق سے آلودہ تہا صاف ہوا
گناہون سے از سر نو تائب ہوکر خلوت اختیار کی چند روز مین
کرامت ہوا سیر الاقطار سے روایت ہے کہ ایک جنگل مین سا
رہتے تہے ریاضت اور مجاہدہ اونکا اسقدر تہا کہ چہہ مہینے
نہ تہے ایک خلقت اونکی معتقد تہی برکت ریاضت اور مجا
سے روشنضمیر تہا جو کوئی آپکی ملاقات کے لیے آتا بغیر پوچہے اونکے دل
اتفاقاً حضرت خواجہ کا گزر بہی اوس جنگل مین ہوا ساتون آتش پر
کی ملاقات کو آئے اور سر نیاز قدم حضرت پر رکہا آپ نے اون
حق پرستی کے آتش پرستی کیون کرتے ہو کہنے لگے کہ یا شیخ آتش پر

ہمارے بدن کو نہ جلاوے اور حرمت ہما

فرمایا کہ اگر تم خالق کی پرستش کرو تو کیا مقدور ہے کہ مخلوق
تعالی ہر حال میں حرمت تمہاری نگاہ رکھے ۔ یہ سنکر
اچہا آپ خدا کی پرستش کرتے ہو جب ہمکو یقین ہو کہ آگ سے
بچے وہ تو یہ بات خوب جانتے تہے کہ آگ کا کام جلا دینا ہے حضرت
اوسکو عزت و جلال کی ہمکو کیا جلاویگی ہماری جوتی کو بہی آگ
یہ فرما کے حضور نے اپنی نعلین کو آگ میں پہینکدیا اور کہا کہ اے
لدین کو نگاہ رکہنا نعلین مبارک کو اوس سے مطلق ضرر نہ پہونچا
ایک مدت سے روشن تہی سرد ہو گئی آگ کا سرد ہو جانا اور
یکہکر آتش پرست سرد ہو گیے اور فی الفور ایمان لائے بیعت
اختیار کی ہر ایک اونمین سے اہل اللہ ہوا۔
اچہ وقت مسافرت کے ایک جنگل مین وارد ہوئے اوسمین
نکا پیشہ رہزنی تہا جو مسافر اوس طرف سے گزرتا اوسکو لوٹ
ن کو زندہ نہ چہوڑتے تہے جب حضور کو اون شریرون نے دیکہا کہ ایک
سے تلوارین لیکر دوڑے اور چاہا کہ حضور کو آسیب پہونچا دین
اونکی طرف دیکہا نگاہ پُر تاثیر کے پڑنے سے مارے خوف کے کانپنے لگے
رکہ کے کہنے لگے کہ یا شیخ ہم آپکے بندہ بے درم ہین ہمپر شفقت کر
ہوتے ہین اور ایمان لاتے ہین آپنے اونکو کلمہ طیبہ پڑہایا اجداسکے

سے خدا رسیدہ ہوا۔
کہ جب خادم حضور کے باورچیخانہ مین کسی چیز کی ضرورت ہوتی خادم آکر
مصلے سے بقدر کفایت اوس روز کے درم و دینار عطا فرماتے اور

اُس آنا تو اوسکے واسطے بھی بڑی طریقہ

ہے کہ ایک وقت حضرت خواجہ مع مصاحبین خاص

تھے کہ ایک آدمی پتھورا کے لشکر کا چھری آستین میں

حضرت خواجہ کے آیا اور اپنے سر کو زمین پر رکھ کر جیسا کہ دستور

اور اپنا بہ نیت بیعت حاضر ہونا ظاہر کیا حضور بار بار اوسکی طرف

فرماتے تھوڑی دیر بعد زبان درفشان سے ارشاد ہوا کہ درویشوں کے پاس

شخص آتا ہے دو بات سے آنا اوسکا خالی نہیں یا بہ نیت

ان دونوں باتوں میں ایک بات اختیار کر جب حضرت خواجہ نے یہ فرمایا وہ

کھڑا ہو گیا اور چھری اپنی آستین سے نکال کر پھینک دی اور تائب ہو کر

کا ہو کے ایسا خوش عقیدہ ہوا کہ جو کام حضرت فرماتے اوسکو وہ بخلوص

پہونچاتا آخر کار جب تکمیل کو پہونچا بچین حج دا کیے بالآخر مکہ معظمہ میں

مدفن اوسکا درمیان مجاوران خانہ کعبہ مقدسہ کے ہوا۔

روایت ہے کہ جس زمانہ میں حضرت خواجہ بزرگ نے سکونت

تھی حاجی لوگ آتے وہ بیان کرتے کہ آپکو ہم ہمیشہ طواف خانہ کعبہ میں دیکھتے

تھے یہاں کے باشندے جواب دیتے کہ حضرت خواجہ ہمیشہ دو لتخانہ خاص

رہتے ہیں بلکہ جب سے یہاں تشریف لائے ہیں حج کو تشریف لیجانے کا

نہیں ہوا وہ لوگ متحیر ہوتے آخر جب سب حاجیوں کی زبانی ایسا سنا گیا

ہوا کہ حضرت خواجہ ہر شب خانہ کعبہ کو جاتے ہیں اور نماز صبح کی اجمیر میں

مردان خدا خدا نباشند لیکن ز خدا جدا نباشند

مفتاح السعادت سے نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ

زبانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کسی مقام

سنے فرماتے تھے کہ ایک لڑکا لالا کا پیالہ ہاتھ مین لیے ہوئے
سامنے حضرت خواجہ کی اوس طفل خرد سال پر پڑی فرمانے
کا ہندوستان کا بادشاہ ہوگا لوگون نے اوس کا نام
م ہوا کہ اس کا نام شمس الدین ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ
دہلی کے شمس الدین معروف بہ سلطان
لتمش بادشاہ دہلی ہوا۔

مناجات

بزرگ فرماتے ہین کہ جس شخص کو کوئی مہم در پیش آوے یہ مناجات
بوقت معین واسطے برآمد حاجات دینی اور دنیوی کے پڑھا کرے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بزرگی وجباری لا الہ الا اللہ رحیمی وغفاری لا الہ الا اللہ مرا
اری لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ الٰہی بحرمت و برکت یکصد و چہار
آن الٰہی بحرمت و برکت شش ہزار و ششصد و شصت آیہ قرآن الٰہی
برکت حروف مقطعات قرآن الٰہی بحرمت و برکت سہ صد و لبست و
رو ششصد و نود و نہ حروف قرآن الٰہی بحرمت و برکت نود و نہ نام
الٰہی بحرمت و برکت ملائکہ مقربین الٰہی بحرمت و برکت اصحابہ رسول
برکت سادات الٰہی بحرمت و برکت سہ صد مرد نقبا الٰہی بحرمت و بر
نجبا الٰہی بحرمت و برکت چہل مرد ابدال الٰہی بحرمت و برکت ہفت مرد
کت یک مرد غوث الٰہی بحرمت و برکت یک مرد قطب الٰہی بحرمت و
و فقہا الٰہی بحرمت و برکت زہاد و عباد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین خداوندا

ملکا بادشاہا مہمات دینی و دنیاوی من بندہ را بنظر عنایت خود ما

ن آمین رب العالمین برحمتک یا ارحم الراحمین ۔

رتیب ... جسوقت آدمی خواب سے جاگے تو اوسکو

سیدھی کروٹ سے اولٹی اور یہ کہے بسم اللہ الرحمن الرحیم

انزل الرحمۃ والبرکات بعد اسکے بیت الخلا سے فارغ ہوکے وضو کر

ادا کرکے جانماز پر بیٹھے اگر یاد ہو تو ستر بار آیہ سورہ بقر اور تیس بار آیہ سورہ یو

پڑھے اور ستر مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھکر دو رکعت سنت صبح ادا کرے رکعت اول

ایک بار اور الم نشرح ایک بار اور دوسری رکعت مین بعد فاتحہ الم تر

اور بعد فراغ سنت کے سورہ مزمل ایک بار اور سو بار سبحان اللہ وبحمدہ وا

اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ پڑھکے فرض نماز ادا کرے اور بعد بیٹھے

ودس مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو

لا یموت ابدا ابدا ذوالجلال والاکرام بیدہ الخیر وھو علی کل شئی قدیر پڑھے اور

تین بار اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا

ور تین مرتبہ درود شریف اور تین مرتبہ کلمہ تمجید پڑھے جب آفتاب برآمد ہو

نماز اشراق ادا کرے ترکیب اوسکی ۔

شفعہ اول مین الحمد ایک بار اور آیت الکرسی واذا زلزلت الارض

مین فاتحہ یکبار اور سورہ انا انزلنا ایک بار اور شفعہ سوم مین فاتحہ

ایکبار وانا اعطیناک الکوثر ایک بار اور شفعہ چہارم مین فاتحہ

ایکبار اور شفعہ پنجم مین فاتحہ ومعوذتین ایک بار جب فارغ ہووے دس بار

درود شریف پڑھے بعد اسکے نماز چاشت ادا کرے بارہ رکعت مین بعد فاتحہ سورہ والضحی ایکبار بعد سلام کے

بار درود شریف پڑھے بعد اسکے تلاوت قرآن شریف مین مشغول
ہووے نماز استوا اگر ادا کرے چار رکعت ہر رکعت
پچاس بار بعدہ قیلولہ کرے جب وقت ہو نماز پیشین
ۃ الخضر کی دس رکعت ہر رکعت مین الم ترکیف سے تم
س تک پڑھے امید ہے کہ حضرت خضر سے ملاقات حاصل ہو بعد
پڑھکر سورۃ النازعات پڑھے مشایخان دین فرماتے ہین کہ جو شخص
زعات پڑھیگا قبر مین نہ رہیگا یعنی زندہ ہوجاویگا - بعدہ نماز شام ادا
رکعت نماز حفظ الایمان ادا کرے اور سر بسجدہ ہوکر تین بار یاحی یاقیوم
الایمان بعدہ سورہ واقعہ پڑھے اور دس بار درود شریف بھیجے
الاوابین ادا کرے چھ رکعت ہر رکعت مین فاتحہ ایک بار
ص تین بار بعد اسکے ذکر اور درود شریف مین مشغول ہو جب وقت
جاوے کہے اللھم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک بعدہ
سجدہ ہوکر تین بار یاحی یاقیوم ثبتنی علی الایمان اور یہ
الی اسالک برکۃ فی العمر وصحۃ فی البدن وراحۃ فی المعیشۃ و
ۃ وزیادۃ فی العلم ثبتنا علی الایمان بعد اس کے رات کے تین حصہ
اول قسم نماز مین قسم دوم ذکر مین قسم سوم تلاوت مین اور آخر شب نماز
کھ جاتا ہو پڑھے -

ہے کہ ایک وقت حضرت خواجہ بزرگوار یاد پروردگار مین مستغرق تھے اور
علوی منکشف ہو رہے تھے اسی اثنا مین ایک مرید حضرت کا آیا
شکوہ کیا کہ مجھکو بلا قصور شہر بدر کرنیکا حکم ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ
کہان ہے یعنی وہ دنیا مین نہین رہا مگر وہ شخص اس رمز کو نہ سمجھا اور

ر ساں کہ سوار ہوے صید ا ۔ جادہ

ریا مرید حضرت کا باہر آیا کیا سنتا ہے کہ شہر مین شور و غل ہے

یافت کیا کہنے لگے کہ والی شہر نے گھوڑے سے گر کے جان دی ۔

ہے کہ راے پتھورا نے جب کمالات حضرت خواجہ کے مشاہدہ کیے کف

افسوس ملے اور یہ کہنے لگا کہ اس درویش نے بزور کرامت مجھکو عاجز کر دیا

شمشیر سے پڑتا اوسوقت بڑی جرارت معلوم ہوتی کسی شخص

رض کی کہ راے پتھورا کو اپنی ہمت اور شمشیر زنی کا بڑا غرو

یسا کچھ اپنے حضار مجلس سے کہا آپ نے تبسم فرما کے اوس شخص کو یہ جوا

اوسکا ایسا حال ہے تو یہ دعوی بھی اوسکا ہم باطل کر دیتے ہین جو کہ قبل

ازین سلطان شہاب الدین غوری شکست راے پتھورا سے پاچکا تھا اور

دسکو ہمیشہ رنج والم لاحق رہتا ایک شب خواب مد

کہ ایک بزرگ فرشتہ صورت تشریف لائے اور اپنے دست خاص

شاہی سلطان کے سر پر کما ور شمشیر کمر مین باندھی اور یہ ارشاد ہوا کہ

راے پتھورا سے کر بعون وعنایت باری تجھکو فتح ونصرت ار

ہوگی سلطان بیدار ہوا اور اس بشارت سے اپنے جامہ مین پہولا نہ سمایا اوسیو

ج کو ساز و سامان سے آراستہ کر کے روانہ ہوا اور راے پتھورا پہ فتحیاب

ہوا اور اوسکو زندہ گرفتار کر کے قتل کیا ۔

ہے کہ بعد عطا فرمانے خلافت کے حضرت خواجہ عثمان ہا

نے خواجہ بزرگوار کو ارشاد فرمایا کہ اے معین الدین خرقہ درویشون کا تمنے

ہے لازم ہے کہ کام درویشون کا کرو اور کام درویشون کا فقر و فاقہ کھینچنا اور

محنت و رنج دیکھنا غم و اندوہ چکھنا ہے درویش اپنے غم و اندوہ مین شادما

رہون ن سے اوسکو محبت چاہیے اور اولی معنا
و اہل دنیا سے پرہیز کرے جب درویش ایسا ہوگا محب حضر
گا بعد اسکے حضرت شیخ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا الٰہی معین الدین کو
وازدی کہ ہم نے قبول کرکے سرحلقہ مشایخونکا کیا حضرت
س وقت مناجات کی کہ الٰہی ایک اور عرض ہے جیسا اپنے فضل و
ر درویش معین الدین کو قبول فرمایا ہے میرے اور مریدون کو بھی مقبول
کا فرمایا آواز آئی کہ اے معین الدین جو شخص تمہارے شجرہ اور خانوادہ مین
روز قیامت سب کو ہمنے قبول کیا بعض کلمات قدسی آیات حضرت
کے یہ ہین یعنی فرمایا آپ نے کہ دل عاشق کا آتشکدہ سوختہ آتش محبت
و میں پڑے فوراً جلجاوے اور نابود ہوجاوے اسلیے کہ
تا آتش محبت سے نہین ہے ۔ فرمایا آپنے کہ ندی اور نالون سے
اسے اور آوازاونکی پر شور ہوتی ہے جسوقت کہ سمندر مین پہونچتے ہین
ہوجاتے ہین ایسا ہی حال طالبانِ واصل حق کا ہوتا ہے کم بولتے
بش خروش دنیوی زایل ہوجاتا ہے فرمایا آپنے کہ میرے پیر و مرشد
جس کسی مین یہ تین خصلتین ہونگی حق سبحانہٗ تعالیٰ اوسکو دوست
ا سخاوت مانند سخاوت دریا کے دوسرے شفقت مثال شفقت آفتاب
سوم تواضع مانند تواضع زمین کے ۔ قولہ صحبت نیکونکی بہتر ہے کار نیک سے
ون کی بدتر ہے کار بد سے فرط محبت وہ ہے کہ مطیع رہے اور ذری
ا دوست نکال نہ دے ۔

لہ اہل حقیقت کو دس چیزون کا عمل کرنا لازم ہے اول یہ کہ سالک خدا رسیدہ
صحبت نیک سے خلوص اور صحبت بد سے نفرت جب واصل حق

کل خلقت سے آزاد اور کسیکو گبر و ترسا سے دشمن نجانے بلکہ صلح کل
کرے کہ سب ایک ماباپ کی اولاد ہین اور سب آدمیونکو عاجز اور ضعیف جانے
اور اپنے کو سب سے کمتر تیسرے شفقت ساتھ خلق اللہ کے یعنی وہ
اون سے کہے جو دنیا و آخرت مین اونکو فائدہ بخشے چوتھے تواضع سب آدمیوں
حرمت سے دیکھے اور اونکو عزیز رکھے پانچوین رضا و تسلیم ششم تحمل یعنی
اختیار کرنا ساتوین دفع ہو کہ طمع ام الخبائث یعنی مان سب بدی کی ہے آٹھوین
قناعت نہم آزادی یعنی اپنے ہاتھ یا زبان سے کسیکو آزار نہ پہونچاوے بلکہ
حتی المقدور راحت دیوے دسوین تمکین۔
مونس الارواح مین لکھا ہے کہ حضرت خواجہ کا حجرہ متبرکہ اب تک قصبہ جبل مین موجود
ہے پھر آپ جبل سے ہمدان اور ہمدان سے تبریز اور استرآباد اور ہرات تشریف
لیگئے اوسجگہہ کا حاکم محمد یادگار نام مذہب شیعہ رکھتا تھا اور آپ اوسکے باغ مین پہونچ
اور لب حوض قیام فرمایا اتفاقاً ایک روز محمد یادگار واسطے سیر گل و گلزار کے اوس
باغ مین آیا جب کہ حوض کے قریب پہونچا دیکھکر غضبناک ہوا آپ نے جو ہین آنکھ
اٹھا کر اوسکی طرف دیکھا فی الفور غش مین آکر بیہوش ہو کر گر گیا حضرت خواجہ بزرگ
نے جب اوسکو اس حال مین دیکھا حوض سے پانی لیکر اوسکے موتھہ پر چھڑکا
ہوش آیا اوسی دم اپنی کردار باطل سے تائب ہو کر مع اعیان و ارکین کے مرید
ہوا چند روز مین فیض صحبت حضرت خواجہ بزرگ سے تکمیل کو پہونچکر خرقہ خلافت پایا
اور خلافت صوری و معنوی ملک ہرات پر مامور ہوا بعد اسکے حضرت خواجہ ہرات
سے متوجہ بلخ کے ہوئے اور چندے نزدیک شیخ احمد خضرویہ کے اقامت
کی اوسجگہہ ایک حکیم ضیاء الدین نامی نہایت مغرور و متکبر جو حکمت مین بہرہ کامل
رکھتا تھا اور درویشون سے منکر تھا ایک روز آپ واسطے شکار کے تشریف

سے لے اور زیادہ طلبی نکر اوس شخص نے ہاتھہ دراز کر کے چاہا کہ اپنے حق سے
زیادہ لے فی الحال ہاتھہ اوسکا خشک ہوگیا یہہ حالت دیکھکر فریاد و زاری کر
اور آپ کے قدم مبارک پر گر پڑا توبہ و فریاد کی آپنے دست مبارک اپنا اوس
دست بیکار پر پھیرا اوسی دم آپ کے دست شفاعت سے اوسکا ہاتھہ بدستور
اچھا ہوگیا

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند	آیا بود کہ گوشہ چشمی بما کنند

نقل ہے کہ حضرت خواجہ خدمت خواجہ عثمان ہارونی سے رخصت حاصل
کر مکہ شریف مین آئے اور مکہ معظمہ سے واسطے زیارت روضۂ رسول خدا
محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ مین گئے عرصہ تک روضہ شریف
خدمت کرتے رہے ایک روز روضۂ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ و
آواز آئی کہ اے معین الدین حسن ولایت ہند ہم نے تمکو بخشی اجمیر کو جاؤ کیونکہ
اوس سرزمین مین بہت سے تمہارے جانے سے حق تعالی اسلام کو قوت
یہہ حکم سنکر آپکو حیرت دامنگیر ہوئی کہ بار خدایا اجمیر کہان ہے اسی تردد مین آپ
اور حضرت رسول خدا نے واقعہ میں تمام عالم شرق سے غرب تک اور
سے شمال تک آپکو دکھلا دیا اور تمام اور کوہسار اجمیر کا بھی نشان تبلا دیا اور
انار بہشتی آپکو عطا فرماکر رخصت کیا جسدم آپ بیدار ہوئے ہندوستان کا قصد
ہر ایک بلاد وامصار مین کامل کامل بزرگون سے ملاقات کی اوسوقت چالیس درویش
ہمراہ آپکے تھے آپ براہ غزنین ولاہور و دہلی جانب اجمیر راہ نورد ہوئے اور
زمانہ مین راجہ پتہورا تخت نشین اجمیر کا تہا اور اسکی علم نجوم مین بہرہ کامل رکھتی
اوس نے بارہ سال پہلے راجہ پتہورا کو خبر دی تہی کہ ایک درویش تیرے
ملک مین آویگا اور راج تیرا خاک مین ملا دیگا اس وجہ سے راجہ نہ

ہتاستا۔ راجہ کی مان نے حلیہ تک خواجہ صاحب کا علم نجوم سے تبادیا
پتھورا نے اوس حلیہ کو جابجا بھجوایا اور راجہ بابوون کے نام
ہی کئے کہ جو کوئی نووارد اس حلیہ کے مطابق تمہارے یہان آوے
اطلاع اوسکی کرو بلکہ بحفاظت وحراست روانہ اجمیر کرو والقصہ اکثر راجہ جو
فرمان بردار پتھورا کے تھے وے پے تلاش آپکے رہے جب کہ آپ قطع
ہوئے قصبہ سمانہ حوالی پٹیالہ مین پہونچے راے پتھورا کے آدمی جو
موجود تھے اونہون نے آپ کو دیکھا اور حلیہ سے مطابق پایا براہ فریب
لگکر آپکے لئے رہنے کی جگہہ تجویز کرین اوسجگہہ آپ کو سب طرح
وسوقت حضرت خواجہ نے مراقبہ کیا تو کیا دیکھتے ہین کہ جناب رسول خدا
آلہ وسلم فرماتے ہین اے معین الدین قول ان لوگونکا ہرگز منظور
کہ انکی نیت مین شر ہے پس آپ اون سے مخاطب ہوکر فرمانے لگے
یش کو بجز ذات خداوند تعالیٰ کسی سے غرض نہین ہے بعد اسکے جو واقعہ
اقعہ مین مشاہدہ کیا تھا یاران ہمراہی سے ظاہر کیا اور اجمیر کی طرف روانہ
بعد طے منازل کے دسوین تاریخ محرم کو کہ اوس وقت سن ہجری پانسو اکسٹھ
اجمیر مین پہونچکر ایک سایہ دار درخت کے نیچے آپ نے ارادہ قیام کا کیا مگا
می نے آواز دی کہ یہان راجہ کے اونٹ بیٹھا کرتے ہین تم اور جگہہ پر ٹھیرو
فرمایا کہ راجہ کے اونٹون سے ہمکو کیا غرض ہے بیٹھے رہنے دو اوسوقت
ذرگ مع مردمان ہمراہی بالاے آناساگر اوسمقام پر کہ جہان اب آپکا چلہ بنا ہوا مشہور ہے
خت سایہ دار کے نیچے ٹھیرے آپکے ہمراہیون مین بعضون نے شکار کے
باب طیار کئے اور بعضے سیر کرتے ہوئے تالاب بیسلہ پر جانکلے اوس وقت
رد تالاب پر صدہا بتخانے تھے کئی من تیل اور پہول روشنی و خوشبو مین صرف ہوتا تھا

اہون سے نے ارادہ طہارت کیا برہمن لوگ منع کرنے للے اور مستعد فساد
خادمون نے واپس آکر تمام حال تہجانون کا اور آمادہ ہونا قوم برہمن کا فساد پر روبرو
خواجہ کے بیان کیا آپنے چھاگل مین پانی تالاب بسیلہ اور آنا ساگر کا بزور کرا
بند کر دیا گویا دریا کوزہ مین سما گیا - فوراً آب تالاب آنا ساگر اور بسیلہ کا خشک ہوگ
چونکہ حوالی شہر مین کوئی چشمہ بجز ان دونون چشمون کے نہ تہا بلکہ اور جو حوض وکہ
تہے سب کے سب دفعتاً سوکہ گئے یہانتک کہ شیر زنان طفل وار اور چپاریایو
خشک ہوگیا الغرض جب خبر آنے حضرت خواجہ صاحب کی اور نہ اوٹہنے اونکو
جانے نشست سے اور خشک ہوجانے آب تالاب بسیلہ و آنا ساگر اور شدت
پیاس و بیقراری رعیت کی راے پتہورا نے سنی بہت گہبرایا اور تمام حال اپنی ماں
سے جاکر بیان کیا اوس نے سب حقیقت سنکر جوابدیا کہ یہہ وہی درویش
آنے کی خبر تجہکو دی تہی مگر کسی طرح کی ایذا اور تکلیف اسکو نہ دینا بلکہ تعظیم اور تواضع
پیش آنا چاہیئے کہ یہ موجب تیرے فائدہ کا ہے اور اوسکے ناخوش کرنے سے
سرتاسر نقصان ملک و دولت کا اوٹہانا ہوگا یہہ گفتگو سنکر راجہ پتہورا نے واسطے
خبر پہونچانے اس حادثہ کے کسی آدمی کو پاس جوگی اجیپال کے کہ وہ بڑا جادوگر
اور راجہ کا گرو تہا بہیجکر مدد چاہی اجیپال نے جواب دیا کہ راجہ سے کہدو یہہ جادوگر
ہے مین تدبیر اسکے مدافعہ کی کرتا ہون الغرض اوسی حالت اضطراب مین رای پتہورا
نے دوسرا آدمی جوگی مذکور کے پاس بہیجکر کہلا بہیجا کہ مین اوس درویش کا دیدنی
ہون تم اپنی تدبیر کرکے جلد آؤ جس وقت راے مذکور اپنے محل سے نکلا راہ مین
کوئی امر بیہودہ نسبت خواجہ بزرگ کے تجویز کیا اوسی وقت اندہا ہوگیا جب اوس
مقصد کو دل سے دور کیا آنکہین بدستور روشن پائین چنانچہ سات دفعہ نابینا ہو
بینا ہوا آخرکار اوس ارادہ باطل کو دل سے دور کرکے خدمت حضور خواجہ

میں حاضر ہوا۔

فصل دوسری

اوہر تو راسے پتہورا آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور اُسطرف سے اجیپال
جادوگری مین کامل علم سحر کا عالم پندرہ سو جادو کے چکر اور سات سو اژدہ
جنپر ہر ایک ساحر غدار سوار تہا سحر کی نیرنگیان دکہاتا ہوا چلا حضرت
پر یہ بات ظاہر ہوئی کہ جوگی اجیپال بڑے زور شور سے واسطے
جنگ چلا آتا ہے پہلے آپنے وضو کیا اور ایک حصار دور تک کہینچا جس کے
متگذار بیٹھ گئے یکایک غولان بیابانی اور فرعون باسامانی ساحر نکلا
اور انواع انواع کے سحر کرنے لگے الغرض عرصہ تک کوئی دقیقہ جادو
کا باقی نہ رکہا جب کوئی منتر اور جادو موثر نہوا تو اون پندرہ سو چکر کو ایکبارگی آپ کی
طرف پہینکا مار اگروہ بہی سب ردہوکر وبالِ جان ساحر دنکے ہوئے اور جس قدر
آتش فشان تہے سب زمین پر سر مار مار کر مر گئے کہتے ہین کہ اجیپال جوگی
کے چکرون میں تاثیر سحر اس درجہ تہی کہ جو کسی جادوگر سے لڑتا یا کوئی اوس سے
طلب کرتا تہا اپنے چکرون کو جانبِ مخالف پہینکتا وہ سو سو کوس تک معلق ہوا
میں دشمن کو قتل کرتے تہے القصہ جب راجہ پتہورا اور اجیپال جوگی نے یہہ
حال دیکہا اور تمام آدمی بہ سبب نایابی آب کے قریب ہلاکت کے ہوگئے عاجزی
شروع کی حضرت خواجہ نے اجیپال جوگی سے فرمایا کہ اوس چہاگل کو اوٹہالا
اجیپال نے ارادہ اوٹہانے چہاگل کا کیا نہ اوٹہی نہایت لاچار ہوا آپنے فرمایا
کہ یہ سحر اور جادو نہیں ہے جو رد ہوجاوے یہ چہاگل مردانِ راہِ خدا کی ہے کتاب
انیس الارواح سے منقول ہے کہ ایک جن تہا جس سے پتہورا نہایت اعتقاد رکہتا تہا

اور باعث دولت واقبال اوس جن سے طفیل سے جاننا تھا بجرو تشریف آور
خواجہ صاحب کے جن مذکور خدمت مین حاضر ہوکر مسلمان ہوا آپ نے اوسکو
نام اوسکا عبداللہ عرف شادی رکھا اوسدم آپنے اوس جن کو حکم چھاگل لانے کا دیا
شادی جن چھاگل اوٹھا لیا آپنے اوس چھاگل سے تھوڑا سا پانی تالاب جمیلہ اور
اناساگر کی طرف ڈالدیا فرمان الہی سے کل چاہ و چشمے پرآب ہوگئے اور یہی آ
دعا کی کہ تھوڑا سے اونٹ اوٹھہ کھڑے ہوئے مشاہدہ اس کرامت سے جو بغیر
خواجہ صاحب سے ظاہر ہوئی تو مسلمان ہوجانے جن سے مخالف کف افسوس
ملنے لگے اور نہایت حیران ہوکر کہنے لگے کہ ہم نے تمام عمر پرستش اس جن کی
اور خدمتگذاری اجیپال کی کی خزانہ تیر نکے صرف مین خرچ کیا لیکن حیف ہے
کہ ان سے کچھ بھی مطلب نہ نکلا آخرکار اجیپال جوگی نے عرض کی کہ آپنے بارگاہ
ایزدی مین کیا منصب پایا ہے اور کس مقام و الاتک آپ کی رسائی ہے آپنے
فرمایا کہ اول جو بات تو نے حاصل کی ہے وہ دکھلا اوسوقت اجیپال نے پوست
آہو کو ہوا پر ڈالا کہ وہ مرگ چھالا ہوا پر بچھ گیا بعد اسکے جیس دم کر کے ایک جست کی
اور اوس پوست پر جا بیٹھا یہ حال دیکھکر ہنود اور اوسکے ہمراہی بہت خوش ہوئے
جس وقت اجیپال نے ہوا پر پرواز کیا تھا تو حضور مراقبہ مین تھے جب کچھ عرصہ
گزرا ارشاد ہوا کہ اجیپال کہانتک پہونچا خدمتگزاروں نے عرض کیا کہ برابر
مرغ کے دکھلائی دیتا ہے بار دیگر بعد ایک لحہ کے عرض کی کہ اب نظروں سے
غائب ہوگیا اوسوقت حضور نے نعلین چوبین کی طرف اشارہ کیا فوراً وہ ہوا ہوئین
اور رفتہ رفتہ اجیپال تک پہونچکر سرکوبی شروع کی آواز ضرب کی اور شور و فریاد
وواویلا اجیپال کی حاضرین سنتے تھے پاپان کا ر وہ ضرب کرتی ہوئین اوسکو
زمین پر لائین آخر اجیپال قدم مبارک پر گر گیا اور اوسی جا ہی حضرت خواجہ بزرگ

رلی سے منع فرمایا جوگی اجیپال عرض کرنے لگا اب امیدوار
ن یعنی حضور ہی اپنا رتبہ عالی دکھلادین آپ نے وہین مراقبہ کیا اور
عالم بالا کو عروج کیا جو کہ اجیپال نے بھی بہت کچھ ریاضت شاقہ
اج حاصل کی تھی اوس نے بھی مراقبہ کیا اور روح اوس کی
اک حضرت کے چلی جب قریب آسمان اول کے پہونچی حضور کی روح
بالاے آسمان عرش پرواز ہوئی اور اجیپال کی روح آسمان کے نیچے
ن راہ نہ ملی اوسوقت عاجزی اور زاری شروع کی اوسوقت آپ ترحم
ر اوسے اپنے عالم بالا کو لے گئے اور زیر عرش برین پہونچے بہ برکت روح
ت خواجہ بزرگ کے حجاب اجیپال کی روح کے سامنے سے
گیا تعظیم اور ادب فرشتگان ملاء اعلیٰ کا کہ روح پاک حضور سے کرتے
یکھا جبکہ روح سنور نے اوس جگہہ سے ارادہ بازگشت کا کیا اور آسمان
کی دوسری بار پہر ارادہ عروج کا کیا اجیپال نے بھی ثانیاً استمداد
کاب کی چاہی اور یون عرض کی کہ مجھکو یہان تنہا نہ چھوڑیے کسلیے کہ حضور
راہ رکھر قدرت حق جل وعلی کی دیکھون آپنے فرمایا کہ تو لایق سیر ان مقامات
اوسوقت ہوگا جو صدق دل سے خدا اور رسول خدا پر ایمان لاوے اجیپال
بصدق تمام قبول کیا اور کہا کہ مین مسلمان ہوتا ہون لیکن امیدوار اس بات کا
قیامت زندہ رہون آپ نے دعا کی اور دست مبارک اجیپال کے سر پر
رمایا کہ انشاء اللہ تعالی تو زندہ رہیگا اجیپال نے کلمہ شہادت پڑہا اوس وقت
کی روح نے روح اجیپال کو ہمراہ لیکر عروج کیا یہانتک کہ قریب عرش
پہونچے الغرض عجائب غرائب آسمانون کے ملاحظہ فرماکر مراجعت کی
چشم حق بین مراقبہ سے کہولی کہ اجیپال کلمہ طیب کہتا ہوا قدمون پر گرا اس

عرصہ مین واسطے مشاہدہ حق و باطل کے ایک خلقت جمع ہوئی تھی ۔۔
اجیپال کی راے تپھورا نے دیکھی سخت حیران اور از حد پشیمان ہوکر اپنے گھر گیا
ہین کہ اجیپال ابتک زندہ ہے کوہستان اجمیر شریف مین سیر کرتا ہے اور
روضۂ شریف کے واسطے آیا کرتا ہے زمانہ جاہلیت مین جس مقام پر کر رہتا اور
کڑی ریاضتین کرتا تھا اب تک اجمیر کے غربی تین کوس کے فاصلہ پر ہو
اور نام اوسکا عبد اللہ بیابانی مشہور ہے اکثر مردمان نواحی اجمیر سے سنا گ
بھول گئے تھے عبد اللہ بیابانی نے ہمکو راستہ بتایا اور بعضون نے وقت
درگاہ شریف کے دروازے بند ہو جاتے ہین اوسی جوگیانہ وضع سے او
مین جاتے ہوئے دیکھا ہے القصہ حضور خواجہ ممدوح نے راے تپھورا کو ہدایت
مسلمان ہونے کی فرمائی لیکن وہ بدبخت ایمان نہ لایا المختصر اجیپال اور شادی جن
سماجت کرکے حضرت خواجہ کو مقام شادی پر لائے آپ نے وہ جگہہ پسند فرمائی
جماعت خانہ اور عبادت خانہ اور باورچیخانہ بنوایا جس مقام پر کہ مطبخ خاص تھا اب
وہان روضۂ مبارک آپ کا ہے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے جو مرید
اور خلیفہ حضرت خواجہ بزرگ کے ہین نقل ہے کہ ایک شخص تپھورا کے پاس
بہ نیت مرید ہونے کے خواجہ صاحب کے پاس آیا آپ نے اوسکو مرید نہ کیا
نے آکی شکایت تپھورا کے روبرو کی راے مذکور نے کسی آدمی کو بھیجکر سبب مرید
نہ کرنے کا دریافت کرایا آپ نے جواب دیا کہ تین چیز کے سبب سے جو اوس شخص
مین ہین اور نہ کبھی اوس سے جاوینگی اول تو یہہ گنہگار بہت بڑا ہے دو
طریقہ کا ہنین ہے اور ہم اوس شخص کو کلاہ نہین دیتے جو غیر کے روبرو سر
تیسرے لوح محفوظ پر ہم نے لکھا دیکھا ہے کہ وہ اس جہان سے بے ایمان
جاویگا جب یہ جواب راے تپھورا نے سنا بہت برہم ہوکر کہنے لگا کہ یہ درویش ۔۔

اس سے لہدو لہ میرے شہر سے چلا جاوے جب یہ حقیقت
سنہسکر راجہ سے کہلا بھیجا کہ تین روز کی مہلت ہمکو دیوے اسمین یا تو وہ
یگا یا ہم اوسی عرصہ مین سلطان اسلام معز الدین بن محمد سام کا لشکر یورش
آیا اور راجہ پتھورا اوسکے مقابلہ کو گیا اور زندہ گرفتار ہوا۔

ترجمہ کتاب طبقات ناصری تالیف قاضی منہاج الدین علیہ الرحمۃ کہ معاصر سلطان شمس الدین التمش اور سلطان ناصر الدین محمود کی تھی انار اللہ برہانہما

از نسخہ مطبوعہ کلکتہ

احوال ۵۸۷ ہجری صفحہ ۱۱۸ و ۱۱۹

ناصری سے مستنبط ہے کہ ۵۸۷ ہجری مین سلطان غازی
الدین محمد سام لشکر اسلام کو طیار کر کے قلعہ سرہند پر آیا اور اوسکو فتح کیا بعدہ ملک
الدین قاضی تولک کے سپرد کیا اس شرط پر کہ وہ آٹھ مہینے قلعہ کی حفاظت
تاکہ سلطان غازی پھر غزنین سے واپس آجاوے لیکن رائے پتھورا نزدیک
پہونچا تھا اور ہندوستان کے تمام راجگان اوسکے رفیق تھے سلطان بہی اونکے
مقابلہ پر ترائین مین آگیا۔ عین جنگ مین سلطان نے اپنے ہاتھ مین نیزہ لے کر
اوسی ہاتھی پر حملہ کیا جسپر دہلی کا راجہ گوبند رائے سوار تھا اور ایسا نیزہ اوسکے موہنہ پر
مارا کہ راجہ کے دو دانت ٹوٹ کر اوسکے موہنہ مین جا پڑے راجہ نے بہی سلطان
پر سیل مارا کہ جسکا زخم شدید بازو پر لگا سلطان نے اپنے گھوڑے کی باگ

موومی ملز زخم کی شدت سے۔ پرتھیرنے کی طاقت نہ رہی تھی لشکر
اور ایسی آپادہاپی ہوئی کہ سلطان کو بھی سنبھلنے والا کوئی نہین رہا۔ قریب تھا
سلطان گھوڑے سے گر پڑے مگر ایک بہادر خلجی نے سلطان کو پہچان کر
اوسکے گھوڑے پر چڑہ کر سلطان کو اپنی گود مین پکڑ لیا اور گھوڑے کو ایسی ڈانٹ
بتائی کہ میدان جنگ سے باہر نے نکلا اور وہان تک پہونچا دیا کہ جہان اس
شکستہ حال لشکر نے راجگان ہند کے تعاقب سے امن پاکر ڈیرہ کیا تھا۔
سلطان کے پہونچنے سے سبکو تسلی ہوئی لشکر پریشان بھی جمع ہوگیا۔
نے غزنین کی راہ لی اور قاضی تولک کو قلعہ سرہند مین چھوڑ گئے تھے راے
پتھورا نے اس قلعہ کو جا گھیرا اور تیرہ مہینے سے زیادہ لڑائی ہوتی رہی آخر صلح
کر کے قلعہ لے لیا۔ اودہر سال بھر کے بعد سلطان غازی نے پھر لشکر اسلام
جمع کر کے پچھلے سال کا بدلا لینے کو ہندوستان پر چڑہائی کی اب کی بار اس فوج غاز
مین ایک لاکھ بیس ہزار سوار کی بھیڑ بہاڑ تھی ترائین کی حدود مین سلطانی کیمپ
اور پتھورا راے اجمیری اور گوبند راے دہلوی وغیرہ کے مقابل صفِ جنگ در
ہوئی لڑائی کے وقت ہر سمت سے دس دس ہزار سوارون نے دہاوہ کر دیا چا
ہزار سوار چارون طرف سے راجاؤنکے لشکر پر جا پڑے اور باقی سامان ہاتھی
گھوڑے سوار پیادے کئی میل پیچھے کمک کے لیے تیار ٹھیرے ہوے رکھے
تھے اس معرکہ مین راجگانِ ہند کی افواج کے پانون اوکھڑ گئے حریفون کو پیٹھ
دکھا کر بھاگے دہلی کا راجہ گوبند راے میدان جنگ مین مارا گیا اوسکا سر د
ونون ٹوٹے دانتون سے خود سلطان نے اوسے پہچان لیا اور راے پتھورا
ہاتھی سے اوتر گھوڑے پر چڑہ کے بھاگ گیا تھا کہ سرسہ کی طرف سے گرفتار ہوکر
آیا اور قتل ہوا دار الملک اجمیر اور تمام سوالک اور ہانسی و سرسہ وغیرہ شہر فتح

ہجری مین سلطان کو نصیب ہوئی۔

سلطان غازی معزالدین سنے اجمیر کے فتوحات سے کئی چیزین
سلطان غیاث الدین محمد سام کی خدمت مین بہجوائی تہین ازانجملہ
زرین جڑاو تہے ہر ایک تین گز سے زیادہ اونچا اور دو گز موٹا تہا
بنے ہوئے تہے ہر ایک ہما کا ڈیل ڈول اچھے بڑے
برابر تہا۔ اور سونے کی زنجیرین اور حلقے۔ اور ایک
طلائی نقارون کی۔ اور ایک جریرہ جس کا دائرہ پانچ گز سے پانچ
ان چیزون کو سلطان غیاث الدین سنے فیروزہ کوہ کے قلعہ اور
پر رکہوا دیا تہا۔

ایک روایت سے کہ روسے غضب کے آپ سنے یون فرمایا کہ تہورا
زندہ پکڑا اور دیدیا چنانچہ اوسکا ظہور ہوا اور وہ شخص کہ جو مرید ہوسنے کیواسطے
مت مین آیا تہا قصدًا پانی مین ڈوب کر مرگیا۔

فصل تیسری

واضح ہو کہ روز تشریف آوری حضرت خواجہ بزرگ سے بہتر سال تک مردمان
کو آپ سے فیض صوری و معنوی حاصل ہوتا رہا کتاب سیر العارفین
ہے کہ خواجہ صاحب بعد کرنے نکاح کے سات برس زندہ رہے بعد
ال فرمایا تواریخ آرائش محفل مین لکہا ہوا ہے کہ زندگانی آپنے دنیا مین ستانوے
سال کی آخر رجب کی چہٹی تاریخ ہفتہ کے دن سن چہہ سو تینتیس ہجری مین وفات
کتاب مخبر الواصلین مین یہہ قطعہ آپکی تاریخ وفات کا لکہا ہوا ہے۔

قطعہ

فیض بخش جہان بہ علم و یقین | خواجۂ حق نما معین الدین
رونق خاندان چشت ازوست | زینت روضۂ بہشت ازوست
سال ترحیل و نقل او برخوان | ہاتفم گفت شمس عدن وجنان

ایضاً

روز جمعہ و ششم رجب بودہ | گر جہان خواجہ نقل فرمودہ
نود و ہفت سال عمرش بود | کانزمان نقل ازجہان فرمود
سال نقلش بعزت و تمکین | گو سراج جہان معین الدین
روضۂ پاک اوست در اجمیر | زایرش جن وانس از ور و شیر

ایضاً

خواجہ والا معین الدین لہ از انوار او | گشت روشن در دو عالم
محو شد در نور حق چون آئنہ چرخ یقین | شد ندا از چرخ چارم آفتاب ابر

ایضاً

معین الدین معین ہر دو عالم | دلش روشن ز انوار تجلی
بتولیدش امام مجتبیٰ خوان | وصالش نیر اکبر معلی

ذکر اولاد امجاد حضرت خواجہ بزرگ

مخفی نرہے کہ حضرت خواجہ بزرگ کا جب سن شریف نواسی برس کا ہوا۔
بموجب ارشاد فیض بنیاد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ

جنابہ بی بی عصمت اللہ دختر حضرت سید حسن مشہدی
سوار قلعہ دار اجمیر شریف کی تہین بسلسلہ نسب آپکا حضرت امام
ین رضی اللہ عنہ تک منتہی ہوتا ہے - اور زوجہ ثانی حضور کی بی بی
کسی راجہ کی بیٹی - حضرت سید محمد گیسو دراز جو مرید اور خلیفہ حضرت شیخ
ین چراغ دہلی کے ہین مع ایک جماعت درویشون کے قایل ہین کہ حضرت
سعید اور حضرت فخر الدین و شیخ حسام الدین حضرت بی بی عصمت اللہ کے
سے ہین اور سید شمس الدین ظاہر ایک جماعت سے اس بات کے ناقل
ابو سعید بی بی عصمت اللہ سے اور دونون صاحبزادے شیخ فخر الدین
ین اور جناب مخدومہ مکرمہ صاحب حال وقال حضرت بی بی حافظ جمال
زندی حضرت خواجہ بزرگ کے خرقہ خلافت سے مشرف تہین
سے پیدا ہوین - حضرت شیخ فخر الدین ابن حضرت خواجہ معین الدین
عالیہ حضرت خواجہ موصوف کے بعد بیس برس تک زیب دہ مسند
رشاد رہے آخر سنہ ۶۵۳ ہجری مین کہ اوسوقت سن شریف آپکا تریسٹھ
ابمقام قصبہ سرواڑ واصل حق ہوئے یہہ قصبہ شہر اجمیر سے سولہ کوس
ب گوشہ مشرق کیطرف جہکتا ہوا راجہ کشنگڈہ کی عملداری مین ہے اس
مین تانبڑہ کی کان ایک میدان مین جو قصبہ مذکور کے جنوبی ہے واقع ہے
ہزارہا روپیہ کا تانبڑہ کہود کر نکالا جاتا ہے تاجر لوگ دور دور لیجاتے ہین اور
خواہ اوٹہاتے ہین - اس قصبہ کے جانب شمال کنارے تالاب کے
محوطہ پر فضا مین کرسی دار چبوترہ پر حظیرہ عالی سنگ کہٹو سے بنایا گیا ہے
کہ درگاہ بہی ملازمی سرکار انگریزی بوقت سفر قصبہ بوندی زیارت سے مشرف
خلف دوسرے شیخ حسام الدین جن کے بارہ مین متعدد روایات ہین

کہ آپ ابدالونکی صحبت مین ملکے غائب ہوگئے مگر فقیر کی دانست مین اور تحقیقات سے ایسا پایا گیا کہ حضرت ابوسعید اور حضرت ابوصالح حضور خواجہ بزرگ کے خلف اوسط و خرد تھے جنکے مزارات بالائے چبوترہ دروازہ جہالر قریب سمت بائین روضہ منورہ و مرقد مقدسہ حضور خواجہ ممدوح کے بنی ہوئی ہین۔ پہلے ان مزارات کے گرد کٹہرہ نہ تھا سنہ ۱۲۹۹ ہجری مین بعہد تولیت میرامیر متولی درگاہ یہہ کٹہرہ سنگ مرمر کا مزارات دیگر سے علیحدہ کراکر لگائے گئے ہین مگر تعویذ مزارات بدستور چونہ اور گچ کے رہتے آئے اگر بجائے کتبہ مزارات و تعویذ اور کٹہرہ جدید خزانہ سرکار درگاہ سے خریدے جاکر لگائے جاتے تو مناسب تھا۔ ان بزرگوارونکی تاریخ وفات کسی تواریخ مین راقم کی نظر سے نہین گزری ورنہ درج صحیفہ ہوتی اور حضرت شیخ حسام الدین سوختہ جنکو حضرت خواجہ بزرگ کا فرزند سومی بعض بعض کتب مین لکہا ہے آپ حضرت خواجہ کے درحقیقت پوتے ہوتے ہین کیونکہ حضور کے فرزند چہارم کوئی نہ تھے صرف تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی جنکا ذکر خیر و برکت قلمی ہو چکا حضور کے لکہے ہین آیندہ العلم عند اللہ حضرت خواجہ حسام الدین سوختہ قصبہ سانبہر مین جسکو کان نمک کہتے ہین لب شاہراہ اجمیر شریف سمت غربی قصبہ کے آسودہ ہین۔ آپ حضرت شیخ المشائخ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ العزیز کے ہمعصر تھے۔ خواجہ معین الدین خرد خلف اعظم حضرت خواجہ حسام الدین سوختہ کے ہین لقب آپکا معین الدین خرد بہ نسبت اپنے جد بزرگ حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری کے تہے قبل از مرید ہونے کے ریاضت اور مجاہدہ اسقدر کیا تہا کہ غرض واسطے کے حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ سے استفاضہ حاصل فرمائے بالآخر بموجب ارشاد باطنی حضرت خواجہ کے مرید حضرت شیخ نصیر الدین

شف ہوئے آپ ... مدیر انوار باطن مدوضہ

مر کے اندر ہے یہ محوطہ روضہ حضرت بی بی حافظ جمال

تو محوطہ ثانی مین حضرت خواجہ کے اولاد امجاد

ن بزرگوارون کے اسماے گرامی کسی معتمد کتاب مین راقم اثم کی

رے واللہ اعلم بالحقیقۃ الحال۔

ن محمود خلجی بادشاہ مانڈو کے عہد مین بقید حیات تھے جس زمانہ

عملداری رانا سانگا کے خراب اور برباد ہوگیا تھا

مین یا شیر رہتے تھے قبل از عملداری رانا حضرت شیخ بایزید بموجب اجازت

زم سفر بیت اللہ ہوئے اس عرصہ مین بسبب غلبہ اقوام

ویران ہوگیا مسلمانون سے ایک متنفس باقی نہ تھا مساجد اور خا

صداے ناقوس ہونے لگی واعظون کی جگہ برہمن لوگ

لگ زیر

رت رہی جب سلطان محمود خلجی

ملتی حضرت خواجہ بزرگ کے شہر اجمیر کو رانا سانگا کے قلعہ دار گجادہر

لیا اور ہر گلی و کوچہ خون راجپوتون سے نمونہ گلزار بنا کشتون

د چشت خان کو سیف خان کا خطاب ملا اوسوقت شیخ بایزید بیت اللہ

وانہ ہوئے اور حاکم وقت سے نسبت فرزندی حضرت خواجہ کی ظاہر کی

محمود خلجی بادشاہ منڈو نے شیخ موصوف کو واسطے درس تدریس خطہ شریف

شریف کے مقرر فرمایا شیخ احمد مجدد کا قول ہے کہ اختلاف عوام الناس

بزرگ کی اولاد مین انہین حضرت شیخ بایزید سے ہے چونکہ آ

سفر حجاز سے آئے تھے ایک جماعت نے نسبت شیخ بایزید

دی حضرت خواجہ کا کیا اور یہہ قصہ بادشاہ وقت تک پہونچا بادشاہ

مشائخین اور علماے وقت سے تصدیق اس امر کی طلب کی شیخ
اور مولانا رستم اجمیری کہ علماے عصر
کہ شیخ بایزید فرزند ون شیخ قیام الدین بن حسام الدین بن شیخ فخر
احد معین الحق والملتہ والدین سے ہین۔ شیخ حسین ناگوری سے نعز بندان
بایزید سے نسبت خویشی کی کی انہین شیخ بایزید کے بارہ مین
ہوکر ثبوت نسبت اولاد حضرت خواجہ کے ہوا ہے واللہ اعلم با
مرجع والمآب سجادہ نشین حال شیخ دیوان غیاث الدین علیخان ابن دیوا
علی خان ہین جنکو سن ستتر عیسوی مین سرکار انگریزی سے شیخ
نوجوان ہین امید کی جاتی ہے کہ اپنے بزرگون کا طریقہ حاصل کر
اخبار الاخیار مین اور دوسرے ملفوظات حضرت خواجہ مین لکھا ہے کہ آپ کا
کے بعد پیشانی نورانی پر بخط سبز یہ عبارت لکھی ہوئی تھی خدا حبیب
حب اللہ۔ اور دوسری روایت پر یعنی اگر ولادت سن پانسو ستائیس فرض کیا
تو عمر آپ کی ایک سوچھ سال کی تھی اور ایک یہ بھی روایت ہے کہ سن ہجری
تئیس مین پیر کے دن تاریخ چھٹی ماہ رجب کو آپ نے انتقال فرمایا اور دوسری
یہ ہے کہ اتوار کے دن ذالحجہ کے مہینے سن ہجری چھ سو تینتیس مین لیکن پہلا
صحیح ہے کہ حضرت نظام الدین اولیا اور بھی اس خاندان کے دوسرے بز
نے تصحیح اسکی کی ہے صاحب سیر الاقطاب لکھتے ہین کہ جس رات
معین الحق والدین نے اس جہان پر ملال سے انتقال فرمایا
دِ ستبر کو بند فرما کر خواص اصحاب کو آمد و رفت حجرہ سے منع کر دیا محرمان خو د
پر تھے تمام رات صدا سے قدم جیسے کوئی وجد مین رہتا ہے سنتے رہے
حضرت خواجہ وجد مین ہین آخر شب کو وہ آواز ساکت ہوئی

ردازہ ‏ رت خواجہ واصل حق ہوئے

یا اللہ نے حضرت شاہ رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیت

تے ہین ہم آج کے روز واسطے استقبال محبوب اللہ

یا ہم ہر سال رجب کی چاند رات سے چھٹی تاریخ تک

ملکون سے زن و مرد امیر و غریب میدلی کے ہمراہ چلتے

ملکون سے میدلی اجمیر مین آ پہونچتی ہے بیوپاری بہی

ہین اور اقسام اقسام کی چیزین لاتے ہین یہ

لی لوگ پیشتر آتے ہین چوکیان بہرتے ہین ندرین چڑہاتے

شہر مین خلق کا انبوہ اس قدر رہتا ہے کہ کان پڑی آواز

درگاہ شریف مین رویت ماہ سے محفل وجد و حال منعقد ہوتی

نہاے رات تک رہتی ہے یہہ کیفیت ہوتی ہے

صحن پر یعنی درجہ دوم کے پیش والان سرخ سبز کٹہرا

اور اوس صحن مین دل بادل ڈیرہ استادہ کر کے بیچ مین ممقمہ

لٹکا دیے جاتے ہین چارون گوشہ پر چار چوبین نہایت بلند جنکا

قطب بخش میران بخش مدار بخش ہے ڈیرہ کے نیچے لگا کر گرد اونکے

کھینچ کر اوپر قندیلین اور لال ٹینین روشنی کی برابر برابر لگا دیتے ہین

ار قندیل ہر شب کی روشنی کے لیے مقرر ہین ہر قندیل پر سرخ سبز غلاف

ہتون پر پہولون کے ہار پڑے ہوئے عجب جوبن اور بہار دیتے

بادل ڈیرہ کے نیچے یعنی مجلس خانہ کے آگے ایک بوقلمون شگرا

دون پر کھڑا کیا جاتا ہے زیر شامیانہ زرتاب فرش نہایت پاکیزہ

خانہ تیار ہوتا ہے جسکا حال درجہ دوم درگاہ شریف کے صفحہ ۶۳ مین درج

اور بصفا بجا ہوا استادوں سے قریب چاندی
عود سلگتا ہوا باغ کو معطر کر دیتا ہے اگر وائیوں کے قریب مردنگیاں معر
شربتی نزاکت کی بھری روشن جھاڑ فانوس ہانڈی کنول وغیرہ سے
رشک گلشن پھر رات گزرے اس مقام پر محفل سماع یعنی قوالی کا جلسہ
ہزار ا آدمی زار وصادر و اہل شہر کیفیت محفل کی دیکھتا ہے ہزار
سیکڑوں مشایخ اس محفل قدس منزل میں حاضر ہوتے ہیں کٹہرے
جو روضہ شریف کے اندر درجہ اول میں جانے کا راستہ ہے ادبیہ
کی کشمکش سے شانہ سے شانہ چھلتا ہے نسیم وصبا کو بھی سید اراستہ نہیں
ہر صحن مرد وزن سے بھرا ہوا جا بجا عمدہ پونیر روشنی کا جو بن کٹہرہ کے
میں مدرسے بجلا لئے فقیروں کی دہوم دہام خلقت کا ازدحام علاوہ انکے جس
طوائف نامی کو ناچنا گانا منظور ہوتا ہے وہ حوض کے اندر ناچتی
اور بھی طایفے دس بیس جن کی پوشاکین نہایت عمدہ و نفیس حوض سے کنارہ
بیٹھ جاتے ہیں مردمانِ رقص پسند نغمہ دوست اون کے آس پاس
ہوئے تماشا دیکھتے ہیں سبیلی دروازہ کے برابر فقیر آزادوں کا مجمع گرزمار و
صدائیں اور طرح طرح کی ضربین لگانا عجب لطف دکھلاتا ہے دو رویہ دو کاندار
گلفروش حلوائی تنبولی فالودہ ساز ہر ایک کی جدی جدی خوشنما آواز دو
ہر شئے افراط سے دہری ہوئی خوانچہ کے خوانچہ بھری ہوئے بیچتے ہیں روضہ عا
روبرو ہزاروں میواتی مرد عورت شام کے وقت اپنے اپنے ہاتھوں پر
روشن سے لئے ہوئے بھتیروں سے روبرو دس پانچ پانچ چراغ
ہوئے اپنی بولی میں حضرت خواجہ بزرگ کی صفت و ثنا کرتے ہیں روضہ
شرقی جنوبی صحن میں جتنے درخت ہیں او

... ی پیرو ... ہوا

گلا باندھے ہوئے اپنی مراد ... ع

نگر ہر کس بقدر ہمت اوست

ہر ایک نیا تماشا اور قدم قدم پر ایک عجیب

... اوسی کیفیت مین بعض اہل باطن درگاہ شریف کے اندر اور

نگون خاموش بیٹھے رہتے ہین چنانچہ عرس شریف مین دور دور کے

و کرامت حاضر ہوتے ہین ایک صاحب سید محمد اکبر صا

خلف حضرت مولانا حاجی حرمین شریفین مولوی محمد سجاد قدس سرہ

سیال واسطے زیارت کے دانا پور واقع عظیم آباد پٹنہ سے تشریف

چنانچہ اونکی تصنیف سے ایک سلام اس مقام پر لکھا جاتا ہے جو

... شوق مین اونہون نے عرض کیا ہے وہ ہو ہذا۔

سلام بحضور خواجہ غریب نواز

اے خواجگان عرش مکان — بادشاہ زمین و فخر زمان

یا معین الغیاث کن مددم — دہ رہائی مرا ز بخت بدم

تو معینی معین ما باشی — دستگیرم پئے خدا باشی

نروم من ز در گشت محروم — خاک روب در تو قیصر روم

در کہ تو امید گاہ من است — بندگی تو عز و جاہ من است

طوطیا ئے من است خاک درت — اے دل و جان من فدا سرت

قبہ روضات دل عرش است — نور چشم ملک و ران عرش است

جان نثارشس باد — سرمہ در چشم من غبارش باد

بود اجمیر تاج طور از تو ۔ اے بچشم کلیم نور از تو
شد مطاف ملک احاطۂ نور ۔ بست جاروب کش ز گیسو حور
بہر دیدار جہان را کوثر ۔ میزند روز و شب بساحل سر
چشم زمزم ہست چون چہ زمزم ۔ دارو ش عشق جہان را ز غم
دیگ تو رشک خوان ابراہیم ۔ ہمچو انعام حق کند تقسیم
جالیہ پاک روضہ ات شاہا ۔ دل من کرد چاک از صد جا
اے بر و مرہم از عنایت نہ ۔ بندۂ خویش را بشارت دہ
زن و فرزند خویش را خواہم ۔ من از انہا سلام میخواہم
السلام اے حبیب خاص خدا ۔ السلام اے ولی ہر دو سرا
السلام اے فروغ دین نبی ۔ السلام اے بہار باغ علی
السلام اے نسیم باغ حسن ۔ السلام اے مِیٔ ایاغ حسن
نور چشم شہید بر تو سلام ۔ بے عدیل و ندید بر تو سلام
جان زین العباد بر تو سلام ۔ دل فدائے تو باد بر تو سلام
السلام اے دلم اسیر تو باد ۔ شرف خضر و ام ضمیر تو باد
السلام اے گرہ کشای جہان ۔ السلام اے رفیق بے وطنان
السلام اے دوائے دردِ دلم ۔ الفت تو خمیر آب و گلم
جان اکبر نثار گنبد تو ۔ مجسمہ من فدا قد تو

خاص بازار پیش درگاہ دورویہ دوکانات سے آگے دوکانین لگی ہوئی ہین۔
شہر مین خلقت کا ہجوم رہتا ہے ۔ غدر سن ستاون
الی تھی بعد غدر کے چند سال تک کم آئی وجہ اسکی بربادی خلق اللہ تھی ۔ ا
سید لی ہزارہا روپیہ علی قدر حیثیت خرچ کرتے ہین اور نذرانہ مین ہر چیز تحفہ

ین نصف نذرانہ حق دیوانجی صاحب سجادہ نشد ، تا ہے اور
اہم تقسیم کرتے ہین۔

فصل چوتھی

مدان چشت اہل بہشت مین بعضے اولیاء اللہ تو ایسے گذرے کہ
ہت صوری و معنوی حاصل تہا اور ہزارون اولیاء اللہ ایسے ہوئے
اونکی کرامات اور مجاہدات سے بہری ہوئی ہین - لہذا تبرکاً
بزرگوارون کا جو بعد حضرت خواجہ بزرگ کے وقتاً فوقتاً ریب
ارشاد رہے بیان کیا جاتا ہے -

قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ

مدین بن سال الدین بن احمد بن موسیٰ اوشی اعظم خلفاء حضرت خواجہ
ہین اوش ایک قصبہ کا نام ہے توابع ماوراءالنہر سے اور بعضے کہتے
رغانہ کے متعلقات سے ہے لقب آپکا بختیار کاکی تہا اپنے وقت کے
اور پیشواے بنی آدم تہے مدت تک اجمیر شریف مین ریاضت اور
مستغرق رہے آخر حضرت خواجہ کے ارشاد کے موافق آپنے دہلی کا
ختیار فرمایا عرصہ تک مردمان دیار و امصار کو آپ سے فیض باطنی حاصل
سن شریف چونسٹھ سال اور دوسری روایت سے پچہتر سال کو
مانہ سلطنت سلطان شمس الدین التمش مین روز دوشنبہ چودہوین
ربیع الاول سنہ ہجری چہ سو چونتیس مین آپنے وفات فرمائی مزار
انوار آپکا جوار دہلی مین زیارتگاہ خاص و عام ہے حضرت شیخ فرید شکر گنج

مرید اور خلیفہ حضرت قطب الا ... مین اعظم واصلین حق
... پکا سلسلہ نسب شریف فرخ شاہ عادل بادشاہ کابل تک منتہی ہوتا
ہے کمالات آپکے اوس سے سوا ہین جو بیان مین آوین روز شنبہ پانچو
... ۶۶ ہجری زمانہ سلطنت غیاث الدین بلبن مین یا حی یا
جان کو ساتھہ جان آفرین کے تسلیم فرمائی عمر شریف آپ کی پچانوے سال
کی تھی قصبہ پٹن واقع پنجاب مین مدفون ہوئے کبھی فکر شعر و سخن فر
یہ شعر آپ کا ہے ؎

در میان خاک و خون پر میزنم	چو مرغ نیم بسمل بر درت

... ت شیخ نظام الدین اولیا اجداد بزرگوار آپکے بخارا شریف سے
تھے سلسلہ نسب آپکا بقول اکثر مورخین کے امیر المومنین حسین ابن علی
منتہی ہوتا ہے روز آخری چہار شنبہ ۲۷ ماہ صفر ۶۳۳ ہجری کو بعد طلوع
آفتاب کے قصبہ بدایون مین پیدا ہوئے اور سن تمیز کو ہونچکر بدایون مین تحصیل
علوم رسمی کیا چونکہ مباحثہ علوم مین ہر شخص پر آپ غالب آتے تھے نظام محفل
شکن مشہور ہوئے بیس برس کی عمر مین معاملات دنیا سے ہاتھہ کھینچکر طرف قصبہ
پٹن کے گئے اور وہان حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج سے مستفیض ہوکر مدت
... آپکی خدمت مین حاضر رہے بعد اسکے دہلی کو مراجعت فرمائی آپکو شعر و سخن
... تھا یہہ بیت آپکے نتائج طبع سے ہے ؎

گر ندیداند کسے آخر تو میدانی مرا	از تو نتواند بریدن کس بآسانی مرا

جب سن شریف آپ نواسی برس کا ہوا ربیع الآخر اٹھارہوین تاریخ ۷۲۵
مین وفات فرمائی جوار دہلی مین مدفون ہوئے تاریخ آپکے وفات کی یہ ہے ؎

سراج دو عالم شدہ بالیقین	نظام دو گیتی شہ ماو طین

خوشتن گسترم زغیب	ندا داد ہاتف شہنشاہ دین

ت نصیر الدین محمود۔ آپ بڑے اولیاء اللہ مین سے ہین اور حضرت
اولیا محبوب الٰہی کے خلیفہ اعظم تھے اور روشن چراغ دہلی آپ کا
ہین کہ حضرت عبداللہ یافعی نے حضرت مخدوم جہانیان سے
مین پوچھا تھا کہ دہلی مین اب کون بزرگ ہے مخدوم صاحب نے
اس زمانہ مین شیخ نصیر الدین محمود سے دہلی کا چراغ روشن ہے جب
روشن چراغ دہلی ہوگیا۔ روز جمعہ اٹھارہوین رمضان المبارک
ی مین آپکا وصال ہوا سواد دہلی مین آسودہ ہین حضرت شیخ
علامہ آپکی وفات تاریخ ۲۷ ذیقعدہ سن ہجری سات سو
ہوئی آپ کا مزار مبارک دہلی مین اپنے مرشد کی خانقاہ مین ہے
شیخ سراج الدین وفات آپکی تاریخ چھبیسوین جمادی الاول سن آٹھ سو
ہ مین ہوئی مزار آپ کا پیران پٹن مین ہے حضرت شیخ علیم الدین
کی ۲۶ ماہ صفر کو ہوئی قبر آپ کی پیران پٹن مین ہے حضرت شیخ محمود
کی تاریخ بائیسوین ماہ صفر سنہ ۹ ہجری مین ہوئی مزار آپکا پیران پٹن
حضرت شیخ جمال الدین آپ نے بیسوین ذالحجہ سن نوسو چالیس
ہ مین ملک بقا کو رحلت فرمائی قبر آپ کی بلدہ چانپانیر مین ہے قریب احمدآباد
لیکن بعض کتاب مین لکھا ہے کہ آپ احمدآباد مین آسودہ ہین حضرت
حسن محمد وفات آپ کی ۲۹ ربیع الآخر کو اور ایک یہہ بھی روایت ہے کہ
ین ذیقعدہ سن نوسو چاسی ہجری مین ہوئی قبر آپ کی احمدآباد گجرات
دروازہ کے باہر مسجد انصار کے قریب ہے حضرت شیخ محمد وفات آپکی
تیسوین ذیقعدہ اور ایک روایت سے ۲۹ ربیع الاول سن ہجری ایکہزار

چالیس مین ہوئی مزار پرانوار آپکا احمد آباد گجرات مین متصل مسجد انصار کے ہے۔

حال طریقہ ابوالعلائیہ

حضرت سیدنا امیر ابوالعلا اکبرآبادی رضی اللہ عنہ کو فیض روحی بحکم حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ حضرت غریب نواز خواجہ خواجگان معین الدین حسن سنجری چشتی رضی اللہ عنہ سے اور بیعت آپکو طریقہ نقشبندیہ مین اپنے عم بزرگوار حضرت سید امیر عبد اللہ قدس سرہ سے ہے ولادت باسعادت آپ کی سنہ ۹۹۰ ہجری مین قصبہ نزلہ مین کہ شاہجہان آباد سے لاہور کی جانب ایک منزل کے فاصلہ پر ہے واقع ہوئی اور وفات شریف آپ کی سنہ ۱۰۶۱ ہجری ۹ صفر المظفر کو شنبہ کی دن ہوئی عمر شریف آپ کی ۷۱ برس کی تہی مزار مبارک آپکا شہر اکبرآباد محلہ وزیرپورہ مین واقع ہے اور حالات آپکے کتاب نجات قاسم مصنفہ حضرت مولانا سید شاہ محمد قاسم صاحب قدس سرہ ابوالعلائی داناپوری مین مفصل مرقوم ہے طریقہ آپکا حضرت سید دوست محمد قدس سرہ آپکے خلیفہ اعظم سے جاری ہے اوسکی تفصیل یہہ ہے شجرہ حضرت سیدنا امیر ابوالعلا رضی اللہ عنہ کے خلیفہ حضرت سید دوست محمد قدس سرہ آپکے خلیفہ حضرت شاہ محمد فرہاد دہلوی آپکے خلیفہ حضرت مولانا برہان الدین خدانما آپکے خلیفہ حضرت مولانا رکن الدین عشق آپکے خلیفہ حضرت خواجہ ابوالبرکات دیوناتوی آپکے چند خلفا خلیفہ اول آپکے حضرت خواجہ ابوالحسن صاحب قدس سرہ آپکے خلیفہ تہے اور چہوٹے صاحبزادے حضرت سید شاہ فخر الدین حسن عظیم آبادی حضرت مولوی تراب علی اور حضرت مولانا سید شاہ محمد قاسم صاحب داناپوری اور حضرت مولانا حاجی الحرمین الشریفین حضرت سید شاہ محمد سجاد صاحب داناپوری یہہ دونون حضرت حقیقی بہائی بہی ہین

سہالی بھی ہین اب جو طریقہ ابو العلائیہ کے بزرگوار شہر اکبر آباد اور اجمیر شریف
الہ آباد اور بنارس اور فیض آباد اور لکھنؤ اور عظیم آباد اور داناپور اور قصبہ کاکو ضلع
... میں قدیم مشائخ کی بستی ہے حضرت سیدنا مخدوم شرف الدین بہاری
چچا سیدنا حضرت سلیمان لنگر زمین کا مزار اور حضرت بی بی کمال صاحبہ
مخدوم شرف الدین بہاری کی خالہ صاحبہ اور حضرت سلیمان لنگر زمین
کا مزار بھی یہین ہے سید محمد اکبر حضرت بی بی صاحبہ کی اولاد سے ہین
اور مونگیر اور کلکتہ مین بھی پائے جاتے ہین اکثر حضرت سید شاہ محمد قاسم اور حضرت
سید شاہ محمد سجاد قدس سرہما کے فیض یافتہ ہین حضرت سید شاہ محمد قاسم صاحب
قدس سرہ نے ۱۶ شوال ۱۲۸۱ہجری مین وصال فرمایا مزار آپکا شہر منیر حضرت
احمد یحیی منیری کے روضہ مین واقع ہے۔

قطعہ تاریخ وصال حضرت شاہ محمد قاسم

قاسم بود سید و سالار اہل فقر
تاریخ و روز و سال و مہ انتقال او
رخت حیات خویش ز فانی سرا ببست
یوم الخمیس از مہ شوال سفید ... ۱۲۸۱ھ

اور حضرت مولانا سید شاہ محمد سجاد صاحب قدس سرہ نے ۴ ذیقعدہ کو ۱۲۹۹ھ
روز یکشنبہ شب دوشنبہ کو وصال فرمایا اور مزار آپ کا شہر داناپور مین اپنے جد
امجد کے روضہ مین واقع ہوا اب ان دونون حضرات کے سجادہ نشین سید محمد اکبر
خلف حضرت سید شاہ محمد سجاد خلیفہ حضرت سید شاہ محمد قاسم قدس سرہما ہین حضرت
سید شاہ محمد سجاد صاحب قدس سرہ کا عرس اجمیر شریف مین حضرت خواجہ غریب نواز
کے زمانے سے مقرر ہوگیا اور تاریخ وصال آپ کی یہ ہے۔

قطعہ تاریخ

آہ از واقعہ قبلہ و عم سجاد	شدہ سررشتہ صبر از کف دل یکسر گم
روح خراشیدہ ز اندوہ نوشتم تاریخ	مہ ذیقعدہ و یوم احد و چاردہم ۱۲۹ھ

جب حضرت سیدنا امیر ابوالعلا اکبرآبادی حضرت خواجہ غریب نواز کے حضور مین حاضر ہوئے تو آدہی رات کا وقت تہا اور دروازہ شریف روضہ مبارک مقفل ہوچکا تہا فوراً قفل زنجیر سے جدا ہوگیا اور آپ داخل روضہ مبارک ہوئے حضرت خواجہ غریب نواز بصورت مثالی جلوہ گر ہوئے اور آپ کو عینی توجہ دی اور ایک چیز دانہ تسبیح کے برابر سرخ رنگ اپنے دہن شریف سے نکال کر آپکے دہن مبارک مین ڈالدی اور فرمایا کہ میرے بعد یہ نعمت اللہ تعالی نے تم کو عطا کی اسکے محافظ رہنا اور بیعت اپنے چچا امیر عبداللہ سے کرلو تو آپنے فرمایا کہ حضرت وہ بزرگ نقشبندی ہین سماع سے احتراز کرتے ہین - اور مجھے اب آپکے طفیل سے سماع سے نہایت رغبت ہوگئی ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ وہ تمکو اجازت سماع سننے کی دیدینگے چنانچہ اپنے چچا صاحب کی خدمت مین آکر شرف بیعت حاصل کی اور اجازت سماع سے بہی مشرف ہوئے یہ سبب ہے کہ جو ابوالعلائیہ بزرگوار سماع سنتے ہین چنانچہ حضرت سید شاہ محمد قاسم صاحب جو اپنے وقت مین طریقہ ابوالعلائیہ کے مجدد ہوئے ہین تمام حالات حضرت سیدنا امیر ابوالعلا کے رسالہ نجات قاسم مین مفصل تحریر فرماتے ہین جو آپکے حالات کا مشتاق ہو اوس رسالہ کو معاینہ کرے ۔

حالات حضرت سید شاہ حاجی محمد سجاد صاحب ابوالعلائی دانا پوری قدس سرہٗ

آپکی ولادت مقام داناپور مین سنہ ۱۲۳۱ھ روز یکشنبہ شب دوشنبہ رجب کی ۱۱ تاریخ کو واقع ہوئی چنانچہ منظہر عجائب سنہ ۱۲۳۱ھ آپکی تاریخ ولادت ہے ۷ برس کی

۱۰! (حضرت سید شاہ خواجہ ابوالبرکات قدس سرہ خلیفہ اعظم حضرت
لمحشن قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل کیا اور پورے چالیس برس
یک دنیا ہوئے اور بار اول اوسی سال حج کو تشریف لے گئے اور
مدینہ طیبہ مین حاضر رہے اور بحکم حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ
سلم اجمیر شریف مین حاضر ہوئے اور بہت عرصہ تک حضرت خواجہ غریب نواز
مشرف رہے پھر مقام داناپور مین آکر خانہ نشین ہو گئے پھر تیسرے
ریف لے گئے اور عرصہ تک مدینہ طیبہ مین حاضر رہے اور معمول یہہ تہا کہ
م مبارک مین رات بھر مراقب رہتے تھے ایک روز کا واقعہ یہ ہے کہ
نت کی ایک سید صاحب نے مجرو گوشت کی دعوت کی اوس روز حضرت کا
یف مین حاضر ہونا ہوا شب کو آپنے حضرت سرور عالم کو خواب مین دیکھا کہ
لمے ہین کہ اے فرزند تم مدینہ مین گوشت کہانے آئے ہو یا ہمارے
رسی روز سے آپنے عہد کیا کہ اب گوشت نہ کہاؤنگا چنانچہ پھر عمر بھر
نہ کہایا اور سال بھر قبل انتقال کے آپنے اپنی قبر شریف کی جگہہ تین مقام
یز فرمائی تہی آٹھہ روز قبل انتقال کے کسی طرح کی علالت نہ تہی آپنے فرمایا
میرے جد امجد حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اے فرزند تم
یہین انتقال کرو مین تمہین نجف لیجاؤنگا اور پھر آپنے سید شاہ رحمن الدین مین
صاحب سلمہ اپنے برادر زادہ کو بیس روپیہ نقد دئے اور فرمایا کہ یہ میری تجہیز و
فن کا خرچ ہے اور یکشنبہ کو آپ داناپور آجائیگا اور آپ مقام نوآباد اپنے برا
برادر جناب شاہ مولوی نصیر الحق صاحب کے یہان تشریف لے گئے اور وہان
علیل ہوئے جمعہ کو مکان پر تشریف لائے اور یکشنبہ کے روز مغرب کے وقت
بعد ادائے نماز عصر انتقال فرمایا اور پانچ منٹ پہلے انتقال کے کیفیت آہ

اور فرمایا کہ حضرت سیدنا ابو العلا اور خواجہ غریب نواز تشریف لائے ہین چالیس عرس
حضرت سیدنا رضی اللہ عنہ کے کئے اور پانچ حج کیے چنانچہ یہ تاریخ حضرت مولانا
محمد سعید صاحب عظیم آبادی نے اس تاریخ مین آپکا مختصر حال لکھا ہے قطعہ

شہ اقلیم عرفان سید پاک — کہ کرد و پنج حج کعبۃ اللہ
ز ترکیب محمد شد بسجاد — عیان نام خوش آن شاہ ذیجاہ
ہزار و دو صد و سی یک ولادت — دو شنبہ شب رجب بست و یک از ماہ
سنہ ذیقعدہ یکشنبہ دہ و چار — بود روز وفات آن حق آگاہ
سنین عمر آن مقبول باری — ز سجاد آشکارا گشت دلخواہ
اگر پرسند سال انتقالش — بگو داخل بجنات النعیم آہ

چوتھے روز حضرت سید محمد اکبر صاحب بالاتفاق جملہ اکابر شہر سجادہ نشین ہوئے
حضرت شاہ محمد یحییٰ صاحب ابو العلائی کی تاریخ سجادہ نشینی یہ ہے ع

چو شد حامل سر سجادہ اکبر — بجمعی کہ منظور اہل نظر شد
سپردند تسبیح و سجادہ او را — مفوض بحکم حق سر بسر شد
رقم کرد تاریخ یحییٰ مسکین — ہمایون پسر جانشین پدر شد (١٢٩٤)

حضرت یحییٰ مدنی وفات آپ کی ۲۸ صفر سن گیارہ سو ہجری مین ہوئی قبر
آپ کی مدینہ منورہ مین جنت البقیع کے اندر نیچے روضہ حضرت امیر المومنین عثمان
ابن عفان رضی اللہ عنہ کے ہے حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی
وفات آپکی تاریخ ۲۴ ربیع الاول سنہ ١١٤٢ ہجری مین ہوئی مزار پرانوار آپ کا دہلی مین
جامع مسجد اور لال قلعہ کے بیچ ہے جس جگہہ پہلے خانم کا بازار تھا حضرت
شیخ نظام الدین اورنگ آبادی نسب آپ کا حضرت شیخ
شہاب الدین سہروردی تک پہونچتا ہے زوجہ مطہرہ آپ کی زبدۂ اولاد حضرت

رازسے ہین اوایل حال مین او ز آباد سے دہلی مین
حہ اول مین فقط تحصیل علوم رسمی مدنظر تھی لیکن جوکہ خواستہ تقدیر
وگار قدر یہ تھی کہ آپ کا خاندان ارشاد حقایق معارف کے ساتھہ
حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ شیخ کلیم اللہ جہان آبادی قدس اللہ
کی خدمت مین فایز ہوکر شرف بعیت سے مشرف ہوئے ازبسکہ
البرکات اونکی جامع کمالات صوری ومعنوی تھی تحصیل علوم
ی اور باطنی کی انہین کی خدمت مین کرکے منصب خلافت سے سرفراز
اور آخر الامر معاودت کی اجازت پاکر اورنگ آباد کو تشریف لے گئے
خلق کو فیض باطنی کی طرف ہدایت فرمائی تاریخ بارہوین ذیقعدہ سن
وسوبیالیس مین عالم بقا کو راہی ہوئے مزار مبارک اورنگ آباد مین ہے

الملتہ والدین مولانا محمد فخر الدین علیہ الرحمتہ

مات اور خوارق اور کرامات لاتعد ولاتحصیٰ ہین آپنے پدر والا اقتدار
لانا نظام الدین قدس سرہ کی خدمت مین علوم ظاہری وباطنی کو تحصیل کرکے
تہ خلافت حاصل کیا اور بعد اوسکے چند سال نواب نظام الدولہ ناصر جنگ
والی حیدرآباد دکن اور ہمت یار خان کی سرکار مین بسر کی آپکے انفاس متبرکہ کی برکت
سے گم گشتگان بادیہ ضلالت نے راہ ہدایت حاصل کی۔ ازبسکہ قدیم الایام
ترک تعلق غالب تھا وہان سے دل برداشتہ ہوکر اجمیر شریف مین تشریف
لائے اور چندے مزار مبارک قدوۃ واصلان بارگاہ ذوالجلال حضرت خواجہ
الدین چشتی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے وسیلہ سے قیام اختیار کیا
آخر بموجب ارشاد باطنی حضرت خواجہ ممدوح کے دہلی کو تشریف فرما ہوئے

آپ کی ہدایت وارشاد سے ایک خلق کثیر بہرہ مند اور سعادت یاب ہوئی
اور یہہ عجب کرامت حضرت کی ذات فائض البرکات سے ظاہر ہوئی کہ آپکے
خلفای باصفا اطراف ہندوستان مین باعث نجات سرگشتگان روزگار اور ہادی
گمراہان تبہ کار ہوئے کتاب نظام العقائد اور رسالہ مرجیہ اور فخر الحسن حضرت
کی تالیف سے ہے اور چہار دانگ ہندوستان سے ولایت تک لکھو کہا
آپکے خاندان کے مرید ہین جب سن شریف تہتر تک پہونچا تاریخ ۲۷ جمادی الآخر
کو سن گیارہ سو تانوے ہجری مین عالم بقا کو راہی ہوئے خورشید دوجہانی
آپکی رحلت کی تاریخ ہے مزار آپکا متصل دروازہ چہار دیواری مرقد مبارک
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کی زیارت گاہ خلایق ہے۔

احوال حضرت رحیم بخش قدس سرہ

حضرت مولانا رحیم بخش صاحب رضی اللہ تعالی عنہ دہلوی موضع غیاث پور مین
جہان درگاہ شریف حضرت مولانا نظام الملۃ والدین حضرت نظام الدین محبوب
الٰہی کی ہے رہتے تہے خلفای حضرت مولانا فخر الدین رضی اللہ عنہ سے ہین
بڑے صاحب کمال تہے اکثر اوقات دہلی مین تشریف رکہتے درس مثنوی مولانا روم
آپکے جلسہ مین ہوا کرتا حضرت مولوی محمد ضیاء الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو والد
ماجد اس فقیر پر تقصیر کے تہے سنہ ۱۲۰۱ ہجری ماہ رمضان المبارک مین پیدا
ہوئے اسلئے اونکی والدہ ماجدہ نے جو قوم سادات سے تہین اپنے فرزند
کا نام رمضان علی کہ اسی نام سے سن ولادت اونکا نکلتا ہے رکہا جب چار
سال چار ماہ چار روز کے ہوئے والدہ شریفہ حضرت موصوف نے مولانا عبد العزیز
صاحب کی خدمت بابرکت مین واسطے تحصیل علم کے بٹہلایا حضرت مولوی صاحب

ما تربیت احقر بعد فارغ ہونے تحصیل سے کے دستار
آپنے محمد ضیاء الحق کے نام سے مخاطب فرمایا جب سے بنام ضیاء
تا اسے طبیعت پر ذوق درویشی غالب تہا خلفا با وقار ہوا
رحمۃ اللہ علیہ خصوص مولانا شمس الدین صاحب و مولوی رحیم بخش صاحب و
صاحب کے جلسہ مین شریک رہتے بالآخر حضرت مولانا رحیم بخش صاحب نے
بارہ سو اکتالیس سال ہجری مین مشرف و ممتاز فرمایا چنانچہ خلافت نامہ
ج کتاب کیا جاتا ہے وہو ہذا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین
یکتب عبد الضعیف معدن المعاصی مخزن الآثام متمنی مولانا محمد
مین رحیم بخش غفر اللہ ذنوبہما وستر عیوبہما الطالب المولی محمد ضیاء الحق اعطیت
اصحاب من مشایخ فی طریقۃ القادریہ والچشتیہ والنقشبندیہ والسہروردیہ
طالبین الصادقین المعتقدین بشرط العلم والعمل علیہا ومتابعۃ الشرع الشریف
مشایخ للہ تعالی وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وسلم [یا رحیم بخش ۱۲۰۱]
اہدنا وایاکم والذین معنا ومعکم الی صراط المستقیم بحرمتہ [نیاز احمد ۱۲۴۲ شہدت یافتہ] [نثار احمد شہدت یافتہ]
یم فی سنہ ۱۲۴۲ ہجری بعد حاصل کرنے خرقہ خلافت کے بمقام جے پور موجب
ست اپنے پیر و مرشد کے تشریف لائے محلہ جانب سوارون مین ایک برج قدیم
پڑا تہا اور اوسمین لوگ کسی جن کا مسکن بتلاتے تہے اور یہی وجہ اوسکے ویران
ہنے کی تہی آپنے اوسکو پسند کرکے قیام کیا اور اپنی والدہ کی خدمت مین دم
تک مصروف رہے ہر چند لوگ شادی کرنیکو اصرار کرتے تہے مگر چونکہ مزاج پر
ر غالب تہا آپ اونکے جواب مین فرماتے کہ والدہ ماجدہ کی خدمت مین بصورت

رس قصور ہوگا۔ جب حضرت والدہ ماجدہ یعنی بندہ درگاہ ی دلوی صاحبہ نے
احرت کو کوچ کیا آپ بعمر پنجاہ سالگی تہین اوسوقت سلوک
ایا عرصہ تک اوسی حال مین رہے دنیا ومافیہا سے کچھہ علاقہ نہ تہا اوسی حالت
بمقام اجمیر شریف واسطے زیارت روضہ شریف حضرت خواجہ غریب نواز کے تشریف
اور درگاہ حضرت برہان الدین قتال مین قیام پذیر رہے یہہ مقام ہی ہوکا تہا د
والے کہتے ہین کہ جب ہم آپکے پاس جاتے تو آپ کے حجرہ کے دروازہ
اندر ایک کالا سانپ جسکی موچہین سفید تہین سبوسے آپ کے گرد حلقہ ما
بیٹہا رہتا اہل محلہ سے جو کوئی وہان جاتا یہہ صورت دیکہکر خایف ہوتا اور
بڑہنے کی ہنوتی آپ اونکو بلاتے تو وہ لوگ کہتے کہ حضرت ہم کس طرح حاضر ہو
آپنے افعی کو دربان بنا رکہا ہے آپ اوس سے مخاطب ہوکر فرماتے کہ ہٹجا
وہین وہ غائب ہوجاتا واللہ اعلم کیا اسرار تہا قصہ مختصر بیان سے بموجب ارشاد
باطنی حضرت خواجہ بزرگ کے گوالیار تشریف لے گئے اوس زمانہ مین حضرت
شاہ خواجہ ابوالحسن صاحب ابوالعلائی چہوٹے معروف بہ حضرت جی کی مجالست
مین رہے اور بمحلہ نور گنج واقع گوالیار حویلی مرزا عزیز اللہ بیگ مین قیام کیا یہہ حویلی
بہی تمام محلہ نور گنج مین بڑی مہیب تہی اور جنات کا مسکن تہا میری والدہ شریفہ
فرماتی تہین کہ اوسی حویلی مین بعد نکاح آپنے مجہکو اوتارا تہا درجہ زیرین مین ہم رہتے
اور بالاخانہ پر جنات کے قدمونکی آواز آیا کرتی جیسے متعدد آدمی اپنے مکان
رہتے ہون اور آواز اونکے آنے جانے کی نیچے آنے والونکو معلوم ہوا کرتی تہی
مدت تک اوس حویلی مین قیام رکہا بعدہ حضرت اجمیر مین حاضر ہوکے سن تیر
بارہ سو چہین مین رمضان کی ستائیسوین شب کو یہ عاصی پیدا ہوا چونکہ قبل ا
لدہ ماجدہ کی پانچ بیٹا بیٹی ہو چکے تہے مگر بچپن مین ہی اونہون نے قضا کی

نام محمد جنید رکہا اور میری والدہ نے ہمارے خاندان سے بو..
پکارا بچپن مین والد صاحب نے بوقت آشنا ہونے زبان کے ت
مسائل ضروری مین مطلع فرمایا اول جو رباعی یاد کرائی یہ تہی رباعی

ن مذہب دینی دارم	با روح رسول ہمنشینے دارم
است و بوبکر جو علی	خلق حسن و خوے حسینی دارم

شعر

پوچہینگے بیٹا تیرے کام کو | نہ پوچہینگے کچہہ باپ کے نام کو

مین یہ شعر

زہ نسازند کلالان	ہرگز بہ لب لعل نگار نہ رسیدی
خود کار بیگانہ مکن	در زمین دیگران خانہ مکن

عمر مین نام حق اعتقادنامہ مامقیمان پندنامہ وغیرہ کتب نصائح پڑہ چکا تہا
سادت کے مجہکو نماز معکوس پڑہائی گئی اور شرف بیعت سے
کے مثنوی شریف کا دفتر اول اور دیوان خواجہ حافظ ردیف الف
لطف اور کیفیت اوس وقت مجہکو حاصل ہوتا تہا وہ قابل بیان نہین ہے
تبانے والا اور مہربان یاد کرانے والی تمام دن رات مین تہا
ین کا سایۂ عاطفت کہیل کود جانتا ہی نہ تہا کہ کسکو کہتے ہین ابتدا سے
بقول شخصے - طفلی مین بہی ہم کہیل جو کہیلے تو صنم کا - نو ین برس
عزم سفر کا کیا اثنا ے راہ مین اوس وقت ہم رکاب اپنے والا
یر شریف سے چالیس کوس سمت جنوب ایک موضع بہلواڑہ کے
معروف ہے کہ وہ منزل اخیر تہی پہونچے ہنوز دروازہ سے تہوڑے
پیچہے تہے کہ نوبت کی صدا بلند ہوئی آپ نے فرمایا کہ یہہ نوبت شادی کی ہوئی

یہان خوشی ہوگی اوسوقت اس رمز کو مین نہ سمجھا ولیکن خیال آیا کہ خدا جانے کیا
خوشی ہوگی جو آپ اس طرح فرماتے ہین القصہ ایک مسجد مین جو صدر قصبہ کے
تہی اترے چندے وہان مقیم رہے اوس وقت ایک بکری کا بچہ مجہکو لے دیا
جب مین سبق سے فارغ ہوتا اوسکو چرانے چلا جاتا۔ ایک شب وقتِ نماز عشا
کے والد ماجد واسطے رفع استنجا کے اوترتے تھے کہ زینہ مسجد سے پہسلا
مین بہی ہمراہ تہا یاد پڑتا ہے کہ دو چار زینے مسجد کے باقی تھے کہ آپ نیچے گر گئے
تھے دوڑکر سنبہالا تو اچہی طرح اوٹہ بیٹہے اور کلمہ الا اللہ زبان سے نکلا پہر
اچہی طرح زینہ پر چڑہتے چلے آئے اور استراحت فرمائی وقت صبح صادق مجہ سے
پانی طلب فرمایا مین نے حاضر کیا وہ پانی نوش فرماکر آپنے آرام فرمایا بعد نماز صبح کے
کیا دیکہتا ہون کہ آپ پلنگ پر چادر تانے سو رہے ہین چونکہ یہ بات خلاف عادت
تہی مینے پہلے تو آواز دی جب جواب نہ ملا تو گوشہ چادر چہرہ سے علیحدہ کیا اگرچہ
ایسا سانحہ نہین دیکہا تہا مگر یقین گزرا کہ آپ نے سفر آخرت کیا انا للہ وانا الیہ
راجعون۔ ترسیٹہ برس کی عمر مین ذیقعدہ کی چہٹی تاریخ بروز جمعہ اوس گنج معانی
کو زیر خاک پنہان کیا مادہ تاریخ یہہ ہے۔ مقبول حق وفات یافت ۱۲۶۴ھ
حلیہ آپکا یہ ہے۔ اوسط اندام سبز رنگ ریش دروت سفید مطابق شرع شریف
اور شانہ پر دو زخم شمشیر لگے ہوئے تھے دندانِ مبارک ازحد خوشنما تھے لباس
درویشی پہنے رہتے حقہ سے نہایت نفرت تہی اکثر آردجو مین نمک ملاکر پانی
مین آٹے کو گہولکر پی لیتے۔ اپنی حیات مین کسی طرح کی یگانہ وبیگانہ کو
تکلیف دی تمام عمر کسی کا روزگار نہ کیا استغنائی مزاج پر بہت تہی علم جفر مین اپنا
نظیر نہین رکہتے تھے کیمیا ریمیا سیمیا مین بڑا دخل تہا کسی نے اگر کوئی تعویذ مانگا
پرچہ او ٹہا پندرہ کا نقش لکہدیتے اوسکے عامل معلوم ہوتے تھے حضرت

قطب الدین آپ حضرت مولانا محمد فخر الدین علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند
ممدوح کے بعد مسند خلافت پر متمکن رہے سترہوین ماہ محرم الحرام
۱۲ ہجری مین عالم فانی سے ملک بقا کی طرف رحلت فرمائی حضرت خواجہ
لدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے جوار مین آسودہ ہین حضرت حاجی
م نصیر الدین آپ حضرت مولانا قطب الدین علیہ کے فرزند ارجمند ہین
اوس سے کہین زیادہ ہین جو لکھنے مین آوین ابوظفر سراج الدین
بہادر شاہ بادشاہ دہلی نور اللہ مرقدہ آپکے مرید اور خلیفہ تھے تمام سلاطین اور
عظام آپکی آستانہ بوسی کو سعادت ابدی سمجھتے تھے آخر سنہ ہجری بارہ سو
مین آپنے رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون مزار مبارک قطب صا
درگاہ مین زیارتگاہ خلایق ہے (انتظام درگاہ شریف) عہد سلاطین غوری
م کا حال تو کسی تحریر سے ظاہر نہین ہوتا کہ اوسوقت درگاہ شریف
زرگ رضی اللہ عنہ کا کیونکر انتظام تھا مگر خاندان تیموریہ مین چونکہ جلال الدین
اکبر کو کمال درجہ کا اعتقاد حضرت خواجہ بزرگوار سے تھا ملا عبد القادر بدایونی جو
سوقت مین پیش امام اکبر کے تھے لکھتے ہین کہ ہر سال بادشاہ نے عقیدت
شہر اجمیر کا کہ بلدہ طیبہ و رب غفور اوسکی شان مین واقع ہے آنا مقرر کیا اسلئے
نزل اجمیر تک عمارت محلات عالی اور قصرہاے رفیع و وسیع منزل
تعمیر کراے اور ہر ایک فرسخ پر ایک ایک منارہ آگرہ سے لاہور تک
چنانچہ یہی منارہ اور چاہ و سراے بنے ہوئے ایک باقی ہین اور کنوئے
کی ہزار شاخ آہو جو مدت العمر مین شکار کئے تھے منارون کی چوٹی پر
لگائے گئے تاکہ عالم مین یادگار رہین سینگ شاخ اوسکی تاریخ ہے اوس وقت
بادشاہی انتظام واسطے مصارف درگاہ کے صاحب جہان آرا بیگم نبت

شاہ جہان زیارت درگاہ کو آئین اونہون نے اپنے اکثر ملازمین کو آستانہ مین نذر
کر دیا چنانچہ حافظ خطیب مولو خان فراش باورچی چراغچی وغیرہ اوسی وقت کے
اہل فرمان ہین کہ اولاد اونکی ابتک اپنے اپنے کار خدمت پر مامور ہے بعض فرامین
شاہی جو راقم نے دیکھے اونمین خانقاہون کا نوکر اور اونکے مصارف کے واسطے
دیہات مقرر کرنے کا مضمون درج ہے مگر اب اون خانقاہون کا پتا تک معلوم
نہین صرف ایک خانقاہ عقب مجلس خانہ جسکا بیان باب اول مین ہو چکا موجود ہے

فصل پانچوین

محمد شاہ بادشاہ کے عہد سے بسبب ضعیف ہوجانے سلطنت کے اس شہر کی
آبادی گھٹنی شروع ہوئی یہانتک کہ مرہٹون کی عملداری مین محلہ کے محلے اور کوچے کے
کوچے ویران تھے جب ۱۸۱۸ء مین سرکار دولتمدار انگلشیہ کا یہان عمل ہوا اوس
وقت سے یوماً فیوماً آبادی بڑہنی شروع ہوئی چنانچہ فصیل سابق کے اندر اندر تو تھوڑے
ہی برسون مین جو جو مقامات ویران تھے اونمین لاکھون روپیہ کی لاگت کی عمارتین
ستہری سنگین واسطے گنجایش کے شہر پناہ جدید بیرون کی دروازہ جو اب
ڈگی دروازہ کے نام سے معروف ہے ۱۸۲۸ء مین بنا اوسکی شروع ہوئی اور
۱۸- اکتوبر ۱۸۳۱ء کو بنکر طیار ہوئی اوس حصہ مین بخوبی آبادی اور رونق ہوگئی شہر
کے شرقی اسٹیشن ریلوے اور میو کالج اور مہاراجگان جیپور و جودہ پور بہت پور
الور متعلقہ میو کالج اور نیز اور کوٹھیون کی تعمیر ہونے سے اب بہت آبادی بڑھگئی
ہے شہر کے اندر ترپولیہ دروازہ سے مدار دروازہ تک فرش سنگین بنایا گیا
شب کو تمام شہر کے بازار اور گلی کوچون مین لال ٹینین روشن کی جاتی ہین جس سے
اور بھی رونق اور روز بروز آبادی بڑھتی جاتی ہے۔

میو کالج اجمیر

پہلے میجر والٹر صاحب نے ۶۹-۱۸۶۸ء کی رپورٹ مین تحریر

کو حکام والامقام نے پسند کیا اور وقت تشریف آوری لارڈ

اور ویسرائے و گورنر جنرل کشور ہند نے ۲۲- اکتوبر ۱۸۷۰ء کو مقام

ر کیا اور راجپوتانہ کے اکثر رئیسون سے اجتماع کو موقع غنیمت سمجھکر اس

ر کرنے کی تجویز فرمائی حسب الارشاد صاحب موصوف مبلغ چھہ لاکھہ

اور روپیہ چندہ کا مدرسہ مذکور کے واسطے فراہم ہوا اور بہی اکثر رئیسون نے

بت کے طالبعلمون کی بکرمت کے واسطے مکانات تعمیر ہونیکا

۱۸۷۵ء کو ریلوے سڑک اجمیر سے آگرہ تک جاری ہوئی اگرچہ اس سڑک

ایسٹ انڈیا کمپنی و سندہ پنجاب و دہلی ریلوے وغیرہ ہندوستان

کون کے عرض سے کم ہے اور موافق کمی عرض سڑک کے گاڑیان

ت وغیرہ تعمیرات بہی چہوٹی ہین اسی باعث سے بہ نسبت عریض سڑک کی

یل کم تیزی سے چلتی ہے اور اوتنی گنجایش بہی نہین تاہم مال

بآسانی تمام وآسایش اپنی منزل مقصود کو پہونچ جاتے ہین ۱۸۷۴ء مین

یل کی آمد رفت جاری ہوئی اسٹیشنون اور سڑکون کی حفاظت و انتظام

سطے جناب مسٹر وایٹ صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ پولیس مقرر ہوئے اور ۱۸۸۲ء

وہ ریلوے جاری ہوئی ۱۸۶۲-۶۱ء مین آگرہ سے اجمیر تک اور اجمیر

تک تار برقی لگانیکی تجویز ہوئی فروری ۱۸۶۴ء مین آگرہ سے بہرت پور

رلیا ہوا اور جون مین بہرت پور سے جے پور ہوکر اجمیر تک اور ستمبر مین اجمیر

ڈیسہ تک ختم ہولیا۔

مگرہ میرواڑہ

میرواڑہ کہ جسکو ملک راجپوتانہ مین قوم میر کی ولایت کہنا چاہیے اور یہی وجہ تسمیہ اس ضلع کی ہے ایک پہاڑی ملک ہے بہت سے متوازی سلسلہ پہاڑ اسمین شمال و مشرق سے جنوب و مغرب کو چلے گئے ہین چوڑائی اودیپور سے لیکر اوتار مارواڑ تک پہاڑی پر پہاڑی اور پہاڑ پر پہاڑ نظر آتا ہے یہ سرزمین اصلی باشندگان سے معمور و آباد ہے سرکار دولتمدار انگریزی کی عملداری سے پہلے باشندے وہانکے وحشیانہ حالت آزادی مین زندگی بسر کرتے تھے نہ کسی کی اطاعت کرتے اور نہ کسی کو حاصل دیتے تھے رات دن لوٹ مار کرتے رہتے تھے اگرچہ میر لوگ اپنے آپکو پرتھی راج چوہان راجہ اجمیر کی نسل مین تبلاتے ہین مگر تواریخون سے ثابت ہے کہ پرتھی راج سے آٹھ پشت پہلے بھی میر لوگ پہاڑون مین بستے تھے بلکہ راجہ بیسلدیو کے وقت مین راجہ منڈور سے جو جودھپور سے تین کوس اب ویران ہے وہان آگے بہت بڑا راج تنور کا تھا اوسی کو غارت کرکے مارواڑ مین راٹھور نے اپنا راج قائم کیا میرون نے بڑے بڑے مقابلے کئے اوسوقت پرتھی راج کا نام و نشان بھی نہ تھا الغرض یہ پہاڑی لوگ قدیم سے اپنی اور شرارت سے مشہور اور عہد بیسلدیو راجہ اجمیر تک صاحب اختیار و اقتدار رہے کرنیل ٹاڈ صاحب بیان کرتا ہے کہ راجہ اجمیر نے اونکو ایسا مطیع کیا کہ اجمیر کی گلیون مین پانی بھرنے لگے ۱۷۲۵ء مین بسبب پناہ دینے دیوسنگھ ٹھاکر فراسولی کے راجہ سوائی جے سنگھ والی جیپور نے میرون پر حملہ کیا مگر اونکے مطیع کرنے مین وہ کامیاب نہ ہوسکا ۱۷۵۴ء مین مہارانا نے اودیپور نے ستون

مدپور اور سلطان سنگھ ہٹا کر مسعودہ اس فوج سے ساتھ سے لئے
تھی آئے اور ہٹا کر مسعودہ مارا گیا وہ مہم بھی ناکام رہی ۱۸۰۰ء مین
ر کے راجہ نے بیانگ کے قلعہ پر فوج بھیجی اس فوج نے بھی میرون
کی ۱۸۰۱ء مین پہلے مرہٹونکے سردار سیواجی نانا صوبہ دار اجمیر نے
گڈہ والون سے لڑائی کی اگرچہ حاصل نہوا ۱۸۰۱ء مین بالا راؤ صوبہ
فوج سے نگرہ پر حملہ کیا اس موقع پر کل علاقہ نگرہ کے باشندی
... کے بالا راؤ کی فوج پر حملہ کیا اور راوسکو شکست
۱۸۱۲ء کے محمد شاہ خان اور راجہ بہادر نے جو امیر خان والی ٹونک کے
... وہ راجہ مان سنگھ یا بطور خود فوج لیکر جہاک پر گئے ان سردارون
نہو سکا اور آخر وہ اپنی فوج وہان سے لیگئے ۱۸۱۶ء مین فوج رانا بھیم سنگھ
کی یہہ مہم بھی ناکام رہی اور رانا کی فوج بڑا نقصان اوٹھا کر واپس گئی اس لڑائی
ان پورہ کا مارا گیا۔ شروع ۱۸۱۸ء مین سپاہ سرکار انگریزی زیر حکومت
... جسمین آٹھ رجمنٹ پیادہ ونکی اور ایک سوار ونکی اور توپخانہ
... مین داخل ہوئی خاصکر واسطے پریشان کردینے امیر خان کی فوج
قبل ازین اپنے واسطے سرکار انگریزی سے شرطین مقرر کرلی
توپخانہ کو دیدینا اور اپنی فوج کو ہتہیار لیکر موقوف کرنا قبول کرلیا تہا بعد ازین
بیہ سے قلعہ تاراگڈہ خالی کرایا گیا جب سرکار ابد قرار انگریزی نے اجمیر لیلیا
رفع کرنے اوس نقصان اور تکلیف کے جو میرونکی بار دہاڑ
تہی خاص توجہ کی اور یہہ قرار پایا کہ بغیر مطیع کرنے میرون کے ضلع اجمیر اور
گرد نواح مین جنکے ساتھ عہدنامے ہوگئے تہے امن وامان قایم رکہنی
رہے سر ولیلڈر صاحب سپرنٹنڈنٹ اجمیر نے میرون سے عہد پیمان

لڑایا کہ وہ لوٹ مار سے پرہیز کرین ملہ یہ لوگ کب باز آنے تہے تب فوج گورہ اور
اور توپخانہ بقدر ضرورت بہیجکر اون سرکشون کی قرار واقعی سرکوبی کی گئی اور بہت جلد
جہاگ شاگڈہ لولوہ فتح کرلیا بعد اسکے بوروہ اور ہٹونڈیہ پر فوج سرکاری نے حملہ کیا بوروہ
تو بہت آسانی سے فتح ہوا اور ہٹونڈ مین بہت مضبوط قلعہ تہا ہوپت خان رئیس ہٹونڈ
مع جمعیت اپنی کے قلعہ نشین ہوکر دن بہر توخوب لڑتا رہا بلکہ ایک توپ سرکاری جو
جو بسبب آتش باری گولیون مخالفین کے سرکاری فوج کو چہوڑ دینے کا حکم انکے افسر
کرنل ڈبلیو جے سکس ویل نے دیا تہا گہسیٹ کر قلعہ مین لے گئے مگر رات کے
وقت ہوپت خان قلعہ خالی کرکے بہاگ گیا سرکاری فوج ہٹونڈ کو فتح کرکے برابر کو گئی
اور برسا واڑہ اور منڈلان کو فتح کیا جب یہ خبر ہوئی کہ ہوپت خان قلعہ رام گڈہ مین ہے
آٹہہ کمپنی پیادونکی مع ایک جماعت سوارون کر روانہ ہوئی اور رام گڈہ کا محاصرہ
کیا اور سب طرف سے شہر مین گہس پڑے قریب ڈیڑہ سو آدمی کے مخالفین
زخمی اور مارے گئے اور دو سو آدمی گرفتار ہوئے ہوپت خان بہی مارا گیا یہ حال
دیکہکر سب نے میرواڑہ مین اطاعت سرکار اختیار کی ایک دستہ فوج پیادہ و سوار کا جہاگ
مین چہوڑا گیا باقی آخر جنوری ۱۸۲۱ء مین واپس آئی یہ بغاوت نومبر
تہی تین مہینے کے عرصہ مین کل میرواڑہ مطیع ہوگیا۔

الحمد للہ کہ فضل الٰہی سے یہ کتاب اختتام کو پہونچی ہاتہہ پاون جو دن رات گرد
مین رہتے تہے آسودہ ہوئے مدت دراز تک راتون کو دود چراغ کہایا اور خون جگر پیا
جب یہ تحفہ طیار ہوا آج تک ایسی کوئی کتاب اجمیر کے حالات کی تالیف ہوکر
سرکار دولتمدار مین پیش نہ ہوئی تہی جس قدر محنت اور جانفشانی کتابون

اسے تعمیرات سے لے پڑھنے اور جمع کرنے اور حالات صحیحہ سے تحقیق
میں راقم کو ہوئی ہے دل ہی جانتا ہے یا جس نے تالیف و تصنیف میں
کی ہوگی وہی جانے گا جو کوئی اس کتاب کو اول سے آخر تک دیکھکر حظ
تمام صوبہ اجمیر کی کیفیت اور شہر کی تعمیرات اور آستانہ شریف کے مکانات
بی واضح ہوگا۔
ین کی خدمت میں التماس ہے کہ حتی الوسع حالات کے تحقیق
اور مطالب کی تلاش میں نیازمند نے کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا مگر تاریخوں کا اختلاف
کچھ ہے سب صاحبان دانش پر عیان ہے علاوہ ان سب امورات کے
کہ لازمہ بشریت ہے پاویں تو اوسکو اپنے وفور کرم اور دامن عفو سے
ڈھانکیں اسلئے کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود و ناظرین اس محنت کی داد دیویں اور
حکام والا مقام قدر دانی فرماویں فقط

تمت بالخیر والعافیۃ

تاریخ طبع احسن السیر مولفہ منشی محمد اکبر جہان صاحب متخلص شگفتہ از
تصنیف عاصی پر معاصی حافظ غلام احمد فروغی ولد شیخ غلام منصور
دار اجمیر متوسل ریاست بھوپال متوطن الور تجارہ و نبیسہ مولوی نجف علیخان نجف

منشئ نامور شگفتہ لہست | خوش سیر باکمال و نیک سرشت
رو تالیف نسخۂ سیر | حال اجمیر اندران بنوشت
ہم رقم زد بطرز شائستہ | حال و قال جناب خواجہ چشت

طبع در مطبع مفید عام — گشت و گردید ہمچو باغ بہشت
سال طبعش فروغی خستہ — طبع شد نسخۂ نفیس نبشت

قطعہ تاریخ سید شاہ محمد اکبر صاحب ابوالعلائی داناپوری

خوب چھپی واہ یہ تاریخ واہ — نسخۂ اکسیر ہدایت ہے یہ
صوفیِ صافی شہ اکبر جہان — آپ ہی کی ساری کرامت ہے یہ
ہے لب اکبر سے یہ تاریخ طبع — مشعل راہِ حقیقت ہے یہ

قطعہ تاریخ شیخ ریاض الدین اکبری ابوالعلائی اکبرآبادی مرید حضرت سید محمد اکبر صاحب ابوالعلائی

چو شد طبع این نسخہ احسن و زینت — نگہدار وش حق ز عین الکمال
پے سال طبعش بدل بود فکری — ز پیر خرد ہم نمودم سوال
ندا آمد این از زبانِ دلم — زہے ذکر اجمیر پاک [illegible] ہلال

اشتہار۔ حق تالیف اس کتاب کا مصنف کا ہے حسب منشار قانون بستم ۱۸۴۷ء کوئی صاحب بلا اجازت فرزندان مولف کے ارادہ اسکے چھاپنے یا ترجمہ یا انتخاب کرنیکا نفرمائین جن صاحبونکو خریداری منظور ہو درخواست بنام مولوی محمد عبدالصمد صاحب و محمد عبدالرحیم صاحب پسران محمد اکبر جہان صاحب مرحوم مولف کتاب شہر اجمیر شریف محلہ شیخان مین بھیجکر منگالین فقط

قطعہ تاریخ انتقال پر ملال جناب منشی اکبر جہان صاحب مولف کتاب از تصنیف جناب منشی محمد نبی علی صاحب اجمیری

شاعرِ نامی مورخ بے نظیر — رخت بربستہ بسوے دارِ جنان
سالِ وصلش ہاتفے گفتہ بمہر — رفتہ از دار فنا اکبر جہان

تمت